UNIVERSAL
LIBRARY
OU_228493
UNIVERSAL
LIBRARY

الحمد للہ والمنۃ کہ تاریخ حالات سپہر جناں اقتدا

رستم شوکت شیر صولت مکرم الدولہ حافظ الملک نواب حافظ

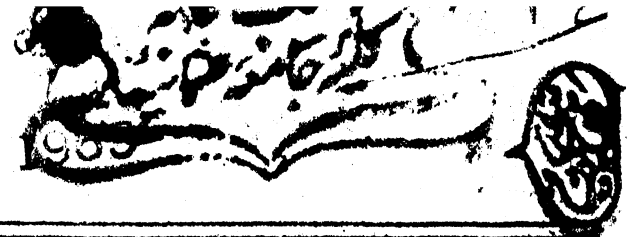
رحمت خان بہادر نصیر جنگ والی سابق ٹانک و ہیلکنڈ نور اللہ مرقدہ مسمی بہ

نقش سلیمان فی البیان
حالات
نواب حافظ رحمت خان

متن تصنیف شیر مبتہ سخنوری شاعر مستند نواب محمد سلیمان خان صاحب اسد سلمہ اللہ الصمد نبیرزادہ

نواب موصوف الصدر باہتمام حافظ احمد سعید خان منیجر مطبع محمدی

بمطبع محمدی دربار نواب بقالب طبع در آمد



نقش اسم نام محمد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خداوند کریم

نظم تعالی اللہ زہی قیوم و دانا ٭ توانائی و بینائی توانا ٭ شعر صانع بیچون و بیمثال عز و جلال ورثنایش زبان ناطقہ لال ٭ نعت جناب سرور انبیا احمد مجتبی محمد مصطفی صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین بیت محمد کزل تا ابد حضرت ہست ٭ بارایش نام او نقش بست ٭ شعر محمد بہر قدرت ہی کوئی ہمکی کیا جانے شریعت مین تو بندہ ہی حقیقت مین خدا جانے ٭ منقبت ال اطہار امامین الہمامین السعیدین الشہیدین سیدنا ابا الجنۃ ابی محمد الحسن و ابی عبد اللہ الحسین رضی اللہ تعالی عنہما شعر مثل صفت مین کیون نہ بہرون

انکا دم اسد ✤ بیشک حسن حسین ہین باغ نبی کے پھول ✤ و مدحت
صحابہ کبار قاتل المشرکین والکفار شعر صدیق و عمر خلیفہ ہای دیندار ✤ عثمان و
علی برایشان تحیات ہزار ✤ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین **بیت** زلاف
حمد و نعت اولاست بر خاک ادب خفتن ✤ سجود میتوان کردن درود میتوان
گفتن ✤ **بیان نسب** اما بعد یہ خاکسار ہیچمدان زرہ بیمقدار ننگ خاندان ارذل
خلایق امیدوار رحمت ایزد منان مصرعہ بدنام کنندہ نکونام را **محمد سلیمان اسد**
ابن نواب محمد موسی خان بہادر مرحوم ابن نواب محبت خان بہادر شہامت جنگ مغفور
خلف الرشید بکرم الدولہ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ
والئی سابق ملک روہیلکھنڈ نور اللہ مرقدہ کسیقدر احوال اپنا اور اپنے آباؤ اجداد کا
جیسا کہ کتب معتبرہ تواریخ مثل خان جہانی و شیر شاہی و خلاصۃ الانساب و گلستان
رحمت و گل رحمت و سیر المتاخرین و عمادۃ السعادت و حسین شاہی و
تاریخ احمد شاہ درانی و اخبار حسن و صولت افغانی و تاریخ روہیلکھنڈ وغیرہ مین
دیکھا یا اپنے بزرگونسے صحیح و معتبر طور پر سنا بطور یادگار برای ملاحظہ معمار و کبار و نیز
بخیال اولاد و احفاد خود کہ بعد امتداد بعید نسب اپنا فراموش نکرین و یگانہ
و بیگانہ مین فرق جانین رقم حوالہ قلم کرتا ہے ؎ غرض نشستیست کز یاد ماند

کہ ہستی را نمی بینم بقائی ۔ کہ بعض مورخین نے از راہ جہالت و نادانی و یا بہ طمع و بیوفائی
و لازمت صحیح طور پر حالات نواب حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر بطار و ورعات
مفصل تحریر نہین کیے اکثر غلطی کی ہی اور دروغ گوئی کو اصل تحریر مین راہ دی ہی بعض نے
اپنی نفسانیت و لیاقت کا اظہار یہانتک کیا ہی کہ نام بہی پورا نہین لکہا ہے یہہ قول کسیکا
بجا ہی شعر رزیل شراف کو کیا جانتا ہے ۔ ہما کو چند کبت پہچانتا ہے بیت مبادا دل
آن فرومایہ شاد ۔ کہ از بہر دنیا دہد دین بباد ۔ مورخکو صاف صاف لکہنا چاہئی چاند پر خاک
ڈالنی سی کیا ہوتا ہی آسمان کا تہوکا منہ پر آتا ہی لیکن الحمد للہ والمنہ کہ تحریر جملہ مورخین و مخالفین سے
بہی یہہ بات ضرور ثابت ہوتی ہی کہ حافظ رحمت خان بہادر پشت ہا پشت سی امیرزادہ
و شریف زادہ ہائے ولایت سی ہین خدانخواستہ کسی قسم کی مغلوک یا رزیل یا اہل حرفہ بازاری
آدمیونسے نہی پروردگار عالم نی وہان بہی اپنے فضل و کرم سی امیر اور معزز رکہا اور ہندوستانمین
بہی بزور بازو و دلاوری خود صاحب ملک و رشم رہی ۔ آمدم برسر مطلب
کہ تمامی قوم پٹہان سہ صد و نود و پنج خیل پر مشہور ہین منجملہ اوسکی یکصد و بست و ہشت ۱۲۸
خیل مجہول النسب اور باقی صحیح القوم ہین اور یہہ سب اولاد قیس عبدالرشیدی ہین
و قیس عبدالرشید کے تین فرزند ہی اول سٹربن کہ نام اوسکا ابراہیم ہی دوم تبین کہ نام
اوسکا شیخ بیت ہی سوم غرغشت کہ نام اسکا اسمعیل ہے ۔ مفصل حال ہر ایک کا

لکھنا اِس مختصر رسالہ مین گنجایش نہین رکھتا نسب اس حقیر کا از نواب حافظ رحمت خان بہادر
تا بحضرت آدم علیہ السلام بدعنوان پہونچتا ہی کہ حافظ[۱] رحمت خان ابن[۲] شاہ عالم خان
ابن[۳] محمود خان ابن[۴] شہاب الدین خان ابن[۵] ناصر الدین ابن[۶] محمد شیر خان
ابن[۷] بہادر خان ابن[۸] عبد الجبار خان ابن[۹] سلیمان ابن[۱۰] عبد الاحد ابن[۱۱] ملک احمد
خان ابن[۱۲] سلطان محمد خان ابن[۱۳] ملک فاروق ابن[۱۴] ملک ستعان خان ویا عبد المنان
خان ابن[۱۵] دولتخان ابن[۱۶] بدلخان ابن[۱۷] داؤد خان ابن[۱۸] بریچ ابن[۱۹] شرف
الدین ابن[۲۰] مٹر بن کہ اصلی نام اسکا ابراہیم ہی ابن[۲۱] قیس عبد الرشید کہ جو بعہد
نبوت ہمرو انبیا مشرف بدولت اسلام ہوئی ابن[۲۲] ایس ابن[۲۳] سلون ابن[۲۴] عطبہ
ابن[۲۵] نعم ابن[۲۶] صرہ ابن[۲۷] حندر ابن[۲۸] سکندر ابن[۲۹] رمان ابن[۳۰] عین
ابن[۳۱] بہلول ابن[۳۲] سلم ابن[۳۳] صلاح ابن[۳۴] فارود ابن[۳۵] عصیم ابن[۳۶]
فہلول ابن[۳۷] نبی کریم ابن[۳۸] محمال ابن[۳۹] حدیفہ ابن[۴۰] منہمان ابن[۴۱]
قیس ابن[۴۲] علیم ابن[۴۳] شموعیل ابن[۴۴] ہارون ابن[۴۵] فمرود ابن[۴۶] ابی
ابن[۴۷] ہیبت ابن[۴۸] طلل ابن[۴۹] لوی ابن[۵۰] عمیل ابن[۵۱] تارخ ابن[۵۲] ارزند
ابن[۵۳] مندول ابن[۵۴] سلم ابن[۵۵] افغان ابن[۵۶] ارمیہ ابن[۵۷] ساروں
ملقب بملک طالوت کہ قصہ اونکا قرآن مجید و فرقان حمید مین مذکور ہے

ابن قیس الملقب ابن ابیال ابن ضرار ابن یحریب ابن افتح ابن عیبس
ابن یمین ابن حضرت یعقوب علیہ السلام بعض مورخین نے ابن یہود ابن یعقوب علیہ السلام
لکھا ہی ابن اسحاق علیہ السلام ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام ابن
تارخ آذر بت تراش ابن ناخور ابن راعون ابن فالخ ابن ہود
علیہ السلام ابن طاہر ابن صالح ابن ارفخشد ابن سام علیہ السلام
ابن نوح علیہ السلام ابن الملک ابن متوشلخ ابن ادریس علیہ السلام
ابن مہلائیل ابن قینان ابن انوس ابن مہر شیث علیہ السلام
ابن حضرت آدم علیہ الصلوہ والسلام ؎ من نوشتم انچہ دیدم در کتاب
آینہ واللہ اعلم بالصواب ٭ معلوم کرنا چاہیئے کہ اولاد پرتچ سے اب تک
مین لوگ بہت کم رہگئی ہین اور بعض نے بسبب لاعلمی وجہالت نسب اپنا
فراموش کیا ہی دیگر اقوام افاغنہ مین شمار کئے جاتے ہین فقط اکثر کتب معتبرہ
مین لکھا ہی کہ جب ملک طالوت بمقابلہ ومجادلہ کفار نامنجار شہید ہوا دو فرزند
ارجمند اونسی یادگار رہے یعنی برخیہ وارمیہ برخیہ سے ایک فرزند وجود مین آیا
کہ نام اوسکا آصف کہا اور ارمیہ سے ایک پسر بلند قدر پیدا ہوا کہ اسم اوسکا
افغان کیا اور بعض مورخین نے ارمیہ کے دو فرزند لکھی ہین یعنی افغان وغول

کہ قوم مغلیہ اولاد ترک سے ہے اور افغان سے پہلا فرزند ظہور مین آیا ہردو برادر
والا قدر یعنی آصف اور افغان عہد حضرت سلیمان علیہ السلام مین عہدہ وزارت
اور امارت پر ممتاز رہے بعد وفات حضرت سلیمان علیہ السلام کے افغان نے
بباعث کثرت اولاد کوہ سلیمان مین کہ تا ملک شام قریب بیت المقدس
واقع ہے سکونت اختیار کی چنانچہ اسی سبب سے اہل عرب قوم افاغنہ کو سلیمانی
کہتے ہین اولاد افغان نے کبھی بت پرستی نہین کی ہمیشہ کسی نبی کے یہہ لوگ
پیرو رہے بعدہ خوف بخت النصر سے کہ در پی تخریب قوم بنی اسرائیل کے تھا
اولاد افغان نے سکونت کوہ سلیمان کی چھوڑ کر کوہستان نواح غور
مین کہ تابع ملک خراسان ہے قیام اختیار کیا زبان پشتو ساکنان اوس
جا کے تھی قوم افغان بسبب بود و باش کے عادی اوس زبان کی ہوگئی
بعد امتداد بعید اصل زبان اپنی فراموش کی و بعض روایات ضعیف
مین یہہ بھی مذکور ہے کہ افغان بعہد حضرت سلیمان علی نبینا بسبب
مخالطت و مصاحبت دیوان عادی اوس زبان کا ہوگیا تھا بدین وجہ
اوسکی اولاد مین بھی وہی زبان مروج رہی و بعض نے خلاف قیاس افغانکا
بطن دیونی سے تولد ہونا لکھا ہے و بعض نے سلسلہ قوم افاغنہ ضحاک سے

منسوب کیا ہے واللہ اعلم بالصواب تا عہد خلافت امیر المومنین حضرت
عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کوہ مذکور مین سکونت پذیر رہے وبقول
بعض قیس عبد الرشید بزمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرف بدولت
اسلام ہوئی وخطاب ہذا البطانت فی سفینۃ الدین پایا وجنگ فتح مکہ مین
شریک تھے کثرت استعمال سی لفظ بطان بزبان فارسی پتان ہوگیا اور
اہل ہند مین پٹھان مشہور ہوا قوم اونکی نے سکونت ملک روہ کی اختیار
کی ملک روہ کا مابین ایران وتوران اور ہند اور سندہ کی واقع ہے
حد شرقی ملک روہ کی ملحق ہے کشمیر سے اور حد غربی تا دریای املیمن کہ
متصل ہے ہرات کے اور حد شمالی تا کاشغر اور حد جنوبی تا بہکر وسیوستان
لکھا ہی کہ جب محمد قاسم برادرزادہ حجاج بن یوسف ملتان پر متصرف ہوا
قوم افغان جسب الحانیت محمد قاسم کے کوہ روہ سی فرود آکر سکونت
پذیر ہوئی جبکہ محمود غزنوی نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور تا سی ممالک
عراق وخراسان اور ماوراالنہر اور سندہ وغیرہ پر تسلط حاصل کیا آٹھ
آدمی رئیس قوم افغان کے یعنی ملک خالونی[1] اور ملک عامون[2] اور ملک داؤد[3]
اور ملک بختی[4] اور ملک احمد[5] اور ملک محمود[6] اور ملک عارف[7] اور

ملک غازی پیشگاہ والاجاہ سے ممتاز مراتب امارت پر ہوئی سلطان محمود نے
کہ لوائے عزیمت جانب ہندوستان بلند کیا ہیسان قوم افغان سے ہر مقابلہ
اور ہر مجادلہ مین کارہستمانہ ظہور مین آئے کہ زیادہ ترقی مراتب اور مناصب قوم
افغان کا باعث ہوا ہرگاہ کہ سلطنت خاندان عالیشان غوریون پر قرار پائی
اکثر افغان حضور پادشاہان غوریون مین مجتمع ہوئے القصہ عہد سلطنت غزنوی
وغوریون مین قوم افغان جلای وطن قبول کرکے جابجا علیحدہ علیحدہ ہر ملک
ودیار مین سکونت پذیر ہوی کہ شروعا لکھنا حال ہر ایک کا ان اوراق مختصر مین
گنجایش نہین رکھتا قوم ہٹیلج نے ملک شوراوک وپشین مین کہ تابع ملک قندہار کے
ہے بودباش اختیار کی بعد چندمدت شہاب الدین خان جدامجد حافظ
رحمت خان بہادر نے سکونت شوراوک وپشین کی چھوڑکر ضلع اٹک اور
لنگرکوٹ مین استقامت اختیار کی اور تاجیات اپنی اوسی ملک مین
قیام پذیر رہے اور بسبب بودباش اوس ملک کے قرابت اوریگانگت
شہاب الدین خان کی قوم کاکی سے ہوگئی ہمیں قوم یعنی خان والاشان
ملک خانوی نے جیسہ ملبندرتبہ اپنی حبالہ نکاح شہاب الدین خان مین منعقد
کی لکھا ہے کہ شہاب الدین خان ازبسکہ بزرگ ذات نیک صفات

تھے مرقد اونکا ملک ہزارہ مین متصل شاہی ڈیرے کی زیارت گاہ خلایق
ہے تین فرزند اونسے یادگار رہے۔ پائیندہ خان اور محمود خان اور آزاد خان
بعد وفات شہاب الدین خان کے محمود خان قایم مقام اور جانشین پدر
والاقدر کے ہوئے محمود خان نے سکونت موضع طور شہامت پور
کی اختیار کی اور رشتہ قرابت اور یگانگت کا حسب دستور اپنی باپ کے
قوم کمال زئی سے رکھا یعنی دختر خان والاشان ملک یار خان جیالہ
نکاح اپنی مین لائے جبکہ محمود خان نے موضع طور شہامت پور مین
وفات پائی پانچ فرزند اقبال مند اونسے یادگار رہے آزاد خان و
شہزاد خان و حکیم خان اور حسن خان اور شاہ عالم خان
حکیم خان بقید حیات پدر والاقدر اولد رہے ملک بقا ہوئے چونکہ لکھنا
یہان نسب حافظ رحمت خان کا منظور ہے لہذا اشہب قلم کو میدان تحریر
مین جولان کرتا ہون کہ حافظ ملک حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ
نور اللہ مرقدہ والی سابق ملک روہیلکھنڈ فرزند شاہ عالم خان سبوق الذکر کے
تھے اور شاہ عالم خان نے بھی حسب دستور اب وجد اپنے کے عقد خود
یا دختر نیک اختر ملک محمد ابن ملک احمد کیا اور بجز حافظ رحمت خان اور ایک ہمشیرہ

اونکی کے جنکی بنوائی ہوئی مسجد شہر بالنسر میں ہے ان مین بہ محلہ بہاری پور بی بی
صاحبہ کے نام سے اسوقت تک مشہور ہے اور کوئی اولاد شاہ عالم خان
مسبوق الذکر کے نہ تھی ذکر آمدن داؤد خان بملک ہندوستان
کتب ہائی تواریخ مین مسطور ہے کہ شاہ عالم خان کا ایک غلام موروثی داؤد
خان نامی تہا اور حسب دستور ولایت کے کاروبار خانہ داری و دیہات
و باغات شاہ عالم خان مذکور کے اوسی سے متعلق تہے شاہ عالم خانکو
یہہ خیال ہوا کہ کچھہ گھوڑیان ہندوستان سے منگا کر اور اپنی ولایتی گھوڑے
اونپر ڈال کر بچے لئے جاوین تو نہایت خوب ہون لہذا ۱۷۰۱ء کہ زمانہ
بادشاہت بہادر شاہ ابن عالمگیر کا تہا۔ داؤد خانکو مبلغ تیرہ سو یا گیارہ ۱۳۰۰
سو روپیہ دیکر جانب ہندوستان برائے آوردن مادیان اسپ روانہ کیا
غرضکہ رفتہ رفتہ داؤد خان ۱۷۱۰ء مین بامعدودی چند ہندوستانین
آیا اور ہندوستان کی زرریزی اور طرح طرح کی بدنظمیان اور بادشاہت
کی خرابیان کہ جو اوس عہد مین واقع تہین دیکہکر حسب کام کو شاہ عالم خان
مذکور نے بہیجا تہا اوسی فراموش کر کے کار دیگر مین سرگرم ہوا جو کہ ہندوستانین
ہر طرف لوٹ مار و فتنہ و فساد پر تہا اوسنے اول اثنائے راہ ہر دوار۔

پلاس کے جنگل مین موقع پاکر ایک سیٹھ ساکن بانس بریلی کو کہ وہ
بیچارہ بہی بمقام مذکور جاتا تہا لوٹ لیا اور ہلاک کیا اور قریب یکصد اشرفی
نقد و مال و زیور وغیرہ اوسکا لوٹ کر اور اوسکے نوکر گاوان کی جوڑی اپنے
سامان بار بردار یکے واسطے لیکر بارہ دوازدہ کس کہ ہمراہ اور ہمسفر اسکے
تہے چند مدت ڈاکہ زنی کرتا رہا جاگیرداران بریلی کہ بلاد اعظم ملک روہیلکہنڈ ہے
اور زمانہ سابق مین ملک بریلی و شاہجہانپور و سنبہل و مراد آباد وغیرہ کو
بسبب بود باش کنہی راجپوتان قوم کٹہری کے کٹہر کہتے تہی لیکن اب
اسکو روہیلکہنڈ کہتے ہین وجہ تسمیہ روہیلکہنڈ کی انشاء اللہ تعالی آیندہ
ظاہر ہوگی خود سر ہوکر جنگ و جدل کرتے تہے اور ہر ایک شخص مرد سپاہی
جرار کا خواستگار رہتا جو کہ داؤد خان مرد قوی اور دلیر تہا چند روز
بعد ازین ملازمت زمیندارونکی کرکے دولتمند ہوگیا اور جو ولایتی ہندوستان مین
بہ تلاش روزگار آیا داؤد خان نے اوسے اپنا ملازم کرلیا حتی کہ قریب
دوسو ہمراہیونکی جمعیت داؤد خان کے ساتہہ ہوگئے اوسوقت داؤد خان
مع اپنے ہمراہیونکے مدار شاہ زمیندار موضع مدکر پرگنہ بریر سرکار مرادابون
کے پاس نوکر ہوگیا مدار شاہ نے پس ازچند روز واسطے لوٹنی اور بربا

کرنے موضع بانکولی پرگنہ چوملہ کو موضع چاٹو سے آباد تھا داؤد خانکو
روانہ کیا اوسنے وہان پہنچکر ہی موضع مذکور کا محاصرہ کیا زمیندار وہانکا تاب
مقاومت نہ لاکر معہ جمعیت چاٹو کے فرار ہوگیا جو آدمی بہاگ سکے اونکو فوج کے
آدمی گرفتار کرکے داؤد خانکے سامنے لائے منجملہ اوس جماعت کے ایک لڑکا
فی الجملہ حسین و خوبصورت ۷ سات برس کا داؤد خانکو نظر پڑا لیکن مثل
مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ۷ بالای سرش ہویدا می
تافت ستارۂ بلندی ۔ دیکھتے ہی محبت اوسکی داؤد خان کے دلمین
جوش مارنے لگی اور اوس لڑکے کو قید سے رہائی دیکر اپنے فرزندی مین
لیا اور علی محمد خان نام رکھا مگر صحیح روایت یون ہے کہ داؤد خانکو یہہ لڑکا
شیر خوار ہنگام لوٹ ۔ یہ موضع بانکولی کسی کہیت مین پڑا ہوا ملا و چند گرگ
اسکے گرد پیش تھے اور مان اسکے مری ہوئی اوسکے پاس پڑی تھی
کسوجہ سے کہ اون دنون قحط عظیم واقع تھا وہ شاید گرسنگی سے ہلاک
ہوگئی تھی اور ایک روایت ضعیف یہہ بھی ہے کہ کچھ عرصہ ہاتھی یا بہمنی یعنی
مادر نواب علی محمد خانکو کسی سبب سے اپنی گہر مین بٹہا لیا تھا اور یہ طفل شیر خوار وہ
اپنے ساتھہ لائی تھی ۔ ویا یہ لڑکا شاید اونہین سے تولد ہوا ہو اور

پچھو کے شوہر اول کا نام بگھو تھا مگر چند روز قبل اس معرکہ کے وہ مر چکا تھا

بدیں وجہ نواب محمد کلب علیخان بہادر مرحوم والی ریاست رامپور نے نسب

علی محمد خان کا طرف سادات کے منسوب کیا ہے غرضکہ علی محمد خان کی

قوم و نسب کے باب مین مورخین کا اختلاف ہے واللہ عالم بالصواب

لیکن راقم کو اس امر سے کچھ سروکار نہین میرے نزدیک صرف اتنا کافی

ہے کہ رئیس کی قوم اوسکی سرداری و ریاست - اور فقیر کی قوم اوسکی

درویشی و کرامت ہے ؎ ذات پات پوچھ نا کوئے × ہر کو بھجے سو

ہر کا ہوئے - ؎ بنی آدم اعضائے یک دیگرند - کہ در آفرینش

ز یک جوہرند - اکثر غلام بادشاہ ہوئے ہین البتہ شرافت ایک جوہر

ذاتی بیشک ہے صفاتی نہین جس شخص مین یہ دونون باتین بہم ہوتی ہین وہ

چشم خلائق مین بجمیع وجوہ زیادہ تر معزز و ممتاز رہتا ہے و جملہ ادنی و اعلی

مین محترم ہوتا ہے اہل دنیا اوسے کسیطرح پر منظر حقارت نہین دیکھہ سکتے

الغرض علی محمد خان نے اطاعت و فرمانبرداری داؤد خانکی اسقدر کی کہ

داؤد خانکے دل مین محبت علی محمد خان کی بیش از بیش مثل محمود و ایاز کے

ہو گئی اور محمد خان بسبب صغر سنی داؤد خان کا اوسکی حیات مین نابالغ مر گیا

پس داؤد خان نے علی محمد خان کو اپنا تبنی گردانا خلاصہ یہہ کی یہان پر
ستارہ جاہ و جلال داؤد خان کا روز بروز ترقی کرتا جاتا تہا اور وہان
شاہ عالم خان بسبب گم شدگی داؤد خان کے ہمیشہ فکرمند و پریشان رہتے تہے
کہ واللہ عالم داؤد ہندوستان مین جاکر کیا ہوگیا رفتہ رفتہ بعد از چند سال

خبر داؤد خانکی شاہ عالم خان کو پہونچی ذکر آمدن شاہ عالم خان جانب ہندوستان

جوکہ شاہ عالم خان نے داؤد خان کو بہی مثل فرزند کے
پرورش کیا تہا لہذا خان مذکور سنتی ہی اس خبر کے علاقہ روہ یعنی طور شہاہت
پور سے باسعدو دے چند روانہ ہوکر ملک کہٹہر مین داؤد خانکے پاس آئے
داؤد خان نے کوئی امر انکی تعظیم و تکریم مین فروگذاشت نہ کیا اور مثل خاوند کے
نہایت خاطر داریسے پیش آیا خان مذکور نے اوسکو اپنے ہمراہ ولایت لیجانے
مین بہت اصرار کیا اوسوقت داؤد خان نے بہ لطائف الحیل بہت سا
زر نقد اور جواہر وغیرہ خان موصوف کے پیشکش کرکے یہہ عرض کیا آپ
یہہ سامان لیکر ولایت تشریف لیجائین چونکہ بیلا ہردوار کا قریب اگیا ہے
لہذا مین وہانسے گہوڑیان وغیرہ بہی حسب الحکم آپکے خرید کر چند روز بعد
حاضر خدمت ہوتا ہون شاہ عالم خان اسبات پر اوس سے عہد و میثاق

مستحکم کرکے معہ جملہ مال واسباب روانہ ولایت ہوئے اور وہان انتظار
داؤد خانکا کرنے لگے چونکہ داؤد خانکو اب ہندوستانمین مزا اپنی حکومت اور
سرداری کا حاصل ہوگیا تہا ولایت مین جاکر شاہ عالم خانکی تابعداری کرنا
اوسکی طبیعت کیونکر گوارا کرتی چند سال تک داؤد خان وہان نہ گیا اور
یہان ہندوستانمین اوسکی روز بروز ترقی ہوتی گئی چنانچہ علاوہ مردمان ہندوستانکے
قریب پانسو ولایتی آدمی اوسکے ملازم ہوگئے جب عرصہ زیادہ ہوگیا تو دوبارہ
شاہ عالم خان موصوف بقصد لیجانے داؤد خانکے ولایت سے ہندوستانمین
تشریف لائے اور داؤد خانکو بہت تنگ پکڑا تب داؤد خان نے مجبور
ہوکر (۲۰۰۰) مبلغ دو ہزار روپیہ سالانہ بطور نذرانہ دینا منظور وقبول کرکے بالحاح تمام
شاہ عالم خانکو رخصت کیا اثنار راہ مین بشہر بدایون گروہ بدمعاشان نے
بزمان فرخ سیر بطور ڈاکہ زنی یورش کرکے شاہ عالم خانکو بتاریخ نہم شہر ذیحجہ
شب جمعہ بدرجہ شہادت فائز کیا اور بعض کے نزدیک صحیح یون ہے
کہ یہہ سانحہ بوجہ شرارت وکورنمکی داؤد خان کے ظہور مین آیا واللہ اعلم
بالصواب الغرض داؤد خان یہہ خبر سنکر فوراً موضع بنیا بیولی سے متقتل
خان موصوف پر پہونچکر بظاہر قاتلونکی تلاش کرنے لگا لیکن سراغ نہ لا

تب اوسی مقام پر جہان خان مذکور ہلاک ہوئے تھے دفن کیا چنانچہ مقبرہ
اونکا تعمیر کردہ حافظ الملک بہادر بیرون شہر بدایون اسوقت تک موجود ہے
اور بعض نے یون لکہا ہے کہ جب شاہ عالم خان داؤد خان کے پاس سے
رخصت ہوکر ولایت کو روانہ ہوئے چند سوداگر راہ مین ملے اونہون نے
بیان کیا کہ داؤد خان نے کئی گہوڑے قیمتی ہمسے خرید کئے ہین عرصہ
ہوا کہ قیمت اونکی وصول نہین ہوئی تم داؤد خان سے قیمت گہوڑونکی دلوا دو
جب تک گہوڑونکی قیمت وصول نہوگی تب تک ہم تمہین ولایت نجانے
دینگے خان مذکور نے واسطے دلانے قیمت گہوڑونکی اثنار راہ سے
لوٹ کر بسبب اس بدمعاملگی کے داؤد خانکو بہت ملامت کی اور کہا
کہ تری باعث مین سوداگرونکی قید مین پہنسا ابتا وقتیکہ تجہکو نہ بیچونگا ہرگز
ولایت کو نجاؤنگا جب داؤد خانکو یقین کامل ہوا کہ یہہ ہرگز نہی ہندوستان مین
رہنے دینگے تب چند آدمیونکو طمع دنیاوی دیکر واسطے قتل کرنے شاہ
عالم خان کے آمادہ کیا چنانچہ انہون نے موقع پاکر شاہ عالم خانکو ہنگام
خواب قتل کیا تب داؤد خان کو اطمینان حاصل ہوا ایک آدہ مورخ نو
بسونے ازراہ جہالت ونادانی یا ازراہ خوشامد داؤد خان کو برادر

کلان حافظ رحمت خان کا لکھا ہے اور ایک آدہ نے برادر شاہ عالم
خان تحریر کیا ہے استغفر اللہ یہہ قول اونکا بالکل بیجا و غلط ہے مصرع
بدین عقل و دانش بباید گریست ۔ جس زمانہ مین کہ شاہ عالم خان
قتل ہوئے حافظ رحمت خان فرزند صلبی شاہ عالم خان کہ اوس زمانہ
تک و لایت مین نابالغ تھے القصہ تھوڑے دنونکے بعد داؤد خان
بعد قتل شاہ عالم خان کے نوکری مدار شاہ کی چھوڑ کر سرکار دیبی چند
راجہ کوہ کماؤن مین حسب خواہش راجہ مذکور کے ملازم ہوگیا جب
نواب عظمت اللہ خان خلف مولوی عصمت اللہ بنیرہ عبد القادر فاروقی
لکھنوی ناظم ملک کہیڑ مقرر ہوکر واسطے تسخیر کاشی پور و رڈر پور کے
سرحد پر گنات راجہ دیبی چند مین معہ فوج وارد ہوئے راجہ مذکور نے داؤد
خان کو سردار فوج کا مقرر کرکے نواب عظمت اللہ خان سے مقابلہ کرنا
چاہا ہنوز معرکہ جنگ و پیکار برپا نہوا تھا کہ داؤد خان نے نواب عظمت اللہ
خان سے سازش کرکے لڑائی مین طرح دی راجہ نے فراست سے
دریافت کرکے مصلحتاً درگذر کی خود بالمی کوہ کوچ کیا اور بعد ازان
واسطے لینے زر تنخواہ کے داؤد خانکو طلب کرکے قید کرلیا کچھ عرصہ کے

بعد وہ اوسی قید مین مرگیا بعد فوت ہونے داؤد خان کے ملک
شاہ نخان ابن شہزادخان اور صدرخان کمال زئی وغیرہ نے
پسر تبنی داؤد خان یعنی علی محمد خان کو جانشین داؤد خان کا قرار
دیکر خدمت نواب عظمت اللہ خان مین حاضر کیا اور ظلم راجہ دیبی چند کا
نسبت داؤد خان کے بیان کیا نواب مذکور نے بصلہ خیر خواہی داؤد
خان کے علی محمد خانکو معہ ہمراہیونکے نوکر رکھہ لیا۔ ذکر نواب علی محمد خان
علی محمد خان نے بعد چند روز کے نوکری نواب عظمت اللہ خانکی چھوڑکر
موضع بنیا پولی پرگنات بقبوضہ داؤد خان پر اپنا قبضہ کیا اس وجہ سے
محمد صالح اجارہ پرگنات بریلی کا محمد شاہ سے لیکر آیا علی محمد خان نے
باشارہ نواب عظمت اللہ خان بمقام منونہ پرگنہ آنولہ پر محمد صالح کو ہلاک
کرکے منونہ وغیرہ پر بھی اپنا قبضہ و دخل کیا بعد ہلاک کرنے محمد صالح کے
دو دو ہزار سوار آنولہ کو معرفت اوسکے اور مونکے قتل کرا کے آنولہ کو
مسکن اپنا قرار دیا اب کوئی گرد و نواح مین ایسا نہ رہا کہ جو علی محمد خان سے
برابری و سرکشی کرتا ہر شخص علی محمد خان کی بہادری سنکر خواستگار
مدد کار و حمایت ہوا اسی عرصہ مین پروانہ وزیر الملک نواب قمر الدین خانکا

دربارہ امداد عظیم اللہ خان کہ جو واسطہ تادیب سادات بارہا کی مقرر
ہوا تہا علی محمد خان مذکور کے پاس پہونچا بمجرد صدور پروانہ علی محمد خان
نے عظیم اللہ خان کے پاس پہونچکر جالسہ مین کارنمایان کیا اس خدمت
کے عیوض مین خوش ہوکر وزیر ممالک نے بخطاب نوابی اور نوبت و
خلعت فاخرہ سے علی محمد خان کو سرفراز کیا اور زر مشخصہ پرگنات السنو
بہ تخفیف لینا قبول کیا و بعض مورخین نے یہہ لکہا ہے کہ علی محمد خان نے
اپنے آپکو از خود بخطاب نوابی زراہ جرات مشہور کیا باین خیال سہ ہرکہ
شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ الغرض نواب علی محمد خان نے جالسہ سے
آنولہ کی طرف مراجعت کرکے آبادی آنولہ اور چین اور تردد پرگنات
مین کوشش کی مگر اکثر روہیلی بسبب کم سنی اور پسر متبنیٰ ہونے داؤد
خان کے نواب کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے مین دریغ اور سرکشی
بہی کرتے تہے اس سبب سے نواب علی محمد خان متردد اور متفکر رہتے تہے

کہ انکو کیونکر قابو مین لانا چاہیئے ذکر آمدن حافظ رحمت
خان بہادر بملک ہندوستان

اس درمیان مین وہان بعیز ولایت مین حافظ رحمت خان جوان ہوکر

سن بلوغ کو پہونچی جو کہ یہہ بات بہی مشہور ہونچکی تہی کہ داؤد خان نے
از راہ کورمکی شاہ عالم خان کو قتل کرایا ہے چنانچہ رفتہ رفتہ یہہ بات
حافظ رحمت خان کے بہی گوش زد ہوئی فوراً خون نے جوش
مارا اور رگ حمیعت جنبش مین آئے دلمین یہہ خیال بندہا کہ اپنے
پدر کے خون ناحق کا عوض داؤد خان سے ہندوستا نمین چلکر لینا
چاہیئے یہہ عزم ٹہان کر باچند ملازمین وجان نثار مثل شیخ کبیر وگل شیر خان
وغیرہ ودیگر رفقا کے قصد ہندوستا نکا کیا اور رفتہ رفتہ بمقام آنولہ السر
لائے یہان پہونچکر دریافت ہوا کہ داؤد خان نے انتقال کیا اور علی
محمد خان پسر تبنی جانشین اوسکا ہے اور نیز نواب علی محمد خان کو دریافت
ہوا کہ حافظ رحمت خان خلف شاہ عالم خان مرحوم یہان آئے ہین
سنتے ہی اس خبر کے نواب علی محمد خان خدمت حافظ رحمت خانمین
حاضر ہوئے اور کمال لجاجت واطاعت وفرمانبرداری سے پیش
آئے اور حافظ رحمت خان کو مہمان شفیق اور سردار قدیم اپنا سمجہکر بمقام
صدر بیٹہایا اور کوئی دقیقہ خاطرداری کا فروگذاشت نکیا بسطرح داؤد
خان حفظ مراتب شاہ عالم خان کا ہر امر مین ملحوظ رکہتا تہا اوسیطرح

نوابعلی محمد خان حافظ رحمت خانکی عزت و آبرو کرتے تھے لیکن باطن
نواب علی محمد خان کو حافظ رحمت خان کیطرف سے ایک نوع کا اندیشہ
بھی تھا اور نیز حافظ رحمت خانکو علی محمد خان کی جانب سے گونہ خیال
تھا بدین وجہ چند روز مہمان طریق پر رکھکر ولایت کو مراجعت کی
اور وہان پہونچکر اپنا عقد با صبیہ ملک شادیخان کیا چونکہ علی محمد خانکو
حافظ رحمت خان بہادر سے نہایت تقویت و جمعیت حاصل
ہوئی تھی کسواسطے کہ جملہ روہیلہ اور افاغنہ حافظ رحمت خان بہادر
کو اپنا سردار قدیم تصور کرکے بمتابعت حافظ رحمت خان نواب
علی محمد خان کی بھی مطیع و منقاد ہوگئی تھی بعد واپس جانے حافظ رحمت
خانکی پھر نواب علی محمد خانکی ہمراہ وقتاً فوقتاً سرکشیان کرتے تھے
لہذا نواب موصوف کے دلمین یہہ خیال آیا کہ یہہ لوگ بجز حافظ رحمت خان
بہادر کے کہ وہ انکی سردار قدیم ہین میری اطاعت بخوبی نکرینگی
اسواسطے متواتر خطوط طلب حافظ رحمت خانکی خدمت مین ارسال
کئے اور دوبارہ ولایت سے بلاکر ہر امر مین اپنا مشیر کیا بعد از چند
سال نواب علی محمد خان کسی زمیندار کو گرفتار کرکے بطلب زر کثیر

سزائے سخت دلوا رہے تھے یہان تک کہ اوسکے دونون ہاتونکی دسنون انگلیون
کپڑا روغن مین تر کرکے آگ لوائی چونکہ حافظ الملک بہادر قدیم سے متقی
وحلیم ورحیم مزاج اور خداترس تھے اوس ظلم صریح کے دیکھنے کی تاب نلائے
اور نواب علی محمد خانکو اوس بدعت سے مانع آئے نواب موصوف
اوسوقت پاس ولحاظ حافظ رحمت خان بہادر اس امر سے دست
بردار ہوگئے مگر باطن یہہ بات خلاف مزاج گذری دو ایک روز بعد ازان
تخلیہ مین حافظ رحمت خان بہادر سے یہہ کہا کہ مین آپکا تابع فرمان ویسا ہی
ہون کہ جیسا داؤد خان باپ مرا شاہ عالم خان مرحوم کا تھا لیکن آیندہ
آپ مرے امورات ریاست مین اسطرح کی مداخلت نہ فرمائین کسواسطے
کہ مین آپکا کہنا اگر نمانونگا تو آپکو ملال ہوگا اور ریاست بے سیاست
نہین ہوسکتی یہہ بات سنکر اوسوقت حافظ رحمت خان مصلحتاً خاموش
ہوگئے مگر شب کے وقت معہ اپنے ہمراہیونکے بلا اطلاع نواب علی محمد خانکے
جانب ولایت کوچ کیا اثنار راہ مین آنولہ سے دس پانچ کوس نکلکر ایک
قبرستان مین قیام کیا باین خیال کہ یہان تھوڑی دیر ٹہرکر خورد نوش
کرلین تو آگے روانہ ہون اوس تکیہ پر ایک فقیر کا مسکن تھا اوسنے جو جیا

کہ حافظ بابا کہان چلے حافظ رحمت خان بہادر نے بیان کیا کہ مین
حسب الطلب نواب علی محمد خان کے چند روز سے ہندوستان مین
مقیم تہا لیکن اب مجہے اوسنسے ایک امر کا ملال ہوا لہذا قصد وطن کا
رکہتا ہون اون درویش نے بجواب اسکے حافظ رحمت خان بہادر
سے یہہ کہا کہ حافظ بابا اب تم ولایت جاکے کیا کروگے یہین رہو
اور ملک گیریان کرو حافظ رحمت خان نے بجواب اسکے کہا کہ
نہین شاہ صاحب مین اب ہندوستان مین نہ رہونگا ضرور ولایت
جاؤنگا تب اون درویش نے کہا اچہا بابا اگر یہی خوشی ہے تو آج فقیر کے
کہنے سے یہین رہجاؤ کل چلے جانیکا اختیار ہے چونکہ حافظ رحمت
خان بہادر فقیر دوست اور خلیق مزاج تہے التماس درویش قبول
کرکے اوس روز وہین قیام کیا روز دویم نواب علی محمد خان تلاش
حافظ رحمت خان بہادر اوسی مقام پر پہونچے اور حافظ رحمت خان
بہادر سے کہا آپ مجہسے ناراض ہوکر ولایت کو جاتے ہین مین ہرگز
نہ جانے دونگا جسطرح پر ہوسکیگا واپس لیجاونگا حافظ رحمت خان نے
اس بات سے انکار کیا اور نواب علی محمد خان نے اصرار کیا ایسی

ردوبدلمین وہ درویش بھی آئے اور حافظ رحمت خان بہادر کو سمجھایا کہ
حافظ بابا علی محمد خان تمہارے لینے کو آئے ہین اور ہر طرح منت وسماجت
کرتے ہین تم مری کہتے ہے ضرور انکے ساتھہ واپس جاؤ اور ملال
خاطر دور کرو جب اون درویش نے بھی سمجھایا تو حافظ رحمت خان بہادر
نے یہہ فرمایا کہ اچھا مین جاتا ہون لیکن تین شرائط کے ساتھہ اگر وہ نواب
علی محمد خان قبول کرین - اوّل یہہ کہ اسطرح کا ظلم شدید میرے سامنے نہو
اگر ایسا ہوگا تو ضرور مانع آونگا اور انکو قبول کرنا پڑیگا - دوم یہہ کہ ملازم انکے
نرہونگا - سوم یہہ کہ جب میری بود باش ہندوستان مین ہی رہی تو
میری ہی اولاد اور نواب علی محمد خانکی ہی اور لاد ہوگی پھر انکے
خاندان مین کبھی نہ دونگا نواب علی محمد خان نے یہہ تینون شرطین منظور کین
اور حافظ رحمت خان بہادر کو اپنے ساتھہ لے آئے اکیدوز ہنگام
تخلیہ حافظ رحمت خان بہادر سے کہا کہ ایک امر کی خلش آپکی طرف سے
میرے بھی دلمین رہتی ہے اوسکی صفائی ہوجانا واجبات سے ہے
وہ یہہ ہے کہ شاید آپکے گوش زد ایسا ہوا ہو کہ میرے باپ یعنے
داؤد خان نے آپکے والد شاہ عالم خانکو بحیلہ قتل کرایا ہے ہرچند

کہ یہہ امر غلط مشہور ہوا صحیح نہین ہیا دآپ اوسکا عوض کسیوقت
غفلت مین مرے ساتھہ کرین اور ہزار اشرفی بہی حافظ رحمت خانکے
روبرو رکہدین کہ اگر آپکو اسبات کا یقین کامل ہے کہ داؤد خان ہی نے
شاہ عالم خان کو قتل کرایا ہے تو یہہ ہزار اشرفیان خون بہا مین
حاضر ہین لیجئے اور معاف کیجئے بجواب اسکے حافظ رحمت خان بہادر
نے فرمایا کہ استغفر اللہ روپیہ لینا لالچی اور محتاج آدمی کا کام ہے تم
خود اسبات سے واقف ہو کہ مین خدانخواستہ ولایت مین بہی محتاج
نہ تہا اور نہون وہان بہی اللہ تعالے نے اپنے فضل وکرم سے
سب کچہہ عنایت فرمایا ہے ان اشرفیونکی مجہے کوئی ضرورت نہین ہے
اور دغا کرکے دہوکے مین مارنا مردونکا کام ہے البتہ ولایت
سے مین ایسی ہی قصد پر آیا تہا کہ شاہ عالم خان کا عوض داؤد
خان سے لون لیکن چونکہ وہ مرگیا اور تم اوسکے پسر تبنی ہو صلبی
نہین مین تم سے کسیطرح کی خصومت نہین رکہتا اطمینان خاطر
رکہو اور اس خیال باطل کو دلسے دور کرو پس یہہ بات
سنتے ہی نواب علی محمد خان بہت خوش ہوئے اور وہ جو

خلش پنہان دلمین تہی بالکل دفع ہوگئی اور حافظ رحمت خان بہادر کا
حد سے زیادہ اعزاز واکرام کیا وچند دیہات بطور نذر واسطہ مصارف
حافظ رحمت خان کے علیحدہ طور پر مقرر کردئے اور اوسروز سے
بلا مشورہ حافظ رحمت خانکے کسی قسم کا معاملہ ملکی وانی نکرتے تہے
اور آیندہ درمیان نواب علی محمد خان اور حافظ رحمت خان بہادر کے
یہہ بات قرار پائی کہ اب جسقدر ملک قبضہ مین آئے اوسمین سے
دو حصہ نواب علی محمد خان کے اور ایک حصہ حافظ رحمت خانکا رہے
حافظ رحمت خان نے جب یہہ خیال کیا کہ مرا جانا اب ولایت کو دشوار ہے
لہذا اپنے قبایل متعلقین ومتوسلین وملازمین کو بہی طلب کرکے سکونت
اپنی ملک کیڑ مین اختیار کی جب سے یہہ ملک کیڑ بوجہہ بود باش افغانان
موسوم بملک روہیلکہنڈ ہوگیا مصرعہ نام کہڑ جب سے ہوا ہے روہیلکہنڈ
بعدازین اور ولایتی وقتاً فوقتاً جوق جوق بامید روزگار آنے گئے اور
نواب علی محمد خان کی قوت بزور بازوے حافظ رحمت خان بہادر
روز بروز ترقی پکڑتی گئی - جنگ نواب علی محمد خان بہرنند
کتہری چندروز حافظ رحمت خان کے قیام کو گذرے تہے کہ ہرنند

کہتہری حکومت روہیلکھنڈ یعنی مرادآباد وغیرہ پر پیشگا بادشاہ ہند سے مقرر
ہوکر آیا اور واسطے اخراج نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان بہادر
وغیرہ کے معہ فوج کثیر روانہ آنولہ ہوا ہرچند نواب علی محمد خان نے معرفت مرزا
لطیف بیگ معذرت کی لیکن کچھہ مفید نہ ہوئی آخرکار دریائے ارل کے
کنارہ پر طرفین سے سخت لڑائی ہوئی ہرنند اور عبدالنبی اجارہ دار شاہ آباد اور
اوسکا بھائی دلیر خان معہ کسان ہمراہی کے مارا گیا اور فتح عظیم نواب علی
محمد خان و حافظ رحمت خان کو حاصل ہوئی اوسوقت تمام روہیلکھنڈ
یعنی مرادآباد و سنبھل و شاہجہان پور و شاہ آباد وغیرہ پر انکا قبضہ ہوگیا
اور انکی جانب سے ناظم مقامات مذکور پر مقرر ہوئے اور اسقدر اسباب
بیش بہا ہرنند کا ہاتھہ آیا کہ بالکل سامان ریاست اور حکومت درست
ہوگیا مسمی دلیپت بنجارہ قابض پیلی بھیت کو بھی قتل کرکے پیلی بھیت
اور دیگر پرگنات متعلق اوسکے حافظ الملک بہادر کے قبضہ میں آئے
اور چند عرضیان محمد شاہ بادشاہ کے حضور میں در باب بیقصوری
اپنی اور زیادتی ہرنند کے ارسال کیں بادشاہ نے معین الملک کو واسطے
تحقیقات اس امر کے مقرر کیا نواب علی محمد خان نے خبر آنے

معین الملک کی سنکر بعجلت تمام کنارہ دریائے گنگ پر حاضر ہوکر عذر بقصور
پیش کیا معین الملک نواب سے رضامند ہوکر شاہجہان آباد کو واپس گئے

جنگ حافظ رحمت خان با راجہ کلیان چند - اس واقعہ
سے دو سال کے بعد دولت چند میر منشی کلیان چند راجہ کوہ کمایون کا
راجہ کلیان چند پسر راجہ دیپی چند کے ظلم سے تنگ ہوکر نواب مذکور کے
پاس آکر فریادی ہوا نواب نے اوسکا آنا غنیمت جانکر بمعیت حافظ رحمت
خان بہادر بخشی سردار خان اور پائندہ خان اور نواب دوندی خان سپہ
سالار کو سمعہ فوج کثیر واسطے فتح الموڑہ کے روانہ کیا الموڑہ کا راجہ بمقابلہ
پیش آیا لیکن حافظ رحمت خان بہادر نے اوسکو شکست فاش دی اور
راجہ کلیان چند کے قلعہ پر اپنا قبضہ کیا اور نواب علی محمد خان کو اس فتح
پانے سے اطلاع دی نواب نے بھی یہہ خوشخبری سنکر الموڑہ پہونچکر چار ماہ
تک وہان قیام کیا اور راجہ سری نگر سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ
سالانہ بطور نذرانہ مقرر کرکے آنولہ کو واپس آئے اور دیہات اس
کوہ پر اپنا قبضہ کیا - **آمدن محمد شاہ دہلوی برائے اخراج**
نواب علی محمد خان بمقام سنبہل - اسی واقعہ کے

چند روز بعد امیر خان اور صفدر جنگ نے محمد شاہ کے دلگو نواب مذکور
اور حافظ رحمت خان کیطرف سے ایسا برہم کیا کہ بادشاہ نے نواب علی محمد خان
کے نکالدینے کا ارادہ مصمم کرکے معہ افواج کثیر ۱۱۵۴ ہجری مین شاہجہان
آباد سے کوچ کرکے سنبھل مین اپنا ڈیرہ کیا نواب نے یہہ خبر وحشت اثر
سنکر بہراسیمہ و مضطر قلعہ بنگڈہ مین کہ پانچ کوس پر آنولہ سے واقع ہے
پناہ گیر ہوکر عرضیان بحضور بادشاہ و وزیر الممالک نواب قمر الدین خان کے اپنی اطاعت
و فرمانبرداری کی روانہ کین ہرچند وزیر الممالک نے چاہا کہ بادشاہ اوسکا قصور معاف
کرکے اپنے پاس طلب کرین لیکن بسبب خفگی بادشاہ کے سفارش پیر کی
کام نہ آئی اور قایم خان اور امیر خان و سران فوج شاہی نے نواب پر حملہ کردیا
لیکن نواب نے کیے دن منتظر جواب عرایض ہوکر توپ اور تفنگ سے دفع الوقتی
کی آخر چارہ کار بجز حاضری کے نہ دیکھکر جیسا کہ بعض مورخین نے لکھا ہے بیاے
وزیر وہی کی ہانڈی پیے نذر لیکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی و حافظ
رحمت خان نے زیر دامن کوہ شمالی جنگل مین پناہ گیر ہوکر قیام کیا و جمعیت
افاغنہ کو تا امکان زیادہ منتشر نہونے دیا۔ بادشاہ نے نواب کو بطور حراست
وزیر الممالک کے سپرد کیا اور حکومت روہیلکھنڈ پر فرید الدین خان پسر

عظیم اللہ خان اور صدر الاسلام خانکو جنکی مسجد تعمیر کرائی ہوئی متصل نواب
آصف الدولہ کی مسجد کے بریلی کے بازار میں ابتک موجود ہے مامور
کیا اور خود معہ فوج کے شاہجہان آباد کو واپس گیا جو کہ وزیر الممالک کو سرفراز
نواب بدل منظور تھی ایک روز یہہ موقع پاکر معافی قصورات نواب علی محمد خان
کی چاہی اور عرض کی کہ بالفعل راجہ ہائے سرہند نے بہت سر اوٹھایا ہے اور منحرفی پر
کمر باندھی ہے لہذا مصلحت وقت یہہ ہے کہ حضور علی محمد خانکو قید سے رہائی دیکر
خدمت سرہند پر مامور فرماوین اور یہہ حکم ہو کہ حافظ رحمت خانکو بھی بلا خوف
و خطر دامن کوہ سے معہ جمعیت افاغنہ طلب کرلو اور جانب سرہند روانہ
ہوویں ہر دو پسر خود یعنی سلیمان عبد اللہ خان و فیض اللہ خان کو بطور یرغمال
پیرو سرکار کر دو چونکہ ہر دو اشخاص نہایت بہادر و جرار ہیں اگر باقبال شاہی مہم
مذکورہ کو سر کرلیں فبہا المراد و اگر احیاناً معاملہ دگرگون ہوا تو ملک کٹہر کا فتنہ
و فساد سٹا مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید + بیک کرشمہ دو کار بدآیندہ
جو کچھہ رائے فیض پیرا آئے سو امور مصلحت ملک خسروان و امنداد

رہائی یافتن نواب علی محمد خان از قید و مامور ی سرہند

بادشاہ نے سفارش و رائے وزیر الممالک منظور کرکے خدمت سرہند

نواب کو مامور کیا اور خلعت فاخرہ معہ اسپ و فیل و نوبت و نشان اور
بحالی منصب کے عطا کرکے خطاب نوابیکا دیا حافظ رحمت خان بہادر
کہ ہمہ وز لشکر مین تھے بموجب تحریر نواب علی محمد خان کے افغانونکو جو کہ بسبب
ورہی و برہمی ریاست کے پراگندہ ہوگئے تھے اور ہوئے جاتے تھے
جا بجا سے اونکو بہی بکمال کوشش قریب سات ہزار پیادہ و سوار جمعیت
بہم پہونچاکر شاہجہان آباد مین آکر بمقام چار باغ ڈیرہ کیا اور کئے ہزار
اشرفیان کہ نواب علی محمد خان نے بروقت حاضر ہونے حضور بادشاہ کے بطور امانت
حافظ رحمت خانکے پاس رکہوائین تہین بخشیہ حوالہ کردین نواب مذکور نے
جماعت پریشان مجتمع دیکہکر اور اوسوقت بے سروسامانی مین اسقدر زر
کثیر غنیمت جانکر حافظ رحمت خانکا شکریہ ادا کیا اور جانب سرہند کوچ
کیا اور عبداللہ خان و فیض اللہ خان اپنے فرزندونکو بطریق یرغمال
تفویض وزیر ممالک کیا الغرض تمام سرہند بتائید خدا بعد جنگ و جدل
بسیار بسبب دلاوری حافظ رحمت خان بہادر کے نواب کے قبضہ مین آیا
سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین خبر آمد آمد احمد شاہ ابدالی کی ہند مین گرم ہوئی محمد شاہ
کو ازبسکہ نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان بہادر کیطرف سے اندیشہ تہا

کہ مبادا بسبب ہم قومی کے یہہ لوگ احمد شاہ ابدالی سے موافقت پیدا کرین
پس واسطے کشود کار کے وزیر الممالک سے مشورہ کیا وزیر نے عرض کیا کہ اگر حضور
خدمت روہیلکھنڈ پر نوابعلی محمد خان و حافظ رحمت خان وغیرہ کو سرفراز فرماوین
تو فوراً سرہند کو چھوڑ کر روانہ روہیلکھنڈ ہو جائین گے بادشاہ نے وزیر کی
یہہ رائے پسند کر کے فرمان متضمن بسند ملک روہیلکھنڈ بنام نواب مذکور فرمایا

دوبارہ قابض شدن نوابعلی محمد خان و حافظ رحمت خان بملک روہیلکھنڈ

ہنوز فرمان شاہی پاس نواب کے نہ پہونچا تھا کہ شقہ احمد شاہ ابدالی کا
اس مراد سے پاس نواب کے پہونچا کہ اگر اسوقت شرکت اہالیان دولت
ملحوظ خاطر تمہاری ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ بروقت حصول سلطنت
ہند خدمت وزارت و امارت تمہارے سپرد کیجائیگی نوابعلی محمد خان
تحریر جواب مین حافظ رحمت خان بہادر سے مشورہ طلب کیا انہون نے
احسانات وزیر الممالک کے ملحوظ خاطر تھے کہ شقہ محمد شاہ کا بھی پہونچا نواب
بمجرد اطلاع پانے مضمون شقہ کے انتظام سرہند کسی معتبر آدمی کے
سپرد کر کے خود معہ حافظ رحمت خان بہادر جانب روہیلکھند روانہ
ہوئے سمیان چیتر پہوج اور ہدایت علی خان حاکمان بریلی اور مرادآباد نے

بخوف لشکر نواب مذکور کے قلعہ جات خالی کر دیے ملک روہیلکھنڈ پر نواب
علی محمد خان اور حافظ رحمت خانکا تسلط دوبارہ ہوگیا اور وزیر الممالک برائے
مقابلہ احمد شاہ ابدالی دہلی سے جاکر بضرب گولہ توپ ماری گئی وشاہ موصوف
بسبب آتشزدگی اردبھائی بان وسوختگی خیمہ ہا ولشکر وغیرہ بعد فتح شکست
پاکر ولایت کو واپس گیا عبداللہ خان وفیض اللہ خان پسران نواب مذکور کو
سپردگی مین وزیر کے تھے احمد شاہ ابدالی گرفتار کرلیگیا علی محمد خانکو بسبب
مقید ہوجانے والدونون بیٹون اور انتقال وزیر الممالک کے کہ بہرحال انکا ممد و
معاون تھا کمال رنج والم ہوا اور مرض استسقا نواب کا کہ جو شروع
ہوچکا تھا ترقی پکڑ گیا اس اثنا مین ایک خط ابوالمنصور خان صفدر جنگ کا
بنام نواب بدین مضمون آیا کہ بتاریخ ۲۸ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق
سنہ ۱۷۴۸ع کے محمد شاہ نے انتقال کیا اور احمد شاہ بجائے اونکے تخت
نشین ہوئے لیکن عہدہ وزارت پر ابتک کسی کو مقرر نہین کیا ہے
مزاج بادشاہ کا اس جانب مائل ہے مگر امرا تورانیان چاہتے ہین کہ
خلعت وزارت انتظام الدولہ خانخانان پسر قمر الدین خان کو مرحمت
ہو اگر اسوقت مدد کرو تو کمال عنایت ہوگی نواب نے چاہا کہ واسطے

مدد صفدر جنگ کے روانہ شاہجہان آباد ہو لیکن بسبب عارضہ استسقا
کے مجبور ہو کر حافظ رحمت خان بہادر کو واسطے امداد نواب صفدر
جنگ کے معہ فوج جرار روانہ کیا اور ایک خط باین مضمون لکھا کہ میں
بسبب اپنی بیماری کے مجبور و معذور ہوں مگر اخوی مکرم و معظم حافظ
رحمت خان بہادر بر ائے کمک پہونچتے ہیں۔

آمدن حافظ رحمت خان برائے کمک نواب صفدر جنگ بمقابلہ مہاپت

نواب صفدر جنگ نے جب خبر قریب پہونچنے حافظ رحمت خان
بہادر کی سنی نواب شجاع الدولہ اپنے فرزند کو معہ چند اور امیروں کے
استقبال کو بھیجا حافظ رحمت خان بہادر داخل شاہجہان آباد ہوئے
نواب صفدر جنگ بکمال خاطرداری و مدارات پیش آئے اور انکی
دعوت معہ تمام فوج کے کی آخر الامر امرار تو ایشان بسبب دلیری
و شجاعت حافظ رحمت خان بہادر کے نواب صفدر جنگ سے
مزاحمت نکر سکے نواب صفدر جنگ کو خلعت وزارت بادشاہ
کیطرف سے عنایت ہوا اور حافظ رحمت خانکو بھی بادشاہ نے
خوش ہو کر خلعت فاخرہ و نوبت نشان اور خطاب مکرم الدولہ

حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ کا عطا فرمایا ہوا
فیل و پالکی وغیرہ مزید بران بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جسوقت نواب
صفدر جنگ و حافظ الملک بہادر قلعہ شاہجہان آباد سے بعد حصول
خلعت وزارت و امارت واپس ہوئے ہین تو ہر دو سردار باوقار ایک
فیل پر سوار تھے اور نواب صفدر جنگ شکریہ عنایات و امداد
حافظ الملک کا کرتے جاتے تھے کہ یہ خلعت وزارت مجھکو من بعد
فضل خدا آپکی امداد سے ملا ورنہ امرار تورانیان واللہ اعلم کسقدر فتنہ
و فساد کرتے اور مشہور ہے کہ باہم دیگر دستار بہی تبدیل کی یعنی صیغہ
اخوت بڑہایا چنانچہ اسیوجہ سے نواب شجاع الدولہ اکثر حافظ الملک بہادر کو
عموماً کرکے لکھتے تھے ہنوز حافظ رحمت خان بہادر شاہجہان آباد
مین تھے کہ خط نواب علی محمد خانکا بنام حافظ الملک بدیمضمون پہونچا
کہ اب آپ بہت جلد تشریف لاوین مین قریب المرگ ہون حافظ
الملک بہادر نے وہ خط نواب علی محمد خان کا نواب صفدر جنگ کو کہایا
اور رخصت ہوکر بہت جلد داخل روہیلکہنڈ ہوئے اور تمام حال
مین و عن نواب علی محمد خان سے بیان کیا اس عرصہ مین نواب کے

مرض نے اور بھی ترقی پکڑی ہرچند حکیم سید احمد گیلانی نے علاج کیا
مگر کوئی دوا موثر نہین ہوئی آخر ۳ ماہ شوال ۱۱۶۱ھ ہجری کو مطابق
۱۷۴۸ء کے قصبہ آنوالہ مین اس جہان فانی سے رحلت کی اور
اوسی جگہہ دفن ہوئے بعد چند سال کے حافظ الملک بہادر نے
ایک عمدہ مقبرہ نواب کا بنوادیا کہ وہ مقبرہ آجتک وہان موجود ہے
جسوقت نواب علی محمد خان نے انتقال کیا چھہ فرزند اونکے یعنی
عبداللہ خان[۱] و فیض اللہ خان[۲] و سعد اللہ خان[۳] و محمد یار خان[۴] و
الہ یار خان و مرتضی خان اور کئی لڑکیان تہین سوائے مرتضی خانکی سب
کی اولاد اسوقت تک موجود ہے۔

ذکر ریاست نواب سعد اللہ خان و حافظ الملک بہادر

جسدم کہ نواب علی محمد خان قریب مرگ پہونچی تمام ارکان ریاست کو
مجتمع کرکے پگڑی اپنی سر سے اوتار کر حافظ الملک بہادر کے سر پر
رکہدی اور تمام عہدہ دارون و سردارونکی جانب مخاطب ہوکر کہا
کہ تم سبکو بخوبی معلوم ہے کہ حافظ رحمت خان بہادر ابن شاہ
عالم خان مغفور کے حقوق مرتب سے بڑکر ذمہ میرے اور میرے باپ

داؤد خان کے تھے اسلئے بلحاظ حقوق سابقہ کے حافظ الملک بہادر کو مینے اپنا
بھی سب ملک و مال سپرد کیا تمکو چاہیئے کہ عمر بھر اطاعت خان موصوف
سے سرتابی نکرنا اور بجان و دل ہر امر مین فرمانبردار رہنا ایسا نہو کہ بعد
مرے بسبب نااتفاقی کے جمعیت تمہاری پریشان ہوجائے اور اس
ریاست مین کہ نہایت جانفشانی سے ہم پہونچی ہے خلل واقع ہو سب
نے بالاتفاق اطاعت حافظ الملک کی منظور کی اور کہا کہ یہہ
سردار قدیم ہمارے ہین ہمکو انکی اطاعت اور فرمانبرداری مین کچھہ عذر
نہوگا اوسوقت نواب علی محمد خان نے چشم پر آب ہوکر یہہ شعر پڑہا شعر

در دل ہمین پنداشتم ایران زنم تورانیان کشم ۔ چون مرگ آمد ناگہان
ایران کجا تورانیان کجا ۔ لیکن حافظ الملک بہادر نے فوراً اوہ دستار
اپنے سر سے اوتار کر سعد اللہ خان پسر سوم نواب علی محمد خان کے
سر پر رکھدی اور یہہ فرمایا کہ مجھکو تمنا تمہاری ریاست کی نہین یہہ
تمہارے فرزند کو مبارک ہو جسقدر کہ میرا حصہ ہے وہی کافی ہے
مگر البتہ انصرام جملہ کاروبار ریاست اور پرورش اس لڑکے کی
من بعد فضل خدا مین اپنے ذمہ واجب جانونگا چنانچہ اس باتسے

نوابعلی محمدؐ خان ہنگام مرگ زیادہ تر حافظ الملک بہادر سے راضی و
خوشنود ہوکر جان بحق تسلیم ہوئے اوسوقت سے جملہ کاروبار ریاست
متعلق بہ نواب حافظ الملک ہے وسعد اللہ خان پسر نواب علی محمدؐ خان
زیر تربیت حافظ الملک ہے حافظ الملک بہادر بھی مثل اپنی فرزندوں کے
اوس لڑکے کو جان تے ہے وجملہ خوانین وسرداران ریاست مطیع ومنقاد
حافظ الملک بہادر کے رہے یہان پر ایک آدمی مورخ نے ازراہ
غلط فہمی یا بطور خوشامدیون یہی تحریر کیا ہے کہ نواب علی محمدؐ خان کا
منشا خاطر اوسوقت یہ باطن تہا کہ اگر حافظ الملک بہادر سری دستار
اپنے سر پر رہنے دین اور ریاست قبول کرلین تو چند اشخاص پوشیدہ
طور پر ایسے لگا رکہے تہے کہ وہ حافظ الملک بہادر کو اوسیوقت
قتل کر ڈالین استغفر اللہ یہہ بالکل غلط ہے نوابعلی محمدؐ خان منافق
نہ تہی کہ جنکا ظاہر کچہ اور باطن کچہ اور ہوتا اونہون نے جو امر کیا بخلوص
نیت کیا بہادر لوگ ہرگز منافق نہین ہوتے یہہ طریق نامردونکا ہے
حافظ الملک بہادر دستار نوابعلی محمدؐ خان کی اپنے سر پر رکہنے
مین کسیطرح موجب افتخار نہ سمجہتے تہے اس خیال سے دستار نواب

علی محمد خان کی اونکے فرزند نابالغ کے سپرد رکھدی ورنہ ظاہر ہے کہ
بحیات نوابعلی محمد خان اکثر خوانین و سردار اونکی اطاعت سے گونہ
سرتابی کرتے تھے اور حافظ الملک کی فرمانبرداری اپنا سردار قدیم جانکر
فخر و سعادت جانتے تھے اگر حافظ الملک بہادر کے دلمین طمع
ریاست و نوابعلی محمد خان سے کسی قسم کی کدورت ہوتی تو نواب
علی محمد خان کے حیات مین فطور پیدا ہو سکتا تھا کسواسطہ کہ کوئی
سردار انکی اطاعت سے سرتابی نہین کرتا تھا بلکہ بمتابعت حافظ الملک
بہادر نوابعلی محمد خان کی بھی اطاعت کرتے تھے لہذا یہہ تحریر
مورخین سراپا غلط ہے القصہ حافظ رحمت خان بہادر نے
تا عرصہ ہژدہ سال بموافقت و شراکت نواب علی محمد خان جنگ
و جدال و ملک گیری کی اور داد شجاعت دی چھ مہینہ بعد انتقال
نواب علی محمد خان کے نوابصفدر جنگ نے جو عہد پیمان نواب حافظ الملک
بہادر سے بروقت پانے خلعت وزارت کے کئے تھے
یک لخت فراموش کر کے قطب الدین خان صغیرہ نواب
عظمت اللہ خان کو پیشگاہ احمد شاہ بادشاہ سے سند روہیلکھنڈ

گی دلوا کر روانہ کیا اور یہہ چاہا کہ جسقدر ملک خاص قبضہ اقتدار نوابعلی محمد خان مرحوم مین تہا وہ ملک قبضہ حافظ الملک بہادر نواب معد اللہ خانسے نکلجائے لیکن حافظ الملک بہادر نے یہہ امر گوارہ نکر کے بذریعہ نامہ و پیام صلح چاہی مگر قطب الدینخان اس ارادہ سے باز نہ آئے ناچار حافظ الملک بہادر نے نواب دوندیخان و عبدالستارخان و سید معصوم کو واسطے مقابلہ قطب الدین خانکے بریلی سے روانہ کیا بعد جنگ و پیکار بسیار قطب الدین خان سنہ ۱۱۶۱ ہجریہ مین مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی کی میدان جنگ مین جمعہ کسان ہمراہی مارے گئے دوندیخان بہادر وغیرہ افسران فوج حافظ الملک بہادر کو فتح حاصل ہوئی باقی فوج اونکی فرار ہوگئی جوکہ ابو المنصور خان صفدر جنگ کو پریشان کرنا جمعیت افاغنہ کا منظور تہا۔

جنگ نواب حافظ الملک بہادر نواب قایم خان بنگش رئیس فرخ آباد

لہذا نواب قایم خان ابن محمد خان بنگش با ۲۰۰۰ دو ہزاری رئیس فرخ آباد کو واسطے مقابلہ افغان روہیلکھنڈ کے درپیہ آمادہ کیا قایم خان نے بطمع دنیاوی اصلاخیال ہمقومی کا نکیا اور باغوائے محمود خان آفریدی سندروہیلکھنڈ کی اپنے نام لکھوالی اور فرخ آباد سے روانہ ہوکر بعبور دریائے گنگ

مع فوج مقام اُسہت مین ڈیرہ کیا حافظ الملک بہادر نے سید احمد شاہ
صاحب کو کہ جنکی اولاد سے تا حال کچھہ اشخاص شہر بریلی مین سادات نوگھلے کے
نام سے مشہور ہین واسطے فہمایش قایم خان کے بھیجا ہر چند سید صاحب نے
فہمایش کی مگر سود مند نہوئی بلکہ یہہ کہا کہ ہمارے یہان ایسے سید اور ایسے
قرآن بہت ہین اوسوقت سید صاحب کو غیظ و غضب طاری ہوا رنگ چہرہ کا
سرخ ہوگیا اور اوس قرآن شریف کے جزدان پر ہاتھہ مارکر یہہ فرمایا کہ
نہ مجھسا سید تمہارے یہان ہے اور نہ ایسا قران خدا نے چاہا تو یومین
میدان سے اوڑ جاؤگے جیسے اسوقت قرآن سے گرد یہہ کہکر آزردہ
خاطری واپس تشریف لائے آخرش ۱۱۶۱ھ ہجریہ مین مطابق ۱۷۴۸ع کے
بمقام دوندری کہ جو آنوالہ سے چودہ کوس پر واقع ہے سہ دو لشکر
رسیدند جائے مصاف ۔ دو پیکار بستند چون کوہ قاف ۔ سخت
ہنگامہ کارزار گرم ہوا ۔ سہ زسم ستوران دران بین دشت ۔ زمین
شش شد و آسمان گشت ہشت ۔ ہزارہا بندگان خدا طرفین سے
تہ خون و خاک ہوئے اور نواب قایم جنگ معہ بادن فیل جنگی و دو ضلعہ
امراو ذیشان شلک بنادیق فوج حافظ الملک بہادر ہمراہیان

عبدالستار خان سے کہ کشت جوار مین پوشیدہ تھے عین معرکہ مین
ہلاک ہوئے لشکر نواب حافظ الملک مین نشان ظفر کہلے و صدائے
کوس فتح بلند ہوئے ۔ زنقارہ آواز آمد برون کہ دوست دوست
گردون دون ۔ اور بہت اسباب گران بہا حافظ الملک بہادر کے
قبضہ مین آیا بعد اس فتح خداداد کے حافظ رحمت خان بہادر نے سجدہ شکر
بجناب باری بجالاکر قایم خانی لاش کو پالکی خاصہ مین ڈالکر فرخ آباد روانہ
کیا اور شہر بدایون اور پرگنات مہر آباد اور سہت کہ شامل ریاست
فرخ آباد تھے اپنے قبضہ مین کیے اور فرخ آباد وغیرہ اپنے طرف سے بی بی
صاحبہ زوجہ محمد خان بنگش کو دیدیا اس لڑائی مین حافظ الملک بہادر
اور نواب دوندیخان اور بخشی سردار خان وغیرہ سے بڑی دلاوری اور
جرات ظہور مین آئی حافظ الملک بہادر نواب سعد اللہ خان سے خورد
سال تو البعلی محمد خان مرحوم کو بھی اپنے ہمراہ اس جنگ مین لیگئے تھے
چنانچہ معظم خان نے عین معرکہ جنگ و قتال مین فیل اپنا برابر فیل سعد اللہ
خان کے لاکر تین مرتبہ کمر بند اپنا گردن سعد اللہ خان مین کہ اوندنون بعمر ہفت
سالہ تھے ڈالا مگر سید حسین شاہ نے کہ خواص مین بیٹھے تھے

ہر مرتبہ تلوار سے کاٹ دیا آخر کار گولی ایک پیادہ کی بندوق کی سینہ
معظم خان پر لگی کہ وہ ہلاک ہوئی بعد اس فتح کے حافظ الملک بہادر نے
شیخ کبیر و ملا دیندار خانکو واسطے تسخیر نانکمتہ و پرگنات دامن کوہ کے
مامور کیا شیخ کبیر نے بعد محاربات بسیار کے سیتا پور و کہری وغیرہ حدود
شرقی قریب خیر آباد تک فتح کئے جو کہ حافظ الملک نے روز انتقال نواب
علی محمد خاں سے اکثر عرضیان بحضور احمد شاہ ابدالی واسطے رہائی
عبد اللہ خان و فیض اللہ خان پسران نواب علی محمد خان کے بھیجی تھیں جب
احمد شاہ ابدالی سنہ ۱۱۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۱ عیسوی دوبارہ ہندوستان
آئے اور کوڑا مل کو قتل کر کے معین الملک کو صوبہ داری لاہور کا
مقرر کیا اوسوقت حافظ الملک بہادر نے بمعیت یعقوب علی خان بہادر
زادہ اشرف الوزرا نواب شاہ ولی خان بہادر کے تحائف عمدہ
و نفیس معروضہ خلوص ارادت بحضور بادشاہ موصوف و چند ذرایط
و اقسام لطیف بخدمت وزیر با تدبیر و دیگر امرائے ذیشان مقربان
سلطان یعنی جہان خان و شاہ پسند خان و آزاد خان و برخوردار خان
وغیرہ کے بھیجے بجواب اوسکے فرمان شاہی بمزید عنایات

گوناگون وجواب خرائطہ استحا مط وغیرہ معرفت خان مسبوق الذکر کی حافظ الملک
بہادر کو وصول ہو کر باعث سرت خاطر فیض مظاہر کی ہوئے اور عبداللہ خان
و فیض اللہ خان کو بھی بخاطر حافظ الملک بہادر قید ہی رہائی بخشی اور خود
سمت ولایت مراجعت کی عبداللہ خان و فیض اللہ خان رہائی پاکر ۱۱۶۵ھ کو
روہیلکھنڈ میں آئے بعد چند روز نواب صفدر جنگ نے فرخ آباد فوج کشی کی
جب التجائی بی صاحبہ یعنی زوجہ نواب محمد خان بنگش حافظ الملک بہادر نے
فوج سے مدد کی چنانچہ ہنگام کارزار ضرب بندوق ملازمان فوج
حافظ الملک بہادر سے نواب اسحق خان مارے گئے و نواب صفدر جنگ کی
گردن پر گولی لگی کہ جسکے صدمہ سے ہاتی پر بیہوش ہو گئے اور شکست پائی
اسی سال میں نواب صف الدولہ خلف نواب شجاع الدولہ تولد ہوئے بعد چند روز
اس قصہ کے ۱۱۶۷ھ م ۱۷۵۴ء کی بسبب تقسیم ملک روہیلکھنڈ بوجہ
قطب شاہ پنجابی کہ انیس و جلیس نواب عبداللہ خان کا تھا۔ ابین نواب
عبداللہ خان و نواب فیض اللہ خان کی نزاع واقع ہوئی پس برائے مدافعت
فتنہ و فساد حافظ الملک بہادر نے اسطرح پر ملک جدا گانہ تقسیم کیا کہ پرگنات
اوجھیانی وغیرہ بمجموع مبلغ تین لاکھ روپیہ سالانہ نواب عبداللہ خان کو

مرتضی خان کا حصہ قرار پایا اور نواب فیض اللہ خانکو رام پور وغیرہ تبسر اکبت نواب
محمد یار خان برادر خورد کے ملا اور پرگنات انولہ وغیرہ بحساب سات لاکھ روپیہ
سالانہ کے بتبسر اکبت نواب لہ یار خان نواب سعد اللہ خان کے حصہ مین آیا اور
شہر مراد آباد سنبھل اور کاشی پور اور ٹھاکردوارہ اور امروہہ وغیرہ نواب
وزیر خان کو مع تنخواہ رسالہ کے مرحمت کیا اور شہر بدایون اور اوسہیت
وغیرہ فتح خان خانسامان کو دیا اور پرگنات کوٹ وغیرہ بخشی سردار خان کو دی
وشاہجہان پور و بریلی و پیلی بھیت و چند پرگنات واسن کو وہ بجمع مبلغ
پینتالیس ۴۵ لاکھ روپیہ سالانہ حافظ الملک بھادر سے متعلق رہے سب لوگ
اس تقسیم سے رضامند ہوکر بہ اطاعت حافظ الملک بھادر اپنے اپنے کاروبار
مین مشغول ہوے لیکن نواب عبد اللہ خان یعنی پسر کلان نواب علی محمد خان مرحوم
اس تقسیم پر ناراض ہوکر کئی بار بحیلہ و دغا ہلاک کرنا حافظ الملک بھادر کا چاہا
اور چند مرتبہ کھانے مین زہر ملاکر حافظ رحمت خانکی پاس بھیجا لیکن حافظ الملک بھادر
نے اطلاع پاکر وہ کھانا نہ کھایا انجام کار جب دیکھا کہ کسیطرح اپنی شرارت
سے باز نہین آتے تب نواب عبد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ تم روہیلکھنڈ سے
نکل جاؤ چونکہ عبد اللہ خان تاب مقابلہ کی نہ رکھتے تھے ہراسان ہوکر وسیوقت

جانب فرخ آباد چلے گئے و نیز فیض اللہ خان کہ در پردہ نواب عبداللہ خان
کے شریک تہی اونسے بھی بطور چشم نمائی یہہ کہلا بہیجا کہ تم
بریلی مین آکر رہو۔ رام پور سے دست بردار ہو۔ نواب فیض اللہ خان
بموجب حکم حافظ الملک بہادر فوراً بریلی مین چلے آئے تھوڑی دنون
کے بعد نواب احمد خان بنگش کی سفارش سے حافظ الملک بہادر نے
عبداللہ خان کا قصور معاف کیا اور روہیلکھنڈ مین رہنے کی اجازت
دی عبداللہ خان نے اپنا مقام اوجہانی مین قرار دیا اور اونکو سانپ
پکڑنیکا نہایت شوق ہوا آخر شوق وہ ہی شوق اونکی حق مین
زہر ہوا ایکروز سانپ کے کاٹنے سے ۱۷۶۱ء مین ہلاک ہوے
اور اوسی مقام پر دفن ہوے۔ اور مرتضی خان نے سکندرآباد مین
انتقال کیا اور رالہ یار خان نے سل کی عارضہ جانگسل سے جان
دی حافظ رحمت خان نے بیلی بہیت آباد کرکے دارالریاست اپنا
قرار دیا اور حافظ آباد اوس کا نام رکھا۔ مثنوی

حافظ آباد اوس جگہہ کا نام　　خاص بیشہ مین بیلی بہیت عوام

اس فرمانروا مین نواب صفدر جنگ نے ہاوید خان خواجہ سرا کو

کہ بادشاہ کا بہت سونہہ لگا ہوا تہا ضیافت کے بہانہ سے بلاکر قتل کیا
احمد شاہ بادشاہ نے اس حرکت سے ناراض ہوکر اونکو عہدہ وزارت
سے معزول کرکے بجای صفدر جنگ انتظام الدولہ پسر نواب قمرالدین خانکو
وزیر مقرر کیا اور خلعت امیرالامرائی کا عمدۃ الملک غازی الدین خان کو
عنایت کیا۔ صفدر جنگ نے ارادہ مقابلہ کا باہر شہر کے خیمہ اپنا برپا کیا
اور نواب حافظ الملک بہادر سے درخواست امداد کی حافظ رحمت خان نے
مصلحت وقت جانکر واسطے مدد نواب صفدر جنگ کے باشکر چہل ہزار
پیادہ وسوار روہیلکہنڈ سے کوچ کیا۔ لیکن بمقام ہاپڑ میں پہونچی تہے
کہ شقہ شاہی واسطے ممانعت شرکت صفدر جنگ کی بنام اونکی پہونچا تہا
حافظ رحمت خان نی منحرف ہونا بادشاہ وقت سے مناسب نجانا اور بہانا
بیماری کا کرکے جانب روہیلکہنڈ کوچ کیا۔ میر مناقب وغیرہ جو فرمان
شاہی لائی تہے درپے اسکے ہوی کہ کچہہ جمعیت حافظ الملک بہادر کے
لشکر سے واسطے مقابلہ ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے شاہجہان آباد کو
لیجائین بخیال اس کے میر مناقب نے تذکرہ اس کا ہر ایک رسالہ دار
و افسران فوج سے کیا لیکن اور تو کوئی ملازمت حافظ رحمت خان کی

چھوڑکر جانے پر راضی ہوا مگر ایک نجیب خان عمر خیل کہ جمعداری ایک
سو سوار کے رسالہ نواب دوندی خان مین نوکر اور داماد بھی اونکی تھے
ہمراہ میر منافق کے روانہ ہو گئے

احوال نواب نجیب الدولہ

واضح ہو کہ نواب نجیب خان بن اصالت خان خان عنایت خان قوم افغان
عمر خیل عہد حکومت نواب علی محمد خان مین ہمراہ بشارت خان کی ولایت سی آکر
ملازم ہوئی تھے اور بعد انتقال نواب علی محمد خان کے جب تمام روہیلکھنڈ
پر حافظ الملک بہادر کا قبضہ تھا وہ شاہجہان آباد کو ہمراہ میر منافق جیسا کہ اوپر
مذکور ہوا چلیگئے اور نواب غازی الدین خان کے ذریعے سے دربار شاہی مین
پہونچکر خلعت اور نوبت اور خطاب نجیب الدولہ حاصل کیا اور بجنور اور سہارنپور
اور شیرکوٹ اور افضل گڈہ وغیرہ بادشاہ کیطرف سے اونکو ملا نجیب الدولہ
نے ۱۱۵۸ھ مین ایک جگہ خوش فضا دیکھکر قلعہ پتھرگڑھ اور بازار ولیپس تعمیر
کراکے نجیب آباد نام رکھا اور اسکو دارالحکومت اپنا قرار دیا ۱۱۸۳ھ ہجری
مین مطابق ۱۷۷۰ع نواب نجیب الدولہ نے وفات پائی۔ تین فرزند اور نشانی
یادگار رہے ایک محمد ضابطہ خان دوم کلو خان سوم ملو خان۔ ذکر محمد ضابطہ

انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آئے گا۔ الغرض حافظ الملک نے ہاپڑ سے واپس
آکر ایک عمارت اور منزل درمیان بریلی اور پیلی بھیت کی بنوا کر نام اوس جگہہ کا
حافظ گنج رکھا۔ ازاں بعد واسطے انتظام پرگنات نانکمتہ کے پیلی بھیت سے
کوچ کیا اور نواب عنایت خان اپنے فرزند کلان کو حسب وصیت نواب
علی محمد خان کے دختر سے منعقد کیا بعد ازیں حسب استدعائی نواب نجیب الدولہ
عزیمت فرمائی شاہجہان آباد ہوے جبکہ لشکر ظفر پیکر قریب جمن پور کے پہونچا
دریافت ہوا کہ فوج مرہٹہ قصد عبور دریاے گنگ کا رکھتے ہی لہذا حافظ الملک بہادر
نے بخشی محمد سردار خان کو بڑے لشکر اور فوج مذکور روانہ کیا کچھ دن بخشی صاحب
مانع عبور اوس فوج دریا موج کے ہوئے آخر کار لشکر مرہٹہ لی عبور دریاے
گنگ کر کے مثل سیل رواں بخشی سردار خان پر حملہ کیا لیکن بخشی ممدوح ازراہ
جوان مردی و دلاوری مطلق ہراساں نہوے اور پائی استقامت میدان
جنگ سے نہ ہٹنے دیا۔ تا وقتیکہ

رفتن نواب حافظ الملک برائے محاربہ مرہٹہ ہاے دکن و تعریف
آوردن احمد شاہ درانی و بیان جنگ

نواب حافظ الملک بہادر باصغائی خبر ہذا بسرعت تمام واسطے امداد بخشی صاحب

موصوف کی داخل اوس مقام پر ہوے چند روز جانبین سے میدان
حرب وضرب گرم رہا اسی درمیانمین آمد آمد شاہ درانی کی از روی اخبار
معلوم ہوئی بمجرد دریافت اس خبر کے اعتماد الملک غازی الدین خان و دتا
پٹیل و بھاؤ وجیہنگو سرداران مرہٹہ کو بمعاونت حافظ الملک بہادر و نجیب الدولہ
بہادر کے تہی مقام سکرتال سے نبرد مقابلہ شاہ موصوف روانہ کرکے سکرتال
ہوے پس حافظ الملک بہادر نے بخشی محمد مہر اخان اور فتح خان خانسامان
کو واسطے حفاظت ملک روہیلکھنڈ کے روانہ فرمایا وخود بدولت نیض نقیس
بانتظار تشریف آوری شاہ با یک سپاہ قیام پذیر رہے۔ حتی کہ شاہ موصوف
داخل مقام مذکور ہوکر مصروف بجنگ وجدال ہوا اسی درمیانمین ایک رات
فتح خان برادر ابراہیم خان گاردی نے شب خون لشکر حافظ الملک بہادر پر
مارا۔ ہرچند کہ غافل رہے ہوشیار وخصوصہ بدیانتی ٹہرا تفاوت ہے لیکن اہل لشکر
افغانان روہیلکھنڈ ہمراہیان حافظ الملک بہادر از راہ جرأت ذاتی و دلاوری
صفاتی ایسی لڑے کہ انجام کار تا دم صبح لشکر مدعی کو شکست فاش دی۔

نقل ہے کہ ایک روز افغانان ہمراہی نواب عنایت خان بہادر و ملازمان
نواب نجیب الدولہ بہادر نے مرہٹونکی لشکر مین داخل ہوکر جنگ شروع کی اور

صدا مرہٹہ نکلوا کر انکی بازار سے گزرے اور توپخانی مین توپون پر
بیٹھکر تشبل بجوانا اور طبلچی افغانی گانا شروع کیا کہ دفعتہ چالیس پچاس
ہزار مرہٹہ کمین گاہ سے نکل کر افغانون پر سنکر مین آگرے اور محاصرہ کرکے
پٹہ دھیزہ مارنا شروع کیا اوسدن ہرچند افغان خوب لڑے لیکن بسبب
کثرت فوج غنیم سعی انکی فائدہ مند ہوئی بہت انمین سے مارگئی چنانچہ
قریب چھ ہزار خاص روہیلہ کے ملازمان نواب نجیب الدولہ و نواب عنایت خان
سے اوسدن روز کام آئے اور قریب پانسو پیادون کی زخم ہائی شمشیر و نیزہ
کھاکر نوازہائی خون سے تن سے روان و فنا زمان رقص کنان مرہٹونکی
سنکر سے باہر آئی نواب شجاع الدولہ کہ مورچہ ان کا قریب تھا نواب
نجیب الدولہ کے تھا اس جراحت کی حالت مین رقص کرنا اور شادمان
رہنا پٹھانون کا دیکھکر نہایت متعجب ہوی اور کہا آفرین آپکی جرأت و بہادری
پر اور یہ قطعہ پڑہا۔

قطعہ

سعدیا مرد نزد حسن ہمہ کان دارند　　عقل و دانش ہمہ با مردم یونان دارند
ناز دانند کہ شیوہ ہمہ با مردم ہند　　جرات و زور سری و دل افغان دارند

خواب حافظ الملک بہادر بسبب مبتلا ہونے مرض تپ محرقہ کے خود اس

خود اس جنگ مین نہ گئے تھی خیمہ مین رہی - ہرچند کہ اس جنگ عظیم الشان
مین نواب شجاع الدولہ بہادر و نواب نجیب الدولہ بہادر و نواب غالب بیگ احمد
خان بہادر بنگش رئیس فرخ آباد و نیز دیگر سرداران ہندوستی مثل بہرام خان و نواب دوندی
خان و نواب فیض اللہ خان وغیرہ بھی اکثر شریک تھے و لشکر شاہوالا جاہ احمد شاہ درانی
برائے کمک مزید بران اور ہر ایک سردار نی موافق حوصلہ اپنی کے داد شجاعت دی
اور مردانگی کی مگر نواب شجاع الدولہ بہادر خاطر مرثہ ہا کہ بقدر پہلو تہی کرتی رہے صاحب
تاریخ حسین شاہی لکھتا ہے کہ احمد شاہ درانی حسب الطلب بادشاہ ہندوستی ہزار سوار ہمراہ لیکر
قندہار سی قریب دہلی پانی پت کرنال مین برائی استمداد داخل ہوا رات کے وقت غنیم
کی فوج مین ایک جاسوس بھیجا تاکہ اوسکی لشکر کا اندازہ کرکے واپس آئے وہ جاسوس
تمام رات لشکر غنیم مین پھرا لیکن انتہا سے فوج نہ پائی ناچار دم صبح واپس آکر شاہوالا
جاہ سی صورت حال لشکر غنیم کی شاہ موصوف نی فوراً اوسکو قتل کرایا اور دوسری شب ایک
شاہزادہ روہی کے ہمراہ شاہ کی آیا ہوا تھا اوس سے فرمایا کہ ای برادر آجکی رات تم جاکر فوج
غنیم کا اندازہ کرآؤ چنانچہ شب دویم شہزادہ روہی اپنی ہیئات تبدیل کرکی برائے
جاسوسی لشکر غنیم مین گیا اور اوسیطرح دم صبح واپس آکر بادشاہ کی کان مین آہستہ کہا
کہ جاسوس نی سچ کہا تھا وہ بی خطا مارا گیا اسواسطی کہ فوج غنیم کا اندازہ کرنا غیر ممکن

ہے مجمع بہت ہے اور چاروں طرف لشکر کے خندق کھودو اگر اوسمین
آگ دیکار کہی ہے۔ یہہ سنکی احمد شاہ درانی نی فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی فتح
مابدولت و اقبال کی ہوگی۔ اسلئے کہ غنیم پر ماین ہمہ کثرت افواج عیب
وہیبت مابدولت کا استقدر غالب ہی کہ آگ کا حصار کر کی مقابلہ کرہاری
اور وجہ قتل جاسوس اول کی یہہ ہتی کہ اوسنی علانیہ بیان کردیا اس خبر کی
سنتی ہی اور کثرت فوج اور سامان بی انتہائی غنیم سی ہاری بہادران
لشکر کی دلونپر ہیبت طاری ہوجاتی وہ ضرور اس خبر کا اظہار کرتا۔ اس درمیان
مین ایک جاسوس اور آیا اور خبر دی کہ گوندنجارہ تیس ہزار بیل غلہ کی لدی ہوے
بطور رسد لشکر غنیم مین لئی جاتا ہے شاہ موصوف نی دلیل خان سپہ
سالار کو حکم دیا کہ فوراً سر اوس کافر کا لاکر رسد لوٹ لاؤ دلیل خان نے عرض کیا
کہ مین راہ ہندوستان سی نابلد ہون کوئی راہبر چاہیئی علی بیگ سفیر بادشاہ
ہندوستان کا حاضر تہا۔ فوراً اوسنی ایک جمعدار ہمراہ دلیل خان کے معہ
رسالہ خود کردیا سپہ سالار مذکور نی چند کوس ہو پہنچکر گوندنجارہ کو قتل
کیا اور سب بیل غلہ کی واسطے کباب کے ذبح کر کی آدہی آدہی بیل اور ایک ایک
کون غلہ کی اوپر اپنی اپنی گھوڑون کے رکہکر معاودت کی اور بحضور بادشاہ درانی حاضر

ہوکر سر کو بندہ بنا کر پیش کیا آخر کار ساتوین روز اسکی علی الصباح احمد شاہ
سوار ہوکر میدان کو گیا حافظ رحمت خان مع پچاس ہزار پٹھانون کے
ہمراہ شاہ تھی اور بادشاہ اسوقت گھوڑے پر محرف بیٹھا ہوا حقہ پیتا تھا
اور عنایت خان پسر حافظ الملک اپنی گھوڑی کو میدان مین گشت دیرہا
تھا شاہ نی پوچھا کہ یہہ کون ہے حافظ رحمت خان نے عرض کیا کہ بندہ زادہ ہے
اس درمیان مین ایک شتر سوار میدان جنگ سے آیا اور عرض کی کہ مدد کی ضرورت
ہی شاہ نی عنایت خان کو اشارہ کیا عنایت خان نے ازراہ دلاوری فوراً
اپنی ذاتی تیس ہزار سوار افغان ہمراہ لیکر مرہٹون پر دھاوہ کیا اور اپنی گھوڑے
کو پشتہ مار کر اوس آتشین حصار کی اوپر سی پہنداگیا دفعتہ سب سوارانِ
لشکر عنایت خان گھوڑی اپنی اپنی پہنداکر خندق کی پار نکل گئی اور
جس شخص کا گھوڑا پہانہ سکا وہ اوس خندق آتشین مین گر کر خاکستر ہوگیا
حاصل کلام کا یہہ کہ ضرب تیر و شمشیر سی دریاے خون روان
ہوا۔ اس واقعہ کو ایک شتر سوار نی پیشگاہ احمد شاہ درانی مین حاضر ہوکر عرض
کیا حافظ الملک یہہ خبر سنکر بیقرار ہوئے اور محبت پدری نے جوش مارا شاہ
ہی عرض کیا کہ ہمراہ عنایت خان کی جماعت قلیل ہے بادشاہ نی کچھ جواب

اسکا مذیا حافظ الملک سنے دوبارہ عرض کیا اور یہہ چاہا کہ شاہ مجھکو حکم دیدے
اسی اثنا مین حاجی کریم داد خان از سرداران فوج شاہی نے بادوازدہ
ہزار سوار بمسافت بست وچہار کروہ راہ طی کئے ہوئی اکر بادشاہ
کو سلام کیا شاہ نی فرمایا کہ بروکمک غنایت خان بکن بعد چند ساعت
کی حاجی عطائی خان بہی سرداران فوج شاہ درانی سی اوسیقدر مسافت
طی کئی ہوئے بادوازدہ ہزار سوار آپہونچی شاہ والاجاہ نی فورا اونکو بہی یہہ
حکم دیا کہ بروکمک حاجی کریم داد خان بکن بعد ازان ایک شتر سوار نے
اکر شاہ کو خبر دی کہ ادس افغان سپہ نے لشکر غنیم مین پہونچکر افواج مرہٹہ
کو درہم وبرہم کردیا ہے تاہم لشکر مرہٹہ شامل ہورہا ہے چہار جانب سے
یورش کئے ہوئے چلا آتا ہے اوسوقت شاہ والاجاہ نے چند ہزار
سوار ان ہمراہی کو حکم دیا کہ تم لوگ پیادہ ہوجاؤ اور گہوڑی اپنی
اپنی زین ولگام اوتار کر جانب لشکر مرہٹہ چہوڑ دو چنانچہ سواران
مذکور نی فورا ایسا ہی کیا مطلب یہہ تہا کہ مرہٹون کا دستور ہے کہ وہ
اکثر گہوڑیونپر سوار ہوتی ہین پس یہہ گہوڑے جو لشکر سے چہوٹی
فورا گہوڑیونکی بو پاکر لشکر مرہٹہ مین جا پڑے اسکی باعث سی اور

زیادہ در ہمی برہمی مرہٹونکی لشکر مین واقع ہوئی کہ گھوڑیان ہر طرف بھاگتی پھرتی
تھین اور گھوڑے آوزکا پیچھا کرتی تھی بنیوجہ سواران مرہٹہ سخت پریشان اور مجبور ناچار
ہوگئے۔ دویم یہ کہ نواب نجیب الدولہ کی ہمراہ کئی سوار اہیر بان آتشین تھا انہون نے
بان زناٹہ دار کئی اسکی وجہ سی مرہٹونکی ڈیرونمین آگ لگ گئے وعلاوہ ازین چونکہ
مرہٹونکی ساتھہ ہاتھی بکثرت تھی وہ صدائے بانہائے آتشین وشورگی خیمہ ہائے روگردان
ہوکر فرار ہوئے اور اپنی لشکر کو روندتے ہوئے کہین سے کہین نکل گئے لحاصل
عنایت خان نے اوسی دارو گیر مین بعد جنگ وجدل بسیار اپنی آپ کو اوس گروہ
مین کہ جسکا بہاؤ افسر تہا قریب اوسکی پہونچا یا بہاؤ کی اولاً نیزہ عنایت خان پر
مارا عنایت خان نے ازراہ چالاکی وچستی اپنی آپ کو نیزہ کی زد سی بچاکر برچھا
اوسکا بقوت تمام ہاتھہ سی پکڑکر ایسا جھٹکا دیا کہ بہاؤ پشت اسپ سے اوکھڑکر
فرش زمین پر گرا ۵ زشمشیر عنایت خان دران جنگ ۵ اجل گفتا سراؤ
سرا شد ۵۔ عنایت خان نے سبکدستی سی سر اوسکا کاٹکر قراک مین رکھا اور
طبل فتح جنگ بجواکر معاودت کی ۵ دہل زن دہل زدہ بحسین ۵ کہ دین
دین او دین او دین او ۵۔ اسی اثنا مین ایک شتر سوار میدان جنگ سی شاہ کے
حضور مین اور آیا اور یہہ مژدہ سنایا کہ شاہ کو فتح مبارک اسلئے کہ غنیم نے

شکست فاش کہا کر نشان سیاہ بلند کئے ہین اور مرہٹی افغان و
خیزان بہاگی جاتی ہین بزان بعد عنایت خان نے حاضر ہوکر سربہاؤ احمد شاہ درانی
کی پیشکش کیا۔ روایت ہی کہ جنہکو سر اور جوڑ بہاؤ ایک گہوڑے پر
سوار بہت تیز رو اور چالاک اور زیور طلائی سے آراستہ تہی کلاہ تاج مرصع
مکلل بجواہر نہایت بیش قیمت سر پر رکہی ہوئے اوس وارد گیر مین تنہا بہاگا جاتا تہا
اتفاقاً نظر ایک افغان سوار کی ہمراہیان عنایت خان سی اوس پر پڑے
بطمع کلاہ درخشندہ اوسنے گہوڑا اپنا اوس گہوڑے کی پیچہی خیز کیا جنہکو نے
جو دیکہا کہ سوار مارا رادہ قتل تعاقب کئے چلا آتا ہے بخوف جان گہوڑے
اپنی کو زیادہ تیز بہگایا افغان کو طمع کلاہ نے باز نہ رکہا گہوڑا اپنا دوڑائے
ہوئے مثل قابض ارواح پیچہی اوسکی چلا جاتا تہا کہ قریب تیس کوس کے جنگلو
گریزان راہ گیا اوسوقت گہوڑے اوسکی بے طاقت ہوگئے اوس
افغان نے جب یہہ حال دیکہا فوراً اپنی گہوڑے کو تیز کرکے مثل ہوا
کے لیگیا اور دفعتاً مرگ ناگہان کی طرح اوسپر نازل ہوکے ایسی تلوار لگائی
کہ گردن گہوڑے کی دو ٹکڑے ہوگئے اور جنگو زمین پر گر پڑا اوس
افغان نے سر اوسکا کاٹکر مع کلاہ و جملہ سامان اور اشرفیان وغیرہ جو کہ اوسکے

خورجی مین ہتین اور ساز و سامان مادہ اسپ لیکر شاد کام معاودت
کی جب قریب کرنال کے پہونچا کلاہ کو گوبر کے ڈہیر مین چہپا کر سرجنگہو
کا رو برو سے عنایت خان کی لایا عنایت خان نے کہا کہ اے خان
سرجنگہو کا تو تم کاٹ لایا اور کلاہ اوسکی کون لیگیا اور کیا ہوئی جو کہ رات
ماربی مین یہہ قوم مشہور ہے افغان نے کہا کہ اوسکی کلاہ کو ہمنے گوبر مین
چہپا دیا ہے اس خیال سی کہ وہ بہت اچہی ہے آپ لیلیئی گا ہمین مذلگا
عنایت خان ہنسی اور کہا کلاہ کو بہی لے آؤ ہم تمکو اوسکی عوض مین بہت
اشرفی دلگا و سپہ سالار لشکر کر دلگا وہ افغان جلد واپس گیا اور کلاہ بہی
لاکر عنایت خانکی حوالہ کی عنایت خان نے اوسکو قریب پانسو اشرفی کے
انعام دیا اور تمام جواہرات جنہگو اوس سے لیکر سپہ سالار لشکر کر دیا اور
اوسی روز عنایت خان نے سرجنگہو کا بہی احمد شاہ درانی کو نذر کیا چنانچہ
اوسوقت شاہ والاجاہ نے پشت عنایت خان کی اپنی ہاتہہ سی
ٹہوک کر یہہ فرمایا کہ این فتح بنام تو نہادیم مبارکباد آفرین بر تو و رحمت
خدا بر پدر تو و خلعت و خطاب نوابی سی سرفراز فرماکر ملک اٹاوہ و
مین پوری و شکوہ آباد وغیرہ ارزاہ قدردانی و عزت افزائی اپنی

طرف سی عنایت کیا اِس جنگ کے تاریخ کسی ہندی کہنے والینے یہہ
کہی ہے ؎ سن گیارہ سو چہتر مین دِن بدہ پڑا جو جہارہ ۞ چھٹے
جمادی الثانی کو شہ جیتیا ہاؤ مارا ۞ اور اغواز حافظ الملک بہادر کا
جملہ روسا ہند سی زیادہ بڑہایا اکثر اپنے ساتہہ خاصہ تناول کراتے تہی
ولسبب کبر سنی کے بزرگ داشت فرماتے تہی ۔ ونیز فی مابین اشرف
النور رانواب شاہ ولی خان بہادر و نواب حافظ الملک بہادر کے کمال
ارتباط و اتحاد تہا چنانچہ عہدۂ وکالت ہندوستان پر حافظ الملک
نواب حافظ رحمت خان بہادر کو و منصب امیر الامرائی نواب
نجیب الدولہ کو اور نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد کو مرتبہ
بخشیگری و نواب شجاع الدولہ بہادر کو عہدۂ وزارت ہندوستان
پر مامور کیا و نیز خطاب فرزند خان بہادر کا عطا فرمایا اس جنگ مین صدہا
سرداران مرٹہہ مارے گئے بچکر بہت کم نکلے حتی کہ چالیس پچاس کوس تک
برابر لاشین پڑین نظر آتی تہین اور سیل خون سم اسپان سی گذر گیا تہا
لکہا ہے کہ چھٹی جمادی الثانی کو سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین یہہ معرکہ جدال و قتال بمقام
پانی پت کرنال گرم ہوا تہا مشہور ہے کہ نواب عنایت خان ابن

حافظ الملک بہادر نے بجنگ مذکور اسقدر شمشیر زنی کی تہی کہ
بعد فتح قبضہ تلوار کا انکی ہاتہہ سی مدت چہوٹا کسواسطی کہ ہاتہہ ورم کر گیا تہا
اور خون کثرت جم گیا تہا لیکن ملہار راؤ ہلکر بسبب نواب شجاع الدولہ
و نواب نجیب الدولہ کی کہ مورچہ اوسکا مقابل مورچہ ہائے ہر دو نوابان
موصوفین تہا سحہ سلامت نکل گیا اور مہار راؤ سندیہ
دولت راؤ سندیہ کا چچا اوس زمانہ مین نہایم پیشوا مشہور تہا اور
بعد اسکے اوسنے ہندوستان مین بہت اقتدار پیدا کیا تہا
بہاگا اور ایک یا دو سوار ولایتی نے ساتہہ کوس تک اوسکا تعاقب
کر کے ضرب گولی تبدوق سی پاؤن اوسکا زخمی کیا اور گہوڑے سی گرا کر اوسکا
و سامان لیکر واپس چلا گیا پیشوا مذکور کو جان سی نہین مارا چنانچہ اسی سبب سے
اوسکی پاؤن مین ہمیشہ لنگ رہا کہ بغیر امداد غیر کے چل نہین سکتا تہا
اور ابراہیم خان گاردی بہی دستگیر ہو کر بادشاہ کے روبرو آیا ہر چند
نواب شجاع الدولہ نے سفارش اوسکی بحضور بادشاہ کی لیکن قبول
نہوئی کسواسطے کہ بادشاہ نے پیش ازین چند مرتبہ پیغام اپنی رفاقت
قبول کرنیکا پاس اوسکی بہیجا تہا مگر اوسنے منظور نکیا۔ اس لڑائی مین بہت

مال و اسباب مرہٹون کا بطور غنیمت قبضہ اہالیان دولت شاہ
درانی مین آیا ازان بعد یہہ بھی فرمایا کہ ہم شجاع الدولہ کو اپنی ہمراہ
ولایت لیجانا چاہتے ہین نواب شجاع الدولہ یہہ بات سنکر
نہایت پریشان و ہراسان ہوئے اور ہندوستان کی مفارقت
سخت ناگوار گذری لیکن شاہ درانی کے حکم سے انکار نکر سکتے تہے۔ آخرالامر
حافظ الملک بہادر سے کہا انکا اعزاز و اکرام شاہ موصوف سے بہت
زیادہ کرتا تہا اس باب مین سفارش چاہی حافظ الملک نے بمقدمہ
ہمراہ نہ لیجانے نواب شجاع الدولہ کے بادشاہ سے عرض کیا اور
اور یہہ کہا کہ تمام ہندوستانی لوگ یہہ کہین گے کہ ایک شخص غیر
کو جو انکی درمیان باقی رہگیا تہا اوسکو بہی سب افاغنہ نے ملکر ہندوستان
سے خارج کرادیا۔ لہذا میری عرض یہہ ہے کہ شاہ اپنے ہمراہ شجاع الدولہ
کو نہ لیجاوین یہہ کلام حافظ الملک سے سنکر شاہ نے فرمایا کہ ما بدولت
کو شجاع الدولہ کے ساتہہ کسی قسم کی خصومت نہین ہے مگر ہمارے
خیال تم لوگون کے ہم شجاع الدولہ کو ہندوستان سے لیجانا چاہتے تہے
اگر تمہاری خوشی نہین ہے تو خیر ہم اپنے ساتہہ نہ لیجائینگے مگر یہہ ہے

کہ کبھی نہ کبھی تم نتیجہ اس نیکی کا شجاع الدولہ سے پاؤ گے - اور خود دہلی مین
چند روز قیام کر کے عقد اپنا ہمشیرہ احمد شاہ دہلوی و عقد تیمور شاہ پسر
خود بدختر احمد شاہ دہلوی کر کے اور بہت سا زر نقد و اسباب گران
بہا وہان سے لیکر جانب ولایت روانہ ہوئے نواب شجاع الدولہ
اس سفارش سے نہایت شکر گذار حافظ الملک کے ہوئے -

فرستادن حافظ الملک ملا محسن خان را برائے قبضہ کردن ملک اٹاوہ و بین پوری و شکوہ آباد وغیرہ

بعد ازین حافظ الملک نے روہیلکھنڈ مین پہونچکر ملا محسن خان کو واسطے
قبضہ کرنے ملک اٹاوہ وغیرہ کے بعد عطائے خلعت سرفرازی
رخصت فرمایا صاحب ملا موصوف قریب اٹاوہ پہونچکر کشن راؤ
و بالا پنڈت کی سرکار مرہٹہ سے خدمت اوس ملک پر مقرر تھی با جمعیت
وافر مقابلہ کیا آخر اندک قتال و جدال مین تاب مقاومت نہ لاکر
گریزان ہوئے ملا محسن خان نے بعد فتحیابی شادان و فرحان شہر
اٹاوہ مین خیمہ قایم کیا اور چند مدت اوس ملک کے انتظام مین مصروف
رہے و اکثر زمینداران ذی اقتدار و راجہ ہائے والا تبار نے اطاعت و

متابعت قبول کی مگر بعض نے ازراہ فتنہ وفساد کو نچھوڑ اسرکشی و تمرد
پر کمر باندہی چونکہ ملا محسن خان نے گو شمالی اون سرکشون کی اپنی طاقت
سی باہر دیکہی لہذا عرضی متضمن استمداد خدمت حافظ الملک بہادر مین ارسال
کی حافظ الملک نے بدریافت اس خبر کے شجاع بی نظیر شیخ محمد کبیر خان کو
معہ لشکر ظفر پیکر واسطے امداد ملا محسن خان کی روانہ فرمایا پس ہر دو سردار ان
باوقار نے بہم ہوکر انتظام اوس ملک کا بخوبی کرلیا ہر سرکش کا سر دبا کر زیر کیا

بیان تیاری شہر پناہ پیلی بہیت

اسی سال بیواڑہ مین قحط عظیم واقع ہوا از ارباب کان خدا باستماع شہرۂ
فیض رسانی و غربا نوازی حافظ الملک بہایہ کہ جوق جوق ملک سی پیلی بہیت مین
پہونچی نواب حافظ الملک نے پرورش اون سب کی بخوبی فرمائی جبکہ کثرت
اونکی حد زیادہ گذری اور مثل مور ملخ کے ہو گئے تو حافظ الملک نے حکم
واسطے درستی شہر پناہ پیلی بہیت کی صادر فرمایا و تا عرصہ دو سال ہمت
والا ہمت کو برائے رفاہ و فلاح مساکین اسی امر خیر مین مصروف
رکہا ران بعد برائی انتظام جلال آباد تشریف لیگئے بعد قیام چند روز
بمقام مذکور مین خط نواب احمد خان منگیش کا باین مضمون پہونچا

رفتن نواب حافظ الملک حسب التماس نواب احمد خان بیگش بمقام فرخ آباد و برائے مصالحت باہم دیگر

کہ نواب شجاع الدولہ و نواب نجیب الدولہ باتفاق کید یگر واسطے تکلیف دہی دوستدار کے عازم فرخ آباد ہین لہذا آپسی خواشنگار امداد ہون پس بدریافت اس حال کے حافظ الملک بہادر روانہ جانب فرخ آباد ہوے الغرض دائیرہ دولت نواب شجاع الدولہ کا تا بہ سرائے بہلول اور خیمہ نواب نجیب الدولہ کا خدا گنج مین تہا کہ حافظ الملک بہادر نی دو شخص معتبر کو بخدمت نوابان موصوفین معہ خریطہ ہا بنابر اطلاع اس ارادہ بنیادہ کے بہیجا چنانچہ نواب نجیب الدولہ بمجرد دریافت مافی الضمیر حافظ الملک بہادر جریدہ فرخ آباد مین تشریف لے آئے و بپاس خاطر نواب حافظ الملک بہادر صلح و رہیا مین آئی و نواب شجاع الدولہ بہادر یہہ خبر دریافت کر کے سرائے بہلول سے روانہ ملک ادودہ ہو گئے بعد اصلاح اس معاملہ کے عرضی شیخ محمد کبیر کی بدیمضمون پہونچی کہ ملہار راؤ نی شورش برپا کر کے محمد حسن خان

حاکم بہاولپور کو عاجز کر رکھا ہے۔

رفتن حافظ الملک بمقام بہاولپور برائے استعانت محمد حسن خان

حافظ الملک بہادر بمجرد ملاحظہ عرضی مذکور بزودی تمام سمہ جنود ظفر آمود ملک اٹاوہ کو روانہ ہوے جبکہ ذیرہ دولت قریب بہاولپور پہونچا ملہار راؤ رعب آمد آمد لشکر ظفر پیکر حواس باختہ ہوکر بسرعت تمام لعبور دریاے جمن روانہ ملک دکن ہوا اور تمام رؤساے ذی شوکت زمینداران باعزت ذی دایرۂ دولت حافظ الملک بہادر پر حاضر ہوکر نذرین گذرانین و قدمبوسی حاصل کی و جملین ارادت استعانہ اطاعت پر رکھی اسی سالمین حافظ الملک بہادر نے دو روپیہ روزانہ شاہ مسیح اللہ صاحب مارہروی کا بطور وظیفہ تنخواہ مقرر فرمایا جبکہ موسم بارش قریب پہونچا مقام مذکور سے روانہ ہوکر داخل دایرالریاست پٹی ہیبت ہوے قبل ازین یعنی سنہ ۱۱۶۷ ہجریین مطابق سنہ ۱۷۵۳ عیسوی کو غازی الدینخان نے احمد شاہ کو قید کر کے بہادر شاہ کے پوتہ کو بادشاہ بنا کر عالمگیر ثانی مشہور کیا تہا اور بعد چند روز کے مرہٹون کی مدد سے اوسکو قتل کیا ازان بعد شاہ عالم موضع لہنو کے نواح عظیم آباد مین تخت نشین ہوے۔

رفتن حافظ الملک بمقام دہلی حسب الطلب حضرت شاہ عالم

اور بعد چند سال کے شاہجہان آباد میں پہونچکر کئے فرمان مشعر طلب حافظ الملک
کو بھیجی چنانچہ حافظ الملک نے بموجب حکم بادشاہ شاہجہان آباد کو کوچ کیا بادشاہ
نے جبر آنے حافظ الملک حافظ رحمت خانکی پرچہ اخبار سی دریافت کرکے امرائے
شاہی کو واسطے استقبال حافظ الملک بہادر کے بھیجا اور ہنگام ملازمت
انواع انواع نوازش سی سرفراز فرمایا جو کہ حافظ محمد یار خان خلف حافظ الملک بہادر
ہمراہ تہی اونکو بمرحمت خلعت فاخرہ و منصب پنجہزاری و خطاب معظم الدولہ
حافظ محمد یار خان بہادر حشمت جنگ کا عطا فرمایا۔ سنہ ۱۱۷۷ ہجریین مطابق ۱۷۶۴ع

استقال نواب سعد اللہ خان

نواب سعد اللہ بہادر پسر سوئمی و قایم مقام نواب علی محمد خان نے وفات پائی
حافظ الملک بہادر کو انتقال سعد اللہ خان کا بڑا صدمہ ہوا کہ انکو شل فرزند دل
اپنی کے بعد وفات نواب مذکور پرورش کیا اور اپنی باہنہ سی دستار علی محمد
خان کی انکی سر پر رکہی تہی اور انہین کو جانشین نواب علی محمد خان کا گردانا
تہا چنانچہ زیادہ تر یہہ سبب تہا کہ نواب عبد اللہ خان و نواب فیض اللہ
پسران کلان نواب علی محمد خان مرحوم بیاطن حافظ الملک بہادر سی گونہ خلش
رکہتی تہے۔ مصنف سیر المتاخرین نے ازراہ غلطی سعد اللہ خان کو

داماد حافظ رحمت خان بہادر کا لکھا ہے اِس شخص کی طرز تحریر عبارت
سی ایسا پایا جاتا ہے کہ یہہ شخص بکدام وجہ من الوجوہ حافظ الملک
بہادر سی خصومت رکھتا تہا۔ یہہ امر بالکل غلط ہی دختران حافظ الملک
بہادر سی کوئی دختر اولاد نواب علی محمد خان مین منعقد نہین ہوئی البتہ
اولاد نواب علی محمد خان سی چند عورتین خاندان حافظ الملک مین منعقد ہوئے
ہین۔ اول دختر نواب علی محمد خان بہ نواب عنایت خان ابن حافظ
الملک دویم دختر نواب فیض اللہ خان بہ نواب محمد اکبر خان ابن
حافظ رحمت خان سویم دختر نواب کاظم علیخان بہ محمد مجتبی خان
بیزہ نواب محمد اکبر خان مگر البتہ خاندان نواب امیر الدولہ بہادر شمشیر
جنگ مورث اعلی ریاست ٹونک سی کہ وطن قدیم اونکا سنبہل ہے
و نیز خیال ہمقومی کہ وہ سنبل سٹرن سی سالارزے بیزوال ہین اس
قسم کی رشتہ داریان ہوئین ہین کہ خاندان حافظ رحمت
خان بہادر سی دو ایک دختر خاندان نواب امیر خان بہادر مین
منعقد ہوئی ہین و خاندان نواب امیر الدولہ بہادر سی چند مستورات
خاندان نواب حافظ الملک بہادر مین منسلک ہوئی ہین و خاندان

غالب جنگ یعنے نواب احمد خان

بنگش رئیس فرخ آباد سے یہی ایک دختر مسماۃ بادشاہ بیگم عرف بچیا بیگم
خاندان نواب حافظ الملک بہادر بن سعد اللہ خان خلف نواب محمد عمر خانصاحب
منعقد ہوئی ہے، و یک دختر عبد الرشید خان از خاندان حافظ الملک بہادر بتقاریم
نا پارہ بہ امیر حسن خان عرف جنو صاحب فرزند فتح بہادر خان سے منعقد ہوئی ہے،
پس از چند سال بعد زمانہ غدر و دستورات خاندان حافظ الملک سے یعنی دختران
سلطان حسن خان نبیرہ احمد یار خان مرحوم خاندان نواب شاہجہان بیگم
صاحبہ والیہ ریاست بھوپال مین بہی منعقد ہوئی تہین مگر دونون کا انتقال ہوگیا چنانچہ
اب سلطان علیخان خلف نواب سلطان حسن خان مرحوم بھوپال مین تا حال قیام
رکہتے ہین و ریاست سی مشاہرہ مناسب پاتے ہین اور ایک دختر بنت
محمد عابد علیخان مرحوم خاندان حافظ الملک سے لکنہؤ مین بنظام الدین احمد خان
خلف تہور خان بہادر ابن مینڈو خان بہادر رسالہ دار سی منعقد ہوئی تہی
اوس کا بہی انتقال ہوگیا اور ایک دختر نیاز علیخان مرحوم بہ عبد العزیز خان ساکن
ملیح آباد سی بہی منعقد ہوئی علاوہ ازین من بعد غدر بعض بعض دستورات خاندان حافظ الملک

بہادر سے دیگر مقامات پر بھی منعقد ہوئی ہین کہ صحیح طور پر راقم کو اونکے حالات
دریافت نہین ہوسکے جتنی گفتم مورچہ پرداختم و گنجا بود شتاب کجا تاختم
القصہ بعد وفات نواب سعد اللہ خان کے تمامی روہیلکھنڈ یعنے بریلی و بیلی
بہیت و سنبھل و مراد آباد و امروہہ شاہجہان پور و رامپور و بدایون و آنولہ و
نانکمتہ و سہسوان و اوجھیانی و سرولی و سنبولی و شاہ آباد و ٹہاکر دوارہ و چوچلہ
و میرواڑہ و شکوہ آباد و مین پوری و دیگر دیہات و پرگنات وغیرہ تا دامن
کوہ حد شرقی قریب خیر آباد تک کہ کل آمدنی جسکی ایک کرور تیس لاکھ روپیہ سالانہ
کی تہی منجملہ اوسکے بیالیس لاکھ روپیہ سالانہ کا ملک جاگیرداران و رسالہ داران
وغیرہ پر علی قدر مراتب منقسم تہا و پچاسی لاکھ روپیہ سالانہ کا ملک خالصہ زیر
حکومت و تصرف اقتدار حافظ الملک بہادر مین رہا نواب عبد اللہ خان رئیس
شاہجہان پور و نواب دوندیخان و نواب فیض اللہ خان اور بخشی سردار خان
وغیرہ کل رؤسا روہیلکھنڈ ماتحت حافظ الملک بہادر کے رہے۔

نواب فیض اللہ خان کا دوبارہ رامپور پر قابض ہونا۔

دوبارہ وجہ عنایت رامپور کی نواب فیض اللہ خان کو یہہ ہوئی کہ نواب
فیض اللہ خان بحکم حافظ الملک بہادر رامپور چھوڑ کر بریلی مین رہتے تہے جیسا

کہ اوپر تحریر ہو چکا ہے۔ چونکہ حافظ الملک بہادر کو اولاد نواب علی محمد خانکی
ساتھہ ہر طرح رعایت اور خاطر داری منظور تہی لیکن انکے بعض بیجا باتون سے
مجبور ہوکر بطور چشم نمائی راسپوری بیدخل کردیا تہا مگر نوبت وغیرہ انکی دروازہ پر
بریلی مین بدستور سابق بجتی تہی ایک روز اتفاقاً نواب عنایت خان خلف اکبر حافظ
الملک بہادر کہ جنہون نے ہنگام جنگ بہاؤ جہنکو وغیرہ مرٹیہ بحضور احمد شاہ
درانی کارنمایان کئی تہے و نیز خلعت و خطاب نوابی کا شاہ موصوف سے پایا
تہا وہ اپنی شجاعت کے عزہ مین اکثر حرکات خلاف مزاج حافظ رحمت خان
بہادر کے عمل مین لاتے تہے کہ بعض اوقات حافظ الملک بہادر اون کی
طرف سے رنجیدہ خاطر ہوکر کلمہ جو انمرگ کا اونکے حق مین ارشاد فرماتے تہے
اور قیام اون کا بھی شہر بریلی مین رہتا تہا اونہون نے ایکروز صدائے نوبت نواب
فیض اللہ خان کی سنکر یہہ فرمایا کہ نوبت انکی بیکھواد و یہہ ہمارے شہر مین بکر نوبت
اپنے دروازہ پر کیون بجواتی ہین چنانچہ حسب الحکم نواب عنایت خان کے ملازمون
نے ایسا ہی کیا کہ نوبت نواب فیض اللہ خانکی بیکھوادی اس امر کا رنج قلق نواب
فیض اللہ خانکو گذرا اور فریاد و شکایت نواب عنایت خانکی بیہی بیبت مین جاکر نواب حافظ
رحمت خانسے کی حافظ الملک بہادر نے سنکر یہہ کہا کہ ہان وہ جو انمرگ ایسا ہی خودسر ہو گیا ہے

اچھا تمہارا رامپور جنبی تمپر بحال کیا تم وہان جاکر بدستور نوبت بجاؤ چنانچہ نواب فیض اللہ خان حافظ الملک بہادر سے مرخص ہوکر دوبارہ قابض رامپور وغیرہ پر ہوے کہ جنکی اولاد مین ریاست رامپور اسوقت تک موجود ہے۔

فرستادن نواب حافظ الملک نواب عنایت خان را برای کمک نواب شجاع الدولہ

بعد ازین سنہ ۱۱۷۵ ہجری م ۱۷۶۲ع کے نواب قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ سرکار انگریزی سے شکست پاکر نواب شجاع الدولہ بہادر سے خواستگار امداد ہوی نواب شجاع الدولہ بہادر نے اسباب مین حافظ الملک بہادر سے بہی استعانت چاہی چنانچہ نواب حافظ الملک نے حسب استدعاے نواب شجاع الدولہ اپنے فرزند کلان یعنی نواب عنایت خان بہادر کو معہ چند امیر با تدبیر و رسالہ دار فوجی اقتدار یعنی خان محمد خان و محمد میر خان۔ و رحمت خان۔ و مستقیم خان۔ و میر باز خان۔ و سیف الدین خان۔ باجمعیت دوازدہ ہزار پیادہ و سوار برای کمک روانہ کیا۔ چنانچہ راہ مین درمیان افغانان لشکر نواب عنایت خان و گشائیان ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر کے کاوکشی پرفساد برپا ہوا۔ کہ قریب دو صد کس

گنتائین یعنی نانگنہ۔ رسالہ یعنی بہادر و ہمت بہادر و غیرہ اور پچاس آدمی
افغان لشکر نواب عنایت خان سی مجروح و مقتول ہوئے مصحلتا۔
بدیں جا نواب عنایت خان بہادر نے اپنے لشکر کا پڑاؤ لشکر نواب وزیر
سی لغا صلہ دو یک کروہ جدا رکھنا بہتر سمجھا کہ ناغہ گاہ کشتی سی باز نہ رہیگے۔
مبادا پھر کوئی صورت فساد پیدا ہوین برائے گمان نواب موصوف آیا ہون
بہرای جنگ یا بھی جدا نہین دنون مین ہمت خان پسر دوم حافظ الملک بہادر نے
انتقال کیا اس حادثہ سی رنج والم مزاج حافظ الملک بہادر پر طاری ہوا۔

شکست یافتن نواب شجاع الدولہ بمقام بکسر از صاحبان انگریز بہادر و آمدن بہ نزد حافظ الملک و سپلیمنٹ

بعد ازین جو کہ نواب شجاع الدولہ نے نواب قاسم علیخان کے
ساتھہ خلاف عہد کیا تھا پس بمقام بکسر بوجہ سازش میر بہادر و فرار شدن سواران
منجملہ کہ خزانہ نواب موصوف کا لوٹ کر گرفتار ہوئے جسکی تاریخ کسی نے کل غلون کہی ہے
سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین سرکار انگریزی سی شکست کھا کر نہایت غمگین و پریشان مع عیال و
اطفال بریلی مین داخل ہوئے اور عیال و اطفال انپریلی مین چھوڑ کر دار الریاست
پیلی بھیت مین حافظ الملک بہادر کے پاس پہونچے۔ اور شکست سے چشم پر آب ہو کر

حافظ الملک بہادر سے امداد چاہی نواب حافظ رحمت خان بکمال تعتقد
و مدارات نواب مذبر آوردہ سی پیش آئے اور کمک دینی کا اقرار کیا ہر چند کہ بعض مفسدون
نے اوس زمانہ مین حافظ الملک بہادر سی یہ پوشیدہ بیہودہ کہا کہ ایسی وقت مین آپ نواب
شجاع الدولہ بہادر کو قید کرلین تو سرکار انگریزی نہایت رضامند ہوگی لیکن
کہ تمامی ملک اودہ سمیت توابع اوسکی آپ کو دیدی اور آپ سرکار انگریزی سے عہد
و معاہدہ کرلین یہ بات سنکر حافظ رحمت خان بہادر نے فرمایا کہ استقرار الدیہ کام
بہادرون کا نہین بلکہ نامردون کا ہے کہ جو سردار اپنے اوپر اعتماد کرکے
اوسکی ملک مین پہنچ جاوے۔ اور وہ اوسکے ساتھ بدعہدی پیش آوے دوم یہ کہ نواب
وزیر مجکو لفظ عمو صاحب کا فرماتے ہین مین اونکی ساتھ فریب کرنا نہایت ہین
اور نامردی سمجھتا ہون بلکہ امانت نواب صاحب کی مجھپر بہر طور واجب ہے نواب
عنایت خان بہادر کو سو پنج یا ہفت ہزار پیادہ سوار بر اے کمک نواب شجاع
الدولہ کے ہمراہ کردیا۔ اور جبتک نواب وزیر دیان رہے بکمال خاطرداری و
مہمان نوازی پیش آئے چنانچہ در ایام قیام بریلی بوجہ مہمنی درمیان بین الدولہ
نواب سعادت علیخان بہادر و نواب ذوالفقار خان ابن حافظ الملک بہادر کے ارتباط زیادہ گیا
تھا الحاصل نواب شجاع الدولہ بہادر بجہت مقابلہ سرکار انگریزی سے نواب عنایت خان

بہادر روہیلہ کوچ کیا۔ اور فرخ آباد مین تشریف لائی اور یہان آکر نواب بنگش
احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد سے بھی مدد چاہی نواب احمد خان نے نواب وزیر
اودہ سے یہہ کہا کہ مجھکو آپکی امداد کرنے مین کوئی عذر نہین ہے۔ لیکن صلاح میری یہہ ہے
کہ آپ حتی الامکان اب انگریزون سے صلح کرلین تو بہتر۔ مناسب ہے کسواسطے کہ آپ
کی فوج ہمراہی شکست خوردہ ہے بمقابلہ افواج سرکار انگریزی کے ہرگز جوانمردی کرسکیگے
اور گریزان ہوگی علاوہ ازین بالفعل خزانہ آپکا قوم نطلیہ سے تمام گریز لوٹ لیگئے ہے بنیوجہ کسی قدر
روپیہ کے بھی وقت ہوگی نواب وزیر نے رائی احمد خان بنگش کی پسند کرکے بظاہر رائے مقابلہ کوچ
کیا مگر بباطن صلح مدنظر رہے اور انجام کار السیاہی ظہور مین آیا کہ مغفرت نواب غازی الدین خان
بہادر و ملہار راؤ کے باہم صلح ہوگئی غرضکہ بعد صلح نواب شجاع الدولہ و سرکار انگریزی کے نواب
عنایت خان بہادر اپنے ملک کو واپس تشریف لائے۔ نقل مشہور ہے۔ کہ بعد صلح بحکم گورنر
جنرل بہادر نواب شجاع الدولہ بہادر نے اپنا خیمہ و لشکر مقام فرودگاہ سے پانچ کوس پیچھے ہٹایا
اور نواب گورنر جنرل بہادر نے اپنا خیمہ و لشکر اس مقام پر کیا کہ جہان پر لشکر نواب
شجاع الدولہ کا تہا۔ الا نواب عنایت خان بہادر نے اپنا خیمہ و لشکر اسی مقام
پر رکہا کہ جہان تہا۔ نواب گورنر جنرل بہادر نے۔ لشکر نواب عنایت
خان دیکہکر یہہ کہلا بہیجا کہ آپ نواب وزیر کی کمک کو آیا تہا جبکہ نواب وزیر نے اپنا

لشکر و خیمہ پیچھے ہٹایا آپ نے ساتھ لوگ کوچ کیون کیا ایا ہماری ساتھ آپکو جنگ منظور ہے
نواب عنایت خان بہادر نے جواب اسکی نواب گورنر جنرل بہادر کی کہلا بھیجا کہ نواب وزیر سے
اور آپ سے صلح ہو گئی اور مین شبک اونہین کے کمک کو آیا تہا آپ اس لیے مین مجھسے مزاحمت
کرین مجھکو سرکار انگریزی سے پیکار منظور نہین آپ تشریف لیجائین جب میرا جی چاہیگا مین
بھی کوچ کر جاؤنگا دو نہیدان جنگ سے جا فضل خیر اقدم بھی پیچھے نہین سرکار آپ جانین اور
نواب شجاع الدولہ جانین یہہ جواب سنکر نواب گورنر جنرل نے فرمایا کہ اچھا آپکا اختیار ہے ہمکو غرض
نواب شجاع الدولہ بہادر کی تہی وہ لشکر اپنا پیچھے ہٹالیگا آپ جبتک چاہین یہین خیمہ نہ دین
چنانچہ تین روز بعد اسکے نواب عنایت خان بہادر بھی سہ لشکر اوس مقام سے کوچ
کیا تین دن تک میدان جنگ چھوڑا اسی سالین ایک طوائف برقی نام نہایت
حسینہ و جمیلہ فیلہ عظیم آباد پٹنہ آباد وغیرہ سے بخیال ملازمت نواب وزیر
اودہ وارد ہوئی ہنوز نواب صاحب تک نہ پہونچی تہی کہ نظر عنایت خان
بہادر کے اوس پر پڑی طوائف سمجھکر اوسکو طلب کیا تو اوس
طوائف نے حاضر ہونے مین انکار کیا
اور یہہ کہلا بھیجا کہ مین برائے ملازمت نواب
وزیر اودہ آئی ہون وہ پٹھان مجھی کیا نوکر رکھینگے

مین لاکھہ روپیہ ہوا ہر سی کم ملازمت نکرون گی یہہ جواب لوسکا سنکر فوراً نواب عنایت
خان نے مبلغ لاکھہ روپیہ اوسکو بھجوا کر اپنی ملازمون مین کیا کہ ابہی اوسکو اپنی ساتھہ لے آؤ چنانچہ کارپرداران نواب عنایت خان نے ایسا ہی کیا۔ کہ اوسی فوراً لے آئی وہ عورت بہہ سیر چشمی و
نوازش نواب عنایت خانکی دیکھکر نہایت راضی اور خوش ہوئے چونکہ نواب عنایت خان بہی وجیہہ و شکیل جوان تہی اوسپر اوسکی معاشقت گوارہ کی عقد کرکے گہر مین بٹہہ گئی چنانچہ اوسکی بطن سی نواب عنایت خان کا ایک فرزند بحیات نواب حافظ الملک بہادر تولد ہوا کہ نام اوسکا یحیی خان رکہا گیا بعد انتقال نواب عنایت خان و شہادت
حافظ الملک نواب محبت خان بہادر نی بخیال دور اندیشی اپنا عقد اوس نیکبخت سی کرلیا
لیکن نواب صاحب موصوفکی کوئی اولاد اوسکی بطن سی نہین ہوئی **القصہ** بعد ازین
حافظ الملک بہادر نے عقد اپنی بعض اخلاف کا کیا۔ یعنی نواب ارادت خان کو بادختر
نواب عبد اللہ خان شاہجہان پوری منعقد کیا و نواب محبت خان کو بادختر عبد الستار
خان منعقد کیا چند روز بعد ازان نواب حافظ محمد بہادر خان کا نکاح بادختر محمد خان کمال
رضی جو بعہدۂ جمعداری ظہور رتبہ کیا و نواب حرمت خان کا عقد صبیہ محب اللہ
خان خلف نواب دوندی خان سکے ساتہہ کیا و نواب ذوالفقار خان کو
بادختر کمال رضی خان منعقد کیا و نواب محمد دیدار خان کا عقد بہ صبیہ

میر خان بار بار کیا سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین نواب حافظ رحمت خان کے صرف مبلغ تین لاکھ روپیہ
پیلی بھیت مین جامع مسجد بنوائی جسکی تاریخ المسجد بیت المتقین سنہ ۱۱۸۱ ہجری ہے اسی دنومین ایک
شب نواب میرزا علیخان دلاور جنگ و نواب سالار جنگ نے بمقام فیض آباد آتشبازی اپنی
مکان پر کثرت چھڑوائی اتفاق سی ایک ہوائی نواب شجاع الدولہ کی مکان مین خاص نواب
صاحب کے پلنگ پر آگری اور دریافت ہوا کہ یہہ آتشبازی ہر دو نوابان موصوف الصدر کے
یہان واسطے جانی اوسوقت نواب شجاع الدولہ بہادر نے برہم ہوکر یہہ فرمایا کہ ہر دو صاحبان سے
یہہ کہدو کہ وہ شہر سی چلی جاوین چنانچہ ہر دو نواب موصوف بہ آزردہ خاطری فیض آباد
سی روانہ ہوکر بمکان بلکیہنڈ نواب حافظ الملک بہادر کے پاس چلے گئے حافظ
الملک بہادر نہایت خاطرداری سی پیش آئے اور کوئی دقیقہ لوازم مہمانداری کا
فروگذاشت نہین کیا و بارسال خطوط ان دونون صاحبان کے صفائی نواب شجاع الدولہ
بہادر سی کرادی چنانچہ نواب صاحب موصوف الصدر نے ہر دو نوابان معزز الیہا کو پھر فیض
آباد مین طلب کر لیا۔ عرصہ کم و زائد ایک ماہ سی ہر دو صاحبان موصوفین کا قیام
بجدنت نواب حافظ الملک بہادر رہا اس درمیان مین فیمابین نواب محبت خان
بہادر و نواب دلاور جنگ کے ارتباط زیادہ ہوگیا درمیان نواب سالار
جنگ و نواب ارادت خان ابن حافظ الملک کے اتحاد بڑھا سنہ ۱۱۸۲ ہجری

مین دوبارہ نواب شجاع الدولہ و نواب نجیب الدولہ مہاراجہ سنیدہیا و ہلکر کو
بنا بر کمک ہمراہ لیکر عازم فرخ آباد ہوے۔ حافظ الملک بہادر باستدعاے نواب احمد
خان برائے استعانت روانہ ہوکر بمقام اوسہیت پہونچے تھے کہ نواب نجیب الدولہ
نے بمقام ہامپور انتقال کیا اس واقعہ سے حافظ رحمت خان بہادر کو رنج ہوا۔ مہاراجہ
سنیدہیا و ہلکر محمد ضابطہ خان کو لیکر راہے اوسیطرف کی ہوے۔ ملک آنولہ وغیرہ
کہ ایک عرصہ سے زیر حکومت نواب حافظ الملک بہادر کے تھا بلا کشمکش کرکے اپنے
قبضہ مین لاے۔ ہرچند مدافعہ کیا گیا۔ لیکن ملک مذکور قبضہ اہالیان دولت ہی سے نکل
گیا اسی درمیان مین بہرام جنگ نواب دوندیخان بہادر کا انتقال ہوا۔ حافظ
الملک بہادر بہم توزیت تشریف لیجاکر چہل روز بسولی مین قیام پذیر رہے
ملک مال اونکی اضلاع پر تقسیم کرکے جانب پیلی بھیت مراجعت فرمائی ۱۱۸۵ھ
سنہ مین حضرت شاہ عالم بادشاہ حسب التماس نواب احمد خان
بنگش قصد فتح فرخ آباد ہوے۔ عنوز راہ مین تھے کہ نواب
احمد خان سے انتقال کی۔

عزم فرمودن شاہ عالم [illegible]
مرتبہ بہ نجیب آباد و شکست خوردن [illegible]

محمد ضابطہ خان معہ نواب فیض اللہ خان

پس شاہ والاجاہ باجمعیت مرہٹہ عازم جنیب آباد ہوے اور نواب
محمد ضابطہ خان پر حملہ کیا محمد ضابطہ خان معہ نواب فیض اللہ خان کے
بمقابلہ پیش آئے آخر کار شکست پاکر۔ داخل
روہیلکھنڈ ہوئے۔ تعاقب مین اونکے مرہٹھون نے
روہیلکھنڈ پر چڑھائی کی اور زورون نواب حافظ الملک بہادر بنا برادائے
رسم تعزیت نواب احمد خان بنگش کے فرخ آباد تشریف لیگئی ہوئی تھی مظفر جنگ
بکمال مدارات پیش آئے اور کوئی دقیقہ لوازم مہمانداری وحفظ مراتب بزرگ
داشت کا فروگذاشت نکیا بعد از چندروز فرخ آباد سے معاودت کی تھی
کہ خبر فوج کشی مرہٹہ وغیرہ جانب روہیلکھنڈ دریافت ہوئی ونیز یہہ خبر نواب
شجاع الدولہ کو بھی بمقام قصبہ مہان کا ہرون سی دریافت ہوئی متردد ہوکر
باین خیال کہ شعر۔ سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل ۔ چو پر شد نشاید گذشتن
بہ پیل ۔ مہان سی بمقام شاہ آباد کوچ کیا۔ بمقام مذکور پہونچی
تھے کہ محمد ضابطہ خان بھی وہان پہونچے نواب موصوف
نے محمد ضابطہ خان کی تسلی کی و بخیال

دور اندیشی کپتان ہاپر صاحب بہادر کو بخدمت نواب حافظ الملک بہادر
بہ طلب کمک روانہ کیا حافظ الملک نے خبر آمد صاحب موصوف کی سنکر
نواب محبت خان اپنی فرزند کو برائی استقبال چند کوس روانہ کیا وہنگام
ملاقات تالب فرش خود اکر لیگئی و بہ کمال مدارات پیش آئے اور کمک پر
مستعد ہو کر فوراً احمد خان مخالف بختی سردار خانکو برائے استداد
روانہ کیا چند روز باہم جنگ و جدال رہی چونکہ مقابلہ اوس فوج گران کا
احمد خان کی قوت [illegible] لہذا حافظ الملک بہادر بذات خود معہ لشکر
جرار روانہ ہو کر مقام مذکور پر پہونچے اور لڑائی شروع ہوئی اکیروز مرہٹوں نے دھوکا
دیکر شب خون حافظ الملک بہادر کے لشکر پر مارا اور خیمہ احمد خان کو
دایرۂ دولت حافظ الملک بہادر کا تصور کر کے جا پڑے۔ وبعد از جنگ
جدال بسیار احمد خان کو گرفتار کر لیگئی اوسوقت اکثر اشخاص نمکخوار نے
حافظ الملک بہادر سے عرض کیا کہ یہہ مقام مخدوش ہے یہاں خیمہ حضور کا
نصب رہنا قرین مصلحت نہیں لیکن حافظ الملک بہادر نے کچھہ خیال نہ
فرمایا اور خیمہ اپنا از راہ جرئت و دلاوری ہرگز دبا نہ ہٹایا اور بمقام گنگا پور
جنگ طرفین سے شروع ہوئی احمد خان کی رہائی کا معاملہ مبلغ روپیہ

روپیہ پر قرار پایا حافظ الملک بہادر نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ اپنی پاس سے دیکر احمد
خان کو قید مرہٹہ سے رہائی دلوائی اس درمیان مین صاحبان انگریز نواب
شجاع الدولہ بہادر بھی وہان جا پہونچے اور گفتگوے معاملہ جانبین سے شروع ہوے
آخر کار بعد جنگ و پیکار بسیار معرفت صاحبان انگریز بہادر و نواب شجاع
الدولہ کی چالیس لاکھ روپیہ پر فیصلہ ہوا کہ بعد دینے بسلغان مذکور کے
محمد ضابطہ خانسے ہمکو مزاحمت نہوگی پس اطمینان مرہٹون کا نواب
شجاع الدولہ نے کر دیا یہ پاس حمیت افغانی نشک چالیس لاکھ
روپیہ کا بطور عہد نامہ نواب شجاع الدولہ کو حافظ الملک بہادر نے بموجب
استدعاے نواب موصوف بتاریخ ۱۱ ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ ہجری مطابق ۱۸
جولائی ۱۷۶۲ عیسوی کی متضمن اس مضمون کا لکھدیا کہ اگر نواب شجاع
الدولہ مرہٹون کو ہمارے ملک سے خواہ لڑکر خواہ صلح سے نکالدین تو ہم دس
لاکھ روپیہ نقد دینگے اور تیس لاکھ تین سال مین من ابتداے سنہ ۱۱۶۰ ف
لغایت سنہ ۱۱۶۲ فصلی ادا کرینگے بعد تحریر اس عہد نامہ کے مرہٹہ اپنی ملک
کو راہی ہوے اور محمد ضابطہ خان نے از سر نو اپنی ملک پر قبضہ پایا حافظ
الملک بہادر نے دار الریاست پیلی بھیت مین پہونچکر محمد ضابطہ خانسے

کہلا بھیجا کہ اگر ایکمرتبہ اتنا روپیہ ادا کرنا ناممکن ہے تو بتدریج صورت ادائے
کرنا چاہئے محمد ضابطہ خان نے صاف انکار کیا تب حافظ الملک نے روپیہ مندرجہ
مشکک ذمہ اپنے واجب الادا سمجھکر منجملہ چالیس لاکھ کے مبلغ پانچ لاکھ روپیہ
اپنے پاس سے نواب شجاع الدولہ کو روانہ کیا پینتیس لاکھ روپیہ باقی رہا۔ اور اسی
سالمین حبشی سردار خان نے قضا کی بعد ازاں نواب عنایت خان خلف کلاں حافظ
الملک بہادر نے باغوائے بعض مفسدان راہ سعادت مندی کو چھوڑکر نواب
حافظ الملک سے مقابلہ کیا آخرکار منفعل ہوکر اور خود شکست اٹھاکر پاس نواب
شجاع الدولہ کے چلے گئے اسی ایام میں شیخ محمد کبیر خان نے وفات پائی حافظ
الملک بہادر کو نہایت غم والم ہوا بعد چند روز کے وہاں پہونچکر عفو تقصیرات
چاہا حافظ الملک بہادر نے حسب سفارش نواب شجاع الدولہ
بمقتضائے شفقت پدری قصور نواب عنایت خان کے معاف کئے۔ لیکن
نواب عنایت خان کو بعد فور خجالت طرح طرح کے عوارضات نے گھیرا
اور درد شانہ سے نہایت تکلیف پہونچی حافظ الملک بسبب عارضہ
عنایت خان کے کمال فکرمند و متردد رہتے تھے۔

آمدن نواب نجف خان و مہاراجہ ہلکر و تسخیر ملک نواب

شجاع الدولہ واجازت راہ گزر وآمداد خواستن از نواب حافظ الملک بہادر

کہ ۱۱۸۵ھ ہجریمین نواب نجف خان نے مہاراجہ سیندیہ وراجہ ملہار کو متفق کرکے
ارادہ تسخیر ملک نواب شجاع الدولہ کا مصمم کیا اور نامہ مدرخواست امداد پاس حافظ
الملک بہادر کی بھیجا اور اجازت راہ گذر چاہی اور طرح طرح کی منافع تحریر کئے
اور یہہ لکھا کہ تمام ملک نواب شجاع الدولہ سے لیکر ہم نصف آپکو دینگے لیکن
حافظ الملک نے بلحاظ استحکام پذیر ہونے ابد اتحاد نواب شجاع الدولہ کے سرکشت
نواب نجف خان کی صاف انکار کیا اور نواب شجاع الدولہ کو بذریعہ خط اس
حال سے اطلاع دی نواب شجاع الدولہ نے حافظ الملک بہادر کی خدمت مین شاہ مدن
صاحب کو کہ جنکی دریائتی سید اسحاق صاحب بمقام لوہک وچند اشخاص
از مرد وزن منہور شاہجہان پور مین موجود ہین روانہ کیا اور خط مین لکھا کہ جو شاہ
مدن کہین اوسکو بمنزل خاص میری گفتگو کی سمجھیگا القصہ شاہ مدن صاحب نے
نواب حافظ رحمت خان کی خدمت مین پہونچکر نواب شجاع الدولہ کی طرف سے
بیان کیا کہ اگر آپ امداد نجف خانکی نہ کرینگے اور مرہٹون وغیرہ کو شکست ہوگی
تو ملک اٹاوہ دوبارہ آپکی قبضہ مین آجاویگا اور جو مبلغ پیشکش لاکھ روپیہ بابت

بمعاملہ محمد ضابطہ خانکی باقی ہیں وہ مذبذب پڑینگی حافظ الملک بہادر نے شاہ مدن کی
گفتگو پر اعتماد کا کیا اور مرہٹون سے جنگ پر آمادہ ہوئے اور امداد نواب شجاع الدولہ
کی متقدم جانے نواب نجف خان نے جبکہ اس حالسی اطلاع پائی جانب روہیلکھنڈ چلے
کی اور حافظ الملک بہادر بھی سامان جنگ درست کرکے سدا سے مرہٹون کی
ہوئے بمقام رام گہاٹ جنگ شروع ہوئی تھی بعین معرکہ میں ایک عرضی ان
طرف صندل خان نواب ناظر بنواجہ سرائے کہ جسکا آباد کیا ہوا محلہ معروف بازار
صندل خان شہر بریلی میں واقع ہے اس مراد سے پہونچے کہ بمانعہ دیجیہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۶۲ع کے نواب عنایت خان نے انتقال کیا بدیں اس خبر
اثر کے حافظ الملک بہادر کو کال سے رنج و عدمہ ہوا جو کہ نواب شجاع الدولہ
نے جنرل چاپکن صاحب بہادر کو اسداد مرہٹون کے میان نواب
پاس نواب بھیجا مدد کے پہونچکر جنرل چاپکن صاحب کے ملاقات کی اور
مرہٹون سے ارادہ جنگ کا کیا مشورہ ہوکر مرہٹون سے مصالحت کار زار ہوئے آخر کار بعد جنگ جدال
نواب شجاع الدولہ بہادر نے بامداد جنرل چاپکن صاحب حافظ الملک بہادر کے
مرہٹون کو شکست دی مرہٹون نے اس مقام سے فرار ہوکر ارادہ تسخیر مراد آباد و بلوکہ
حافظ رحمت خان بہادر مقبوضہ نواب دوندی خان کا کیا حافظ الملک نے یہہ خبر

سنتے ہی جانب مرادآباد کوچ کیا اور مرہٹون وغیرہ کو اس ارادہ سے باز رکھا
اور نکال دیا اور جانب بریلی نہضت فرمائی بعد ازین نواب شجاع الدولہ بہادر مع
جنرل چاپکین صاحب بطریق ادای رسم تعزیت نواب عنایت خان مرحوم بریلی مین
تشریف لائے بعد فاتحہ خوانی وغیرہ کے نواب شجاع الدولہ نے تخلیہ مین حافظ الملک
بہادر سے یہہ کہا کہ ہم نے تمام افسران فوج انگریزی کو متفق کر لیا ہے مناسب وقت
یہہ ہے کہ اس بات کو غنیمت سمجھکر صاحبان انگریز کو گرفتار کر لو حافظ الملک نے
جواب دیا کہ میری نزدیک یہہ امر قرین مصلحت نہین ہے انجام اسکا اچھا نہوگا
نواب شجاع الدولہ نے فرمایا کہ اگر یہہ بات مناسب نہین ہے تو ہم اور آپ
بہم ہوکر اگر یزون سے مقابلہ کرین نواب حافظ رحمت خان نے کہا کہ بالفعل یہہ امر بھی
ہم اپنی طاقت سے باہر دیکھتے ہین البتہ اگر تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی معاونت اور
دستگیری کرے تو ممکن الوقوع ہے ورنہ خام خیالی ہے مثل مکبر کے پھر شکست
پائیگا نواب شجاع الدولہ نے اس بات کو پسند کر کے عرضداشت بخدمت
تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی شعر بہ تشریف آوری ہندوستان تحریر کر کے
حوالہ حافظ الملک بہادر کی مدد بھیجی کہ عہدہ سفارت ہند متعلق بہ حافظ الملک
تہا وخود مع جنرل چاپکین صاحب بہادر جانب ادھ کوچ کیا۔ حافظ الملک

سنے بعد تشریف بری نواب وزیری خانمحمد خان اپنی ہمشیرہ زادہ کو سعید الدولہ
عبد اللہ خان کشمیری واسطی واپس کرنے تمسک مذکورہ بالا کے روانہ کیا خان
محمد خان بہادر ولد محمد بیت نواب موصوف پہونچکر تمسک طلب کیا نواب
شجاع الدولہ نی چند روز ملمیت ولعل امروز فردا مین گذرانین جبکہ خان محمد خان نے
مکرر تقاضہائے تمسک متذکرہ بالا کیا تو نواب شجاع الدولہ بہادر نے صاف انکار کیا
کہ مین نے واپسی تمسک کا وعدہ نہین کیا ہے تم وہ تمسک شاہ مدار سے طلب کرو
تب خان محمد خان لفظ لعنت اللہ علی الکاذبین کہکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور شاہ مدار صاحب کے پاس آکر کیفیت گفتگوے نواب شجاع الدولہ بہادر
بیانکی شاہ صاحب موصوف نی کہا کہ بجد امین اپنی طرف سی تمسک واپس دینے
کا وعدہ بدون حکم نواب وزیر نہین کیا تہا۔ لیکن اب کیا کیا جاوے کہ نواب صاحب
اپنی عہد سی منحرف ہوگئے مین اپنی پاس وہ تمسک نہین رکہتا ہون کہ تمکو دون

بیان جناب حافظ الملک نواب شجاع الدولہ

القصہ خان محمد خان بازردہ خاطری وہان سی واپس آکر سب حال من وعن
حافظ الملک بہادر سی عرض کیا جو کہ کاروبار ریاست اور زور ن تعلق خان

محمد خان سی تنہا اور یہہ نواب وزیر اودہ سی کمال ناراض ہوکر آئے تھے وہ عرضی
کہ نواب شجاع الدولہ نے بجانب تیمور شاہ تحریر کرکے حوالہ حافظ الملک بہادر
کے تھی اور ایک خط بھی قبل ازین بنام حافظ الملک ارسال کیا تھا ہنوز عرضی مذکورہ
روانہ ولایت نہونے پائی تھی بلا اطلاع حافظ الملک بہادر سعادت میر الدولہ بحضور
جنرل چاپگین صاحب موہ خط روانہ کردی صاحب موصوف نی عرضی تذکرہ بلا بذریعہ
چھٹی وارن ہسٹنگز صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہند کو ارسال کی نواب موصوف
نے وہ عرضی لیکر معہ فوج جانب بنارس کوچ کیا اور نواب شجاع الدولہ کو طلب فرمایا
نواب وزیر اودہ فوراً ہنگام عشرہ محرم سنہ ۱۱۸۶ ہجری کنار بنارس با چند سواران
ہمراہی بمقام بنارس داخل ہوئے وقت ملاقات بعد گفتگوئے دیگر نواب گورنر
جنرل بہادر نے وہ تحریر پیش کی نواب وزیر اودہ عرضی کو دیکھکر دنگ ہوگئے
اور کچھہ جواب معقول مدلسکی تدبیر نہ ہوسکی لیکن محمد امیر خان نے عرض کیا کہ
یہہ تحریر بالفعل انقل اس تحریر کی آج آپ یہاں رہیں دین کہ ہمجلد جواب دیا جاویگا
چنانچہ بقرار اس عرضی دعویٰ کی نواب گورنر بہادر نے نواب شجاع الدولہ کے پیر
کی سوز دوم نواب صاحب نے بمشورہ محمد امیر خان یہہ جواب دیا کہ بیشک
یہہ تحریر میری ہے اور میں نے لکھی ہے اور مہر بھی میری ہے مگر اوسوقت تحریر کی تھی

کہ جب بمقام بکسر فیابین نیاز مند و سرکار انگریزی کی تنازع واقع ہوا حسبدن سی کہ
صلح درمیان نیاز مند و سرکار انگریزی کے ہوگی کوئی عرضی مین نے نہین لکہی حافظ رحمت
خان نے از راہ عداوت سند اسکی معرفت میر الدولہ ارسال حضور کی ہے نواب گورنر
نے فرمایا کہ ہم آپکے و حافظ الملک کے نہایت دوستی ہے وجہ خصومت کیا نواب
شجاع الدولہ نے بیان کیا کہ میر اسلیغ پینتیس لاکہ روپیہ بابت تحریر تسلک بمقدمہ
نواب محمد ضابط خان حافظ الملک سے چاہی ہنگام مطالبہ وہ دینی مین عذر کرتے ہین
اور مین روپیہ اپنا لینا چاہتا ہون بعد ازین بگفتگوئے خوشنامد آمیز و اقسام وغیرہ کے
متغیض مزاج نواب گورنر بہادر کو فرو کرکے یہہ کہا کہ غور فرمانیکا مقام ہے کہ اگر دل
نیاز مند مین از جانب سرکار انگریزی خدانخواستہ کسے اور طرح کا خیال ہوتا تو
ہنگام طلب کثرت بارش مین اسطرح جریدہ کیونکر چلا آتا ہے ہر کیف دوستدار اور
نیاز مند باخلاص سرکار انگریزی کا ہون الغرض بطور بہی مزاج نواب گورنر بہادر
کو فرو کرکے یہہ کہا کہ بالفعل مجکو چار مقدمہ سخت درپیش ہین امید اندک توجہ مین
انکی رفع ہو سکتے ہین انشاء اللہ تعالی بعد انقراغ ان مقدمات کے مبلغ
اسی لاکہہ روپیہ بطور نذرانہ حضور مین پیش کشش کردن گا بموجب
آنکہ مصرع — زر بر سر فولاد سنے نرم شود —

نواب گورنر جنرل بہادر نے استفسار مقدمات کیا نواب شجاع الدولہ نے
کہا اول یہہ کہ مبلغ پینتیس لاکھہ روپیہ یقینہ تمسک ما بہت مقدمہ محمد ضابطہ خان
حافظ الملک سے دلوایا جاوے دوسری یہہ کہ اخراج راجہ بلونت سنگہہ کا ملک
بنارس سے مجھکو منظور ہے۔ آپ اعانت راجہ مذکور کی نکرین تیسرے ملک کوڑہ
جہان آباد کہ چند عرصہ سے قبضہ اقتدار امیر الدولہ مین ہے۔ بدستور زیر حکومت
میری آئے۔ چونکہ روابط اتحاد فیما بین نیاز مند اور سرکار انگریزی جسطرح کہ مستحکم
ہین ویسی ہے بعد میرے آصف الدولہ سے استحکام پذیر رہین گے نواب
گورنر جنرل بہادر نے سوائے اخراج راجہ بلونت سنگہہ کے جملہ مراتب مذکورہ
الصدر بخیال دوراندیشی کہ سرداران ہند کا توڑنا اور کمزور کرنا ملحوظ خاطر تہا منظور
فرمائے اور دو لاکھہ دس ہزار روپیہ یا ہوار خرچہ فوج کا اور چالیس ہزار روپیہ نقد لینا
قبول کر کے جانب کلکتہ مراجعت کی نواب شجاع الدولہ نے اپنی ملک مقبوضہ مین
پہونچکر پہلے محمد ضابطہ خان اور مظفر جنگ رئیس فرخ آباد کو کہ جنکی استعانت
بارہا حافظ الملک بہادر نے کی تہی بطمع ہاے گونہ گون اپنی سہائتہ متفق کر لیا اور بعض
سرداران و جاگیرداران حافظ الملک بہادر سے موافقت کرنیکی فکر تہی کہ خود سمیان
محب اللہ خان و فتح اللہ خان پسران نواب دوندیخان مرحوم اور احمد خان پسر

بخشی سردار خان وغیرہ نے ارادہ سے نواب شجاع الدولہ کے آگاہی
پاکر عرضیان اپنی متضمن عدم شراکت حافظ الملک بحضور نواب شجاع الدولہ بہادر
بطور اخفا ارسال کین نواب موصوف نے غنیمت جانکر ہر ایک کو وعدہ ترقی سے
خوشنود و امیدوار کیا الغرض ہر طرح اطمینان خاطر کرکے پہلے اٹاوہ وغیرہ کو مرہٹون
کی قبضہ سے نکالکر ماہ رجب ۱۱۸۷ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۷۷۳ء اپنے قبضہ مین کرلیا اور موقت
حافظ الملک بہادر نے ایک خط بجدنیت نواب شجاع الدولہ بدمضمون
تحریر کیا کہ آپ کو خوب معلوم ہے۔ کہ ملک اٹاوہ پرحسب عنایت احمدشاہ
ابدالی بدقت تمام مرہٹون کی تحت وتصرف سی نکالکر مخلص نے اپنا قبضہ کیا تہا۔
مگر لوجوہات چند در چند مصلحتاً بالفعل مرہٹون کے قبضہ مین چند روز سے چھوڑ دیا
گیا لہذا آپکو اٹاوہ وغیرہ سے دست بردار ہونا چاہئی کیونکہ روابط اتحاد مقتضی
اس امر کی نہین ہین نواب شجاع الدولہ نے جواب مین لکہا کہ فی الحال اٹاوہ
وغیرہ مرہٹون سی قبضہ اہالیان دولت مین آیا ہے آپ کا اسمین کچہ حق
نہین حافظ الملک بہادر نے پہر چند وجوہ مناسب تحریر کئے لیکن نواب شجاع
الدولہ بہادر نے کہ اونکو منظور فساد باہمی منظور نتہی نہ مانا اور یہہ لکہہ بہیجا کہ پہلے مبلغ
پینتیس لاکہہ روپیہ یقینہ تمسک بہیجدو بعدہ نسبت ملک اٹاوہ کے جو مناسب

ہوگا لکھا جائیگا اسکی جواب مین حافظ الملک بہادر نے لکھا کہ آپنے شاہ
مدن کے بابی جو وعدہ کیا تہا اوسپر ستحکم رہنا چاہئی اور طلب زر عیز واجب ہے نامناسب
ہے نواب شجاع الدولہ بہادر نے کچھہ جواب اسکا نہ دیا اور سامان جنگ درست
کرکے رانا والئی کوہد کو بھی بطمع دنیاوی موافق کرلیا تاکہ اعانت اور اتفاقت
حافظ الملک بہادر سے باز رہے جنرل چاکمین صاحب کو ہمراہ لیکر راہ فرخ آباد سے جانب
روہیلکہنڈ کوچ کیا جنرل چاکمین صاحب نے از راہ مصلحت اندیشی ایک خط اس مضمون
کا حافظ الملک بہادر کو لکھا کہ اگر پینتیس ۳۵ لاکھہ روپیہ فی الحال ادا ہوسکے تو کچھہ وعدہ کرنا
چاہئی یا ضلع شاہجہان پور ہمارے متعلق کرنا چاہئے کہ اوسکی محاصل سے ہم رقم
نواب شجاع الدولہ کا ادا کردین اور نواب کو اس ارادہ سے باز رکہین - وبعد ادائے
قرضہ مذکورہ بالا شاہجہان پور آپکو واپس کیا جائیگا لہذا حافظ الملک نے پہر خطوط
بنام محمد ضابطہ خان و دیگر سرداران مذکورہ بالا کہ جو بہ ظاہر مطیع حافظ الملک اور
بہ باطن نواب شجاع الدولہ سے ساز کرچکے تہے مذہبضمون تحریر کیے
کہ اگر نواب وزیر اپنے وعدہ سے منحرف ہوگئے ہین تو کیا مضایقہ تم سب لوگ
ملکر یہہ روپیہ ادا کردو بجواب اسکی سب اشخاص نے صاف انکار کیا اور یہہ
لکھا کہ اب یہہ روپیہ تلوار کی نوک پر ہے ہم ہرگز اسکے دینیدار نہین اوسوقت دیوان

راؤ پہاڑ سنگھ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حال کفران نعمت سرداران فوج
وجاگیرداران وغیرہ کا حضور پر بخوبی روشن ہے۔ اس صورت میں کارِ جنگ کا انجام
بخیر ہونا معلوم مناسب وقت یہہ ہے کہ معرفت جنرل چاکمین صاحب کے
مصالحت قرار پائی تو بہتر اگر نواب شجاع الدولہ وعدہ آیندہ پر رضامند ہوں تو
پینتیس ۳۵ لاکھہ روپیہ کا سرانجام اس سمک پر وردہ سے ممکن الوقوع ہے نواب حافظ رحمت
خان کو بسبب انتقال نواب عنایت خان ونواب دوندیخان وبخشی سردار خان
وشیخ محمد کبیر وفتح خان خانسامان وعبدالستار خان ولا محسن خان وپرمول خان
وملک سلیمان وغیرہ کہ رفیق جان نثار قدیم انکی تھے اس جہان فانی سے برداشتہ
خاطر ہو کر خود آرزوے مرگ تھی دیوان مذکور کو جواب دیا کہ میں کسیکا مرہون احسان
ہونا نہیں چاہتا مجبور دیوان مذکور خاموش ہو رہا۔ نقل ہے۔ کہ ہنگام
تیاری جنگ نواب بیگم صاحبہ یعنی والدہ نواب شجاع الدولہ نے ازراہ شفقت
مادری نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ میں نے حافظ الملک کو دیکھا ہے۔ وہ شخص
نہایت ابرار وجرار متقی وپرہیزگار معلوم ہوتا ہے۔ میرے تردیک مناسب ہے کہ تم
حافظ رحمت خان سے ارادہ جنگ کا نکرو اول تو فتحیابی دشوار واحیاناً اگر تمہارے
فتح بھی ہوئی تو نتیجہ اسکا اچھا نہوگا نواب شجاع الدولہ فہمائش اپنی والدہ مشفقہ

کی کچھ خیال مین نلائی اور آمادہ پیکار ہوئے چنانچہ انجام اوسکا ویسا ہی ظہور
مین آیا کہ آیندہ انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگا اور حافظ الملک بہادر نے بغیر درست کرنے
سامان جنگ کے اور مجتمع کرنے فوج وغیرہ کے تاریخ یازدہم محرم الحرام وارالریاست
پیلی بھیت سے جانب آنولہ کوچ کرکے کھیڑا کمال زئی خان مین خیمہ کیا نواب منعم اللہ
خان و بعض سردار جاگیردار وغیرہ جز عزم حافظ الملک بہادر کے سنکر بظاہر ملا
طلب برائے مشارکت حاضر ہوئے نواب شجاع الدولہ و جنرل چامکین صاحب بہی
فرخ آباد سے کوچ کرکے وارد شاہجہان پور ہوئے۔ نواب عبداللہ خان رئیس
شاہجہان پور کہ جو حافظ الملک کے طرف سے انتظام شاہجہان پور پر مامور اور
سمدی بہی تہے۔ از راہ طمع دنیوی حمایت نواب شجاع الدولہ مین حاضر ہوئے
نواب شجاع الدولہ نے مصلحتاً نواب عبداللہ خان کو خلعت عطا کیا اور
واسطے مقابلہ آثار نصرت کے ہمراہ اپنے لیکر شاہجہان پور سے کوچ کرکے
سات کوس کے فاصلہ پر لشکر حافظ الملک سے خیمہ زن کیا حافظ الملک بہادر نے اتمام حجت نواب
شجاع الدولہ کو ایک خط اس مضمون کا لکہا۔ **نقل خط**۔ نواب صاحب
مشفق معظم سلمہ اللہ تعالی۔ اگر رائے سامی بہ صلح ہمرنگ است خیر اک
اللہ و اگر مستعد جنگ است بسم اللہ **شعر** جوانمردان نتابند از کسی پہ

بمین چوگان بمین میدان بمین گوے اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ ؛ وگر جنگ جوئی
نداریم درنگ ۔ دم از مہر زن یا بکین دہ پیام ؛ حکایت بدین ختم شد والسلام
نواب شجاع الدولہ نے جواب خط کا قلم انداز کر کے ارادہ لڑنیکا کیا اور یہ
مشورہ جنرل چاکین صاحب بدین نہج ارا شگی نوج میں مشغول ہوے
کہ چہاردہ ہزار تلنگا تفویض وزیر حکومت بسبنت علیخان خواجہ سرا اور محبوب علی کو
افسری و سرداری نہ ہزار پیادہ کی سپرد ہوے میر احمد سرخیل ۔ بست و دو ہزار بندوقچیان
کہ شہور بامسی تھے اور مرتضی خان بٹریچ و رسالہ آمتہ باری وغیرہ تعینہ و سیرو بہ تہیہ
جنگ آمادہ و کمنڈی جنرل چاکین صاحب بہادر محاذی نواب حافظ الملک بہادر
و نواب شجاع الدولہ بہادر معہ نواب مظفر جنگ و محمد ضابطہ خان پس پشت لشکر
و شجاعت لشکر حافظ الملک بہادر بائیں طرف نواب فیض اللہ خان با پنجہزار پیادہ بہادر محمد
یار خان خلف نواب بابا محمد خان مرحوم با دہ ہزار مردم کارگذار نواب نظر محمد خان خلف نواب عبد
عظیم اللہ خان اخلاف نواب دوندے خان بہادر و احمد خان خلف بخشی سردار خان و لطف خان
خلف فتح خان حاشیہ مان و محمد مستقیم خان و عبد الجبار خان و سیف الدین خان وغیرہ
رسالہ دار با جمعیت ترتیب ۔ دوازدہ ہزار پیادہ و سوار باقی چہار ہزار مردان ہیرو
بنگاہ وغیرہ غرضکہ ہمراہ نواب شجاع الدولہ یک لک و پانزدہ ہزار سپاہ و کنور مل

جنرل چاکین صاحب بہادر و بمعیت حافظ الملک بہادر بھی قریب بست
و شش ہزار مردان سپاہ معہ بہیر و بنگاہ وغیرہ تھے۔ صحیح روایت ہے
کہ قریب نصف شب کے ایک درویش درخیمہ نواب حافظ رحمت خان پہنچا اور
محافظان وغیرہ سے کہا کہ میری اطلاع کردو میں حافظ رحمت خان سے ملنا چاہتا ہوں
چونکہ حافظ الملک بہادر کو درویشوں سے از قدیم الایام اعتقاد تھا خبر سنتے ہی درویش
مذکور کو طلب فرمایا اونہوں نے آکر بعد رسم سلام علیک بیٹھ کر حافظ الملک سے کہا کہ حافظ
بابا تمنے مجھکو بھیجا یا نہیں حافظ الملک نے شناخت سے انکار کیا تب اونہوں نے کہا کہ تمکو
یاد ہوگا کہ تم نواب علی محمد خان مرحوم سے رنجیدہ خاطر ہوکر ولایت جانیکا قصد رکھتے تھے
میں نے تمکو روکا تھا روز دوم نواب علی محمد خان اگر نہیں سنا لیگئے تب حافظ الملک نے فرمایا کہ
ہاں یہہ بات مجھکو یاد ہے جو کہ زمانہ دراز گذرا اس باعث سے شکل آپکی فراموش ہوگئی اسوقت
آپ کیونکر تشریف لائی اوسوقت درویش نے کہا کہ بابا فتح منظور ہے یا شہادت حافظ الملک
نے فرمایا کہ شاہ صاحب مسلمان کے لئے مرگ شہادت سے بہتر نہیں جنکی خلق میں خدا تعالی قرآن مجید میں
فرماتا ہے بل احیاء ولکن لا تشعرون مگر یہہ ارشاد ہو کہ اس مرتبہ اگر فتح ہوجاوے تو آئندہ میری
تقدیر میں مرگ شہادت ہے یا نہیں شاہ صاحب نے فرمایا نہیں اوسوقت حافظ الملک بہادر نے تامل کرکے
کہا کہ شہادت تو بہر کیف منظور مگر کسیقدر اپنی اولاد اور متعلقین کا خیال ہے کہ بعد میرے ان لوگوں پر

کیا اندیشہ ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ قریب دو سال کے تمہاری اولاد وغیرہ پر
البتہ تکلیف رہیگی من بعد ان لوگونمین کہ جنہون نے تم کو بچشم دیکھا ہے جب
تک ایک شخص بھی باقی رہیگا تمہاری اولاد امارت سی بسر کریگی ہرگز محتاج
نہ رہیگی ویسے مخالف تمہارا بعد تمہاری شادان و فرحان رہیگا اوسوقت حافظ الملک
بہادر نے کہا کہ شاہ صاحب پس اسی امر کی مجھکو تشویش تھی اب بہرکیف شہادت
منظور ہے فتح درکار نہین شاہ صاحب نے کہا کہ حافظ بابا اس امر پر تم کامل
طور سے مضبوط ہو۔ حافظ رحمت خان نے کہا کہ ہان بفضل خدا خوب مضبوط
ہون رضینا بالقضا و شاہ صاحب یہہ بات سنکر مرحبا کہکر رخصت ہوی بعد
جانے اون درویش کے حافظ الملک بہادر نے نواب محبت خان بہادر برادر
عینی نواب عنایت خان مرحوم اپنے فرزند کو کہ ان کا خیمہ قریب خیمہ حافظ الملک
بہادر کے تہا اور ولیعہدی ریاست بھی بعد انتقال نواب عنایت خان انہین کے
نام قرار پائی تہی طلب فرمایا معلوم کرنا چاہیئے کہ بطن وجہ اول سی نواب
حافظ الملک بہادر کی فقط دو دختر تولد ہوین بعد ازان حافظ الملک نے عقد ثانی
اپنا باجیہ خان کمال زئی یعنے ملک خداداد کی دختر سے کیا اونکے شکم سے تین
فرزند یعنے نواب عنایت خان و نواب محبت خان و نواب عظمت خان تولد ہوے

باقی اور اولاد ازدواج ہندیہ یہی تھی حسب اتفاق بعد از چند سال زوجہ ثانیہ حافظ
الملک بہادر یعنی صبیہ خان کمال رئیس والدہ نواب عنایت خان وغیرہ نے
انتقال کیا چنانچہ ان ہر سہ فرزند کو زوجہ کلان حافظ الملک نے پرورش کیا اور
نواب محبت خان کو فرزند خاص اپنا گردانا کہ ہر دو دختر اونکی اور نواب محبت خان
حقیقی بہن بھائی کہلاتے تھے کسو اسطے کہ زوجہ کلان نواب حافظ الملک بہادر نے
بحیات زوجہ ثانیہ نواب صاحب موصوف یعنی نواب محبت خان کو اپنی فرزندی مین
لیا تھا مشہور ہے کہ زوجہ کلان نواب حافظ الملک بہادر نہایت قوی مٹہانی
تھین جب کسی کنیز یا خواص پر زیادہ خفا ہوتی تھین تو اپنے ایک ہاتھ سے اوسکا
شانہ یا گردن پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیتی تھین اور غصہ مین یہ فرماتی تھین کہ کیون
شرمائی کم بخت اب تجھی زمین پر پٹک دون - بجز ان دو لفظونکی اور کسی قسم کا
بُرا کہنا یا دشنام وغیرہ دینا مطلق نہ جانتے تھین ایک مرتبہ حافظ الملک
بہادر سے کہا کہ خان مجھی کچھ روپیہ دو نواب حافظ الملک بہادر نے فرمایا
کہ اچھا لیلو لیکن جسقدر کہ ایکمرتبہ تم اوٹھا کر بالاخانہ پر لیجا سکو چنانچہ ساٹھ ہزار
روپیہ ایک لگن مین بھر کر بیگم صاحبہ موصوفہ بے تکلف بالاخانہ پر اوٹھا لیگئین
دوم - یہ کہ ایکمرتبہ ہنگام سفر بوقت شب دو چور کسی صورت پر خیمہ کے

قنات چاک کرکے اندر آگئی نواب حافظ الملک بہادر اپنے پلنگ پر آرام مین تھے
اور دوسرے پلنگ پر بیگم صاحبہ موصوف آرام کرتی تھین اتفاقاً چور کی آہٹ سے
بیگم صاحبہ کی آنکھ کھل گئی اونہون نے فرمایا کہ سوزی تو کون ہے یہ آواز سنکر وہ
دونون چور بھاگے اور بیگم صاحبہ اونکی پیچھے دوڑ پڑین ایک چور تو اوسی
چاک قنات مین سے باہر نکل گیا اور دوسرا نکلتا تھا کہ بیگم صاحبہ نے اوس پر
ہاتھ مارا اتفاقاً اوس کی گردن انکی ہاتھ مین آگئی ہرچند وہ تڑپا پھڑکا لیکن انکے
ہاتھ سے کب چھوٹ سکتا تھا یہ معلوم ہوا کہ جیسی شیر کے پنجہ مین آجائے
اس دلاور مین نواب حافظ الملک بہادر بھی بیدار ہوگئے اوس چور کو گرفتار
کرکے سزائی سخت دلوائی گئے جب اگلی عورتون مین یہ قوتین تھین تو اوس
زمانہ کے مردون کا کیا کہنا۔ فی الحقیقت وہ لوگ فیل زور اور شیر دل تھے
بیگم صاحبہ کے بھولے پن کا یہ حال تھا کہ جب کنیزون وغیرہ کو کچھ روپیہ چورانا
منظور ہوتا تھا تو اونسے یہ عرض کرتے تھین کہ حضور یہ بات کیونکر ہے روپیہ
سیل کر خراب ہوا جاتا ہے اگر حکم ہو تو دیدی جائے فرماتی تھین کہ اچھا
دھوپ دیدو چنانچہ روپیہ تولکر چھتون وغیرہ پر دھوپ مین ڈال دیا جاتا
تھا اور قریب شام جب وہ تولکر رکھا جاتا تھا تو سیرون کم ہوجاتا تھا۔

نواب نسی دریافت فرماتی ہین کہ یہہ روپیہ کم کیون ہوگیا۔ خواصین عرض کردیتی
ہین کہ حضور روپیہ سیلا ہوا تہا اسقدر دہوپ مین خشک ہوگیا تو یقین کہ لیتی
ہین اور کچہہ باز پرس اونسی نکرتی ہین اور سوائی نواب ارادت خان ابن حافظ
الملک بہادر کے جملہ اخلاف حافظ الملک ہی نواب محبت خان بڑی تہے شعر
چہ میگفتم دریں پردہ ختم ۔ کجا بود اشہب کجا تاختم القصہ نواب محبت خان بہادر
حاضر خدمت حافظ الملک بہادر ہوے تو حافظ رحمت خان بہادر نے کچہہ کلمات
نصیحت آمیز و حسرت انگیز بطور وصیت انسی فرمائے اور یہہ بہی کہا کہ ہم تو اپنا
بندوبست کر چکے آیندہ تم کو ان سب امور پر کہ جو ہم اس وقت تمسی کہتی ہین
لحاظ رکہنا چاہیئے نواب محبت خان نے چشم پر آب بہر کر عرض کیا کہ حضور کو بڑی
بڑے معرکہ جنگ و جدال پیش آئی لیکن کبہی فدوی نی ایسے کلمات یاس آمیز
حضور کے زبان ہی نہین سنے حافظ رحمت خان نے کہا کہ ای فرزند تم غمگین نہو موت
اور زیست ہر شخص کے سات لگی ہوئی ہے اور فتح اور شکست کا خدا کو اختیار ہے قطعہ
بہ بینیم کہ تا کردگار جہان ۔ درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ کرا تاج اقبال بر سر نہند
کرا تخت تابوت بر در نہند ۔ یہہ کلمات تمسی احتیاطاً کہگئے اور مطلب کے باتین جو
اون کو درپیش ہی ہوئین تہین اونکو ٹال گئے اور اظہار نکیا اور یہہ فرمایا کہ اچہا اپنے

خیمہ میں جاؤ خدا حافظ گر آیندہ ہمارے نصیحتوں کا خیال رکھنا چنانچہ نواب محبت
خان خدمت حافظ الملک بہادر سے مرخص ہوکر اپنے خیمہ میں آئے اور
حافظ الملک بہادر نے وہ تمام رات عبادت الٰہی میں صرف کی ان درویش کے
کیفیت بعد وفات حافظ الملک بہادر بعض خدام خاص کی زبانی دریافت ہوئی
؎ سحرگاہان کہ زد چرخ کوکب ٭ برزین چوب کوس رحلت شب ٭ ہر دو لشکر شبگوں
دشان مرقومۃ الصدر میدان جنگ میں داخل ہوئے حافظ الملک بہادر بعد نماز صبح
درود وظایف وغیرہ سے فراغت حاصل کرکے خیمہ سے آکر گھوڑے پر سوار ہوکر برآمد ہوئے
اور نواب فیض اللہ خان کو پاس بلاکر کچھ کلمات نصیحت آمیز فرمائے میں وبسیار
سے غرض نہ کہی و کمر ارادت بہ میدان شہادت چست باندھکر با چند ہزار سواران
ہمراہی لجام اسپ سبک خرام باستقبال تمام جانب کمپو جنرل چاکین صاحب کہ محاذی
نواب حافظ الملک بہادر کے تھا نواب موصوف الصدر کے پیشتر ہی سے مہیائی مرگ
و آمادہ قضا ہو چکے تھے اٹھائی اور اسطرف سے صدہا گولہ ہائے توپ و گولیاں ہائے
بندوق ہزار در ہزار سر ہو نیکی کثرت دود و توپ و بندوق و گرد سواران سے کچھ
معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون لشکر اور کون بچا قریب جا پہونچے تھے۔ کہ ایک انگریز نے دوربین سے دیکھکر
بوساطت آفتاب گیری یعنی سورج مکھی کہ نشان سرداری ہے پہچانکر طرفۃ العین میں

چند گولے پیہم مارے ناگہان بفحوائے آیۃ کریمہ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا
یستقدمون ایک گولہ جانب چپ سینہ فیض گنجینہ حافظ الملک بہادر پر پڑا
کہ جسکی صدمہ ضرب سے از قاش زین فرش زین پر آئے اور بعد نفس چند دہن بہی
وگوش سے خون جاری ہوکر جان بحق تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون اور سینہ پر نیلا
داغ ضرب گولہ سے پڑ گیا۔ ونواب محبت خان بہادر کہ قریب حافظ الملک بہادر کے
تہے انکا گہوڑا اوسی گولہ کی چوٹ سے اوڑ گیا نواب صاحب پیادہ ہو گئے اس
درمیان مین جو بہاگنے والے تہے وہ گریزان ہو گئے باقی فوج طرفین غٹ پٹ ہو گئی
ونواب محبت خان بہادر مع بعض دیگر اخلاف حافظ الملک کہ جو اوسوقت ہمراہ رکاب
سعادت انتساب تہے تا دیر معرکہ کارزار گرم رکہا آخر کار بوجہ انتشار فوج اور بہاگ جانے
جاگیرداران وغیرہ کے نوابصاحب سو صوف با اندک جانثاران وکسان ہمراہی
کہ جو اوسوقت گیر ودار مین ہمراہ رکاب رہگئے تہے تر مہ فوج مخالف مین چار جانب
سے گہر گئے پس شمشیر زنی کرتے ہوئے اوس فوج دریا موج کو پہاڑ کر سد روان
ہمراہی جانب پیلی بہیت روانہ ہو گئے۔ لاشش لیجاسکی وسلطانخان کہ ملازم نواب
شجاع الدولہ ہمراہیان مرتضی خان بڑیچ مین سے تہا سر حافظ الملک کے تن سے جدا کر کے
اور نوک نیزہ پر رکہکر نواب شجاع الدولہ کے روبرو لایا حافظ الملک کے پورا درجہ

شہادت کا پایا۔ چنانچہ اس مقام پر کسی شاعر نے کہا ہے۔ مصرعہ۔۔۔۔
سلطانخان بشمر حرامی برابر است ؛ معلوم کرنا چاہئے کہ جھجر والے نواب
۸۰۱ ۸۰۱
اولاد مرتضیٰ خان ٹیچ ہی تھے۔ القصہ نواب صاحب بعد ملاحظہ و عطائے
انعام فرمایا کہ یہ سر لیجا کر نواب مظفر خنگ و نواب محمد ضابطہ خان و شاہ مدن
کو دکھاؤ چنانچہ بعد معائنہ سر ہر دو نواب مسطورین نے برائے خوشنودی مزاج نواب
شجاع الدولہ بہادر پانچ پانچ سو روپیہ انعام میں سلطانخان کو دیا اور شاہ مدن
صاحب نے ہنگام معائنہ سر مذکور چشم پر آب ہو کر یہ کہا کہ میں خوب جانتا ہوں یہ
سر حافظ شہید کا ہے اور یہ شعر زبان پر لائے ؎ سر سپر بنیزہ میزد نفس
کہ معراج مردان ہمین است و بس۔ چنانچہ اس سخن سے ناراض ہو کر نواب
ذریراوہ نے بہ مقام لسبولی پہونچکر شاہ صاحب موصوف کو قید کیا اور طرح
طرح کی تکلیفین دین کہا ہون نے اوسی قید مین انتقال کیا۔ خلاصہ یہہ۔ کہ بعد ازین
لاش حافظ الملک بہادر کی پالکی مین ڈالکر بہمیت عزیز خان رسالہ دار نواب
شجاع الدولہ نے جانب شہر بریلی روانہ کی۔ اور اہل بریلی نے مجتمع ہو کر
جانب غرب بیرون شہر بریلی خان محمد خان بمشیرہ زادہ حافظ الملک بہادر کے
باغ مین دفن کیا تاریخ وروز شہادت حافظ الملک گیارہوین ۱۱ صفر روز

شنبہ ۱۱ ۱۲۸۸ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۷۱ء ہے اور یہ لڑائی بمقام
فتح گنج شرقی شہر بریلی سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہوئی اسی سال
مین مرزا غازی الدین حیدر خلف نواب سعادت علی خان تولد ہوئی روایت ہے
کہ بعد شہادت حافظ الملک بی بی صاحبہ یعنے ہمشیرہ نواب حافظ رحمت خان بہادر
نے اپنے پانچون فرزندون یعنی خان محمد خان و سید محمد خان و میر محمد خان
و احمد خان و محمد خان کو دیکھکر یہ کہا کہ تم اپنے ایسے امونکو معرکہ جنگ مین قتل
کراکر پانچون زندہ اور صحیح و سالم میری سامنے آئے ہو کہ جسنے تمکو از راہ شفقت
اپنے فرزندون سے زیادہ پرورش کیا تم مین سے کوئی بھی اونکی ساتھہ نہ مارا گیا
نہایت شرم و افسوس کی بات ہے میرے سامنے سے چلی جاؤ۔ خدا نے چاہا تو
مین تمہارا منہ تا زیست نہ دیکھونگی چنانچہ تا حیات آپنے ایسا ہی کیا کہ اپنے فرزندونکو
اپنے سامنے نہ آنے دیا فی الحقیقت بی بی صاحبہ اپنے بھائی کی ساتھہ نہایت
محبت رکھتی تھین

قطعہ تاریخ انتقال حافظ الملک کہا نواب محبت خان کا بزبان عربی ہے

اِذَا خَانَا نَصِیْرَ الْکَبِیْر	عَلٰی سُنَّتِ الْمُصْطَفٰی عَامِلٌ
سَئَلْنَا مِنَ اللّٰہِ تَارِیْخَہٗ	فَقَدْ قَالَ فِیْ جَنَّتِیْ دَاخِلٌ
۱۲۸۸ھ	

اور تاریخ دوسری من تصنیف غلام محی الدین اولسی یہہ ہے

رحلت سپہر حفظ الملک نصیر جنگ — چون کرده سوی خلد زدار فنا سفر
روز سہ شنبہ دی تاریخ ماہ و سال — آن روز سبت یازدہم بوده از صفر ۱۱۸۸

اور تاریخ متبرے کہ حسب کا مادہ زبان پشتو کسی شاعر نے یہہ کہا ہے

آن خان شجاع حافظ دین بعد شہادت — در خلد برین رفت چو از بہر تماشا
رضوان پئے تعظیم زجا وہمین جست — در معنی تاریخ کہ خانا دل آشنا ۱۱۸۸

اور تاریخ چہارم صنعت مین کسی شاعر نے یون کہی ہے

شہادت یافت نواب فلک قدر — بضرب گلۂ توپ علی الصدر
زبس در جنگ آن شیر نر سینہ — دلاور مد سپر ہمود سینہ
خطابش حافظ الملک است مشہور — باکناف جہان نزدیک و ہم دور
قلم سالش بطرز نور قم کن — دوا گمشت از چہار اگمشت حکم کن ۱۱۸۸

اور تاریخ کسی اہل ظفر نواب شجاع الدولہ نے یہہ بہی کہی ہے

چو از لفظ ظفر تاریخ جستند — پئے باقی سر حافظ بریدند ۱۱۸۸

بعد ازان نواب ذوالفقار خان خلف نواب حافظ الملک نے معبرہ نہایت
دلچسپ اور خوش قطعہ بنوایا یہہ بحکم نواب گورنر جنرل لارڈ ابرہ عجائب بہادر

کے سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین مطابق سنہ ۱۸۱۹ عیسوی کے قیمت فروخت عمارات
پیلی بہیت سی گنبد عالی و دیگر عمارات ضروریہ تعمیر ہوئی سنہ ۱۲۵۶ ہجری مطابق
سنہ ۱۸۴۰ عیسوی کے زوجہ ملک احمد خان بنت حافظ الملک نے کلسن ہای گنبد
طلاءی مزین کئے کہ ابتک وہ عمارت موجود ہے نو بیٹیان اور چہاردہ فرزند حافظ الملک
بہادر سی پیدا ہوئے منجملہ چہاردہ فرزندونکے نواب عنایت خان ہمت خان
اپنی والد کے روبرو انتقال کر گئے تہی باقی نو بیٹیان اور بارہ بیٹی سمیان
نواب ارادت خان و نواب محبت خان و نواب محمد یار خان و نواب ذوالفقار
خان و نواب محمد دیدار خان و نواب الہ یار خان و نواب حشمت خان و نواب
عظمت خان و نواب غلام مصطفے خان و نواب عمر خان و نواب مستجاب خان
و نواب محمد اکبر خان صفحہ ہستی پر بعد وفات نواب حافظ الملک بہادر یادگار
رہے اور اون سب مین سے چھہ بیٹیان اور دو بیٹون یعنی ہمت خان و غلام مصطفے
خان نے لاولد وفات پائی باقی سب کے اولاد ابتک موجود ہے۔ القصہ نواب
محبت خان نے پیلی بہیت مین پہونچکر باہم یہہ مشورہ کیا کہ نواب شجاع الدولہ
کے پاس چلنا چاہیئے اب تک کا متوقع نہ رہا کیا عجب ہے کہ نواب شجاع الدولہ رابطہ
سابق ملحوظ کر کے ہمارے ساتھہ برائے نکرین اور اکثر والیان ملک

ہین ایسا معاملہ ہوتا چلا آتا ہے کہ بعد فتح جنگ کی بہی ملک مخالف کا اوسکی ورثاء
کو عطا کردیتی ہین جیسا کہ حافظ الملک بہادر نے رئیس فرخ آباد کے ساتھہ برتاؤ
کیا کہ بعد قتل نواب نعیم خان ملک فرخ آباد اپنی طرفسی بی بی صاحبہ زوجہ محمد خان
بنگش کو دیدیا یہہ خیال کرکے نواب محبت خان پیلی بہیت سی و نواب ذوالفقار
خان بریلی سی واسطے ملاقات نواب شجاع الدولہ کے روانہ ہوکر پاس نواب
موصوف کی پہونچی نواب وزیر نے بہ ظاہر کلمات حسرت اندوز زبان پر لاکر افسوس
یہہ فرمایا کہ مجکو حافظ صاحب سے مفسدون نے آتش افروزی کرکے لڑوایا خصوصاً یہ
باعث خان محمد خان ہمشیرزادہ حافظ الملک و عبداللہ خان کشمیری کے
یہہ فساد ظہور مین آیا لکہا ہے کہ بعد فتح اس جنگ کی نواب شجاع الدولہ چندان
شاد مان و مسرور نہ ہتی اور یہہ کہا کہ مجکو بیر نعیم خان کے بزدلی کا نہایت صدمہ ہے
جو کہ اوسنی بمقام کالپی ظہور مین آئی و بسبب تلیخان خواجہ سرا کو جانب
کالپی وغیرہ روانہ کیا چنانچہ اوسنے وہان پہونچکر کارنمایان کئے و نواب
محبت خان کو اجازت واپسی پیلی بہیت کی دی اور یہہ جو مضمون خط جانب
حافظ الملک بہادر بنام مظفر جنگ رئیس فرخ آباد مصنف عماد السعادت
نے تحریر کیا ہے اسکی صحت راقم الحروف کو اچہی طرح نہین پہونچی و نہ

اپنے بزرگون کے زبانی سنا بالفرض اگر نکیا تو کیا قباحت کی کسواسطے کہ
جب اول نواب شجاع الدولہ نے باین ارتباط و اتحاد و ایسی تمسک متدکرہ
بالا مین انکار کیا و ملک اُاوہ و سکوہ آباد مین پوری وغیرہ مملوکہ حافظ الملک
مرہٹون سی لیکر اپنی قبضہ مین کرلیا اور آمادہ فساد ہوئے اوسوقت شاید تحریر کیا
ہو تو کیا عجب ہے ہوا ہذا ترجمہ خط مذکور۔ مکو کیا ایسی مصیبت پیش
آئی تہی کہ تم باین لجاجت شجاع الدولہ سی جا کر ملے الحمدللہ کہ تم داخل زمرہ
متوسلان منجلیہ ہوئے نام مٹین و لیکا خاکین بلایا کاش تمہاری عیوض کوئی دختر
نواب احمد خان سی ہادیگار رہتی اگر تم فرخ آباد مین بیٹہی رہتی تو شجاع الدولہ
باین ہمہ فوج و حشمت تمہارا کیا کرسکتی اگر وہ قصد فرخ آباد کا کرتے تو لاکہہ روہیلہ
دلاور تمہاری کمک کو موجود تہا ہیہ خوف و بزدلی کسواسطے فتح و شکست
خدا کے اختیار ہے خدا بخشے نواب احمد خان غالب جنگ کو کہ انہون
نے فوج قلیل کے ساتہہ نواب صفدر جنگ سی مقابلہ کیا گویا تمام ہندوستان
صفدر جنگ کے ساتہہ تہا اور شکست دی واے بیچارہ تم نے روح
پدر کو آزردہ کیا اور ہم لوگون کو مایۂ اعتبار سی گرایا تمام شد مضمون خط۔
نواب منظفر جنگ نے ازراہ خوشامد یہہ خط نواب شجاع الدولہ کو دکہایا۔

نواب شجاع الدولہ اس خط کے ملاحظہ سے زیادہ تر برہم ہوئے پس اس
تحریر سے بھی شجاعت و بہادری حافظ الملک کی ہویدا ہے شجاعت
شعار لوگ ایسی ہی ہوا کرتے ہین کہ بجز خداوند کریم کسی کی عظمت و جبروت سے
خوف نہین کرتے حق بجانب حافظ الملک ہے علاوہ ازین خود عبارت عماد السعادت
کہ جو مصنف نے ہنگام معائنہ سر حافظ الملک زبانی شاہ مدن صاحب کے تحریر کی
ہے و نیز حالات شاہ صاحب موصوف کے لکھی ہین اہل معنی پر حق و ناحق ظاہر ہو سکتا ہے
فتح و شکست باختیار خدا ہے سب سے بڑھکر سوکھ کربلا ہے کہ کسکی فتح اور کسکو
شکست ہوئی بنی اور بگڑی ہوئی مین آسمان و زمین کا تفاوت ہے۔
حاکم وقت کا ہر امر مین سب لحاظ کرتے ہین و نحریر عبارت مین فقرہ دبی ہوئی خوشامد
آمیز کہتی ہین اور مظفر جنگ نے جو یہہ کلمہ ہنگام معائنہ سر حافظ الملک کہا کہ
باین ریش غش نواب وزیر کی جنگ پر کمر باندہی تھی اونکی سرداری و حمیت اقتضا نے
سی بعید معلوم ہوتا ہے لیکن اگر کہا تو اوسوقت دہن شاید کشتہ شدن نواب قائم جنگ
و شکست یافتن فرخ آباد یان کا خیال آگیا ہوگا۔ جواز روے خوشامد نواب شجاع الدولہ
کے روبرو ایسا کلمہ فرمایا فقط الحاصل بعد ازین نواب شجاع الدولہ نے شیدی بشیر
کو معہ فوج واسطے محاصرہ چلی بہیت کی تحریر کیا حسب الحکم نواب کے شیدی بشیر نے

محاصرہ پیلی بھیت کا کرکے سد راہ سکنا، شہر کا ہوا سترہ ماہ صفر ۱۱۸۸ھ
مطابق ۲ مئی ۱۷۷۴ عیسوی کو نواب شجاع الدولہ نے پیلی بھیت پہونچکر کنارہ دریا
دیوہا کی ڈیرہ کیا اور حکم ضبط کرنے اور لوٹنے مال ساکنان پیلی بھیت کا نافذ فرمایا
اوسوقت شیدی بشیر نے رؤسائے پیلی بھیت پر بہ طلب مال نہایت ظلم کیا
اور مال اور اسباب ہر ایک شخص کا لوٹ لیا اور نواب شجاع الدولہ نے نواب
محبت خان سے خزانہ حافظ الملک کا طلب کیا نواب محبت خان نے جواب دیا کہ اگر خزانہ
ہوتا تو نوبت یہانتک کیون پہونچتی پھر نواب شجاع الدولہ نے نواب محبت خان کیلا
بھیجا کہ تم سو متعلقون کے ڈیرہ مین چلے آؤ اور قلعہ خالی کردو کہ اہالیان دولت تلاش خزانین
دوفاین حافظ الملک بخوبی کرین مجبور حسب الحکم نواب وزیر کے نواب محبت خان
سو ستور اور تمامی متعلقان کے ڈیرہ مین کہ باہر شہر کے نصب تھا چلے آئے اور قلعہ خالی کردیا
نواب نے مردمان مسلح چار طرف ڈیرہ کے متعین کرکے اسباب قلعہ کا لوٹ کر خانہ
مین داخل کیا یا نک منتہ والی توپ جو شہر لکھنؤ مین بہت مشہور تھی وہ حافظ الملک بہادر
کے لوٹ مین آئی تھی و بعض اتوپ دیگر پر بہی نام حافظ الملک کندہ تہا راقم الحروف
نے بزمانہ حضرت واجد علیشاہ اون توپون کو خود اپنی آنکھون سے دیکہا جو کہ نواب
محبت خان و سیزادہ حافظ الملک کو بروقت داخل ہونے ڈیرہ کے نواب

شجاع الدولہ نے مقید کرلیا تھا پس مطمئن ہوکر سبولی کو کہ مسکن نواب
دوندیخان کا تھا جاکر لوٹا اور تمام خاندان نواب دوندیخان کو بھی مقید کرکے سو خاندان
نواب حافظ الملک بہادر بحراست نواب سالار جنگ قلعہ الہ آباد کو روانہ کیا نواب
ارادت خان خلف حافظ الملک بسفارش سالار جنگ و نواب ذوالفقار خان بہ
سفارش نواب سعادت علی خان خلف نواب شجاع الدولہ بلا قید سے محفوظ رہے
اسی اثنار میں ایک دن نواب شجاع الدولہ کی چھڑی میں نمودار ہوا کہ شدت
درد سے نوبت بہ ہلاکت پہونچی ہر چند جراحان بہتر و ڈاکٹران ذی ہنر نے
علاج کیا لیکن مطلق فایدہ نہوا۔ **کیفیت نواب فیض اللہ خان**
اور نواب منیر اللہ خان باقرار نواب شجاع الدولہ پر اعتماد نہ کرکے بعد شکست
و شہادت حافظ الملک بہادر روانہ ہوکر اول رامپور میں آئے اور وہاں سے روانہ کوہ
لال ڈاک ہوگئی بخیال اسکے کہ اکثی ہمراہیان لشکر میں سے کچھ لوگوں نے بندوقین جانب
لشکر نواب شجاع الدولہ فیر کی تھین حاضر خدمت نواب موصوف کے نہوئی بعد ایام
چند پسران بختی محمد سردار خان و اولاد فتح خان خانسامان و محمد مستقیم خان بہادر
و محمد حسن خان و عبد الجبار خان و سیف الدین خان و ملا میر باز خان وغیرہ
رسالہداران و جاگیرداران ذی اعتبار حافظ الملک بہادر کی بھی نواب

فیض اللہ خانسی جا ملے نواب مذکور نے سب کی تشفی و تسلی کی و قوت بیش از بیش ہوگئی
و نواب محبت خانکو نواب شجاع الدولہ نے بہ لطائف الحیل یہاں قید کر لیا یہ لال ڈاک
پہونچ نہ سکی لہذا جاگیرداران و رسالہ داران حافظ الملک بہادر ہمراہ نواب فیض اللہ
خان کے ہو گئے و بے پا و بی میر کہاں جاتے اور کیا کرتے نواب فیض اللہ خان ملک
مین غارت گری کرنے لگے چونکہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض اللہ خان کے نہ حاضر ہونے
پریشان تھے اور مرض کی تکلیف و صدمہ مرتبتی جاتی تھی پس مصلحتاً نواب محبت خانکو
طرف الہ آباد بشتر سوار بھیجکر طلب کیا اور یہ مشہور کیا کہ ملک تمام نواب محبت خان
ابن حافظ الملک مسترد کیا جائیگا جو اوس زمانہ مین ریل وغیرہ تو تھی ہی نہین کہ دفعتاً نواب
محبت خان الہ آباد سے روہیلکھنڈ مین آجاتے پس رفتہ رفتہ خبر آمد نواب محبت
خان کی نواب فیض اللہ خان کی بھی گوش زد ہوئی سنتے ہی اس خبر کے ہراسان
ہو کر لال ڈاک سے قریب لشکر نواب شجاع الدولہ کے آگئے اور سر فت تورک
صاحب اور مارٹن صاحب جنرل جاپکین صاحب کی ملازمت حاصل کی یہ سر فت صاحب
مسطور کے نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین حاضر ہو کر جو دو لاکھ پچیس ہزار روپیہ سالانہ
پر باہم صلح قرار پائی حسب الاستدعا نواب فیض اللہ خان کے پرگنات رامپور اور لاہپور
اور اجاون ٹھاکر دوارہ اور رہیڑ و سرکردہ و شاہ آباد و چوچھلہ و سرسادان۔

بجمع شصت چودہ لاکھ پچہتر ہزار روپیہ سالانہ کہ جسکی آمدنی حقیقت مین چوبیس
لاکھ کی تہی نواب شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو مرحمت کی اور سند
اطاعت نواب فیض اللہ خان نے بہر جنرل جانکین صاحب ۱۴ ماہ رجب ۱۱۸۸ ہجری
مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۷۷۴ عیسوی بمقام لال ڈاک بنام شجاع الدولہ لکہدی پہر
نواب شجاع الدولہ نے مرادآباد وغیرہ پر سیدی محمد لشیر اور بریلی وغیرہ پر نواب
سعادت علیخان کو اور خدمت اٹاوہ وغیرہ پر ہمت بہادر کو مامور کر کے جانب
اودہ مراجعت کی اور جنرل جانکین صاحب نے کلکتہ کو کوچ کیا نواب محبت خان کہ حسب
الطلب نواب وزیر کے قلعہ الہ آباد سے آتی تہی راہ مین ملی نواب شجاع الدولہ نے کچہہ کلمات
تسلی آمیز اپنی زبان سی کہکر یہہ فرمایا کہ بہائی محبت اس مرض سے صحت ہوئے تو دیکہا جائیگا
اور نواب محبت خان کو اپنی ہمراہ واپس لیگئے نواب محبت خان مجبور کہ حراست مین
تہے نواب شجاع الدولہ کے سانتہ ہوے بموجب الکہ مردہ بدست زندہ اور نواب فیض اللہ
خان بعد تحریر اس عہدنامہ کے رامپور مین آکر داخل ہوے جو کہ اکثر سرداران حافظ الملک
بہادر سے نواب فیض اللہ خان کے ہمراہ تہے اون سب نے بعد دریافت حال نواب
فیض اللہ خان سے کہا کہ یہہ صلح کیسی کہ نواب محبت خان کیواسطے کچہہ نہوا نواب فیض اللہ
خان نے مطلب کی بات چہپاکر بیان کیا کہ مینی ہرچند نواب وزیر سے کہا مگر نواب

وزیر نے اوسکی باتین کچھ منظور نکیا پھر کیا مین اوسکی واسطے اپنے آپ کو بھی خراب کرتا
ہر چند کہ اس امر کا تذکرہ بھی نواب فیض اللہ خان نے نواب شجاع الدولہ سے کیا تہا
چنانچہ اس بات پر مستقیم خان بہادر خلف شیخ کبیر مرحوم کہ رفیق قدیم حافظ الملک
بہادر کے تہے۔ نواب فیض اللہ خانسے نہایت ناراض اور برہم ہوئے۔

بیان کیفیت انتقال نواب شجاع الدولہ

الغرض نواب وزیر نے فیض آباد مین پہونچکر ۲۴ ماہ شوال ۱۱۸۸ ہجری بعض نے ۲۴ ماہ
ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری لکہا ہے مطابق ۲ جنوری ۱۷۷۵ع کی انتقال کیا کہا اون درویش
کا اور یاد رشفقہ نواب شجاع الدولہ کا ظہور مین آیا کہ ایک سال بھی حکومت
ملک روہیلکھنڈ کی زندگی مین نکر سکی ؎ بیک گردش چرخ نیلوفری ؎ نہ نادر بجا ماند
و نہ نادری۔ اور ایک روایت عوام الناس انتقال نواب شجاع الدولہ مین
یہہ بھی مشہور ہے۔ کہ نواب شجاع الدولہ کوئی عورت نوخوان خوبصورت مسلمان
حافظ الملک سے گرفتار کرلائے تہے اور اوسپر معترف ہونے کا مقصد کیا وہ عورت کوئی
چہری یا چاقو زہر مین بجہا ہوا پوشیدہ اپنے پاس رکہتی تہی اوسنے دسی ہنگام
مین وہ چاقو نواب شجاع الدولہ کے چھڑی مین مارا اوسکا زخم بہرا جیسا ہوا اور
اوسی صدمہ مین انتقال کیا چنانچہ کسی بہاٹ نے بھی کسی دوہرہ مین کہا ہے ؎

کہ ہندکا وزیر مارو روہیلکھنڈ کی روہیلی نے ۔ ۔ اصل اوسکی یون ہے کہ فیضن النسا متعرف
بہ دروانہ خانم کہ وہ ایک لڑکی قوم شریف سی حافظ رحمت خان کی دختر کلان نے
بطور متبنیٰ کے پالی تہی اوسکو نواب شجاع الدولہ بینیت فاسد لے آئی تہے چنانچہ وہ عورت
بعد انتقال نواب شجاع الدولہ بزمانہ نواب آصف الدولہ دیوانی ہوکر محل سی نکل آئی
تہی اور اوسی عالم مین مرگئی لیکن بظاہر یہہ بات دور از قیاس ہے کہ وہ عورت ایسی حرکت کی مرتکب
ہوتی اور اتنی بڑے حاکم ذیشان کو ہلاک کرکے زندہ بچسکتی اگر بعید از قیاس اوسنے
یہہ امر کیا تو اوسکی عیزت پر آفرین بلکہ شیر زن کہنا چاہئی لیکن یہہ بات بالکل غلط عوام لوگونکی
گہڑت ہے اور ایک روایت انتقال نواب شجاع الدولہ مین یہہ بہی مشہور ہے کہ نواب شجاع
الدولہ نے بمقام ہلی بہیت خواب مین دیکہا کہ کسی سوار نے برچہا میری چڈی مین مارا ہے ۔
چنانچہ اوسی مقام پر دنبل نمودار ہوا اور اوسی عارضہ مین انتقال کیا واللہ اعلم بالصواب
القصہ ۔ بعد انتقال نواب شجاع الدولہ کے تمام ملک مقبوضہ اون کا قبضہ اقتدار
نواب آصف الدولہ بہادر مین آیا نواب آصف الدولہ نے ہنگام سند نشینی سیکڑون
قیدی آزاد کئے چنانچہ اکثر محبوسان روہیلکھنڈ کو بہی چہوڑ دیا مگر عزت خان بڑیچ و
خان محمد خان و رحمت خان و کمال رئیس خان و عالم خان اور وحدت خان و محمد حسن خان و
عبد الواحد خان و قاضی محمد سعید خان و منور خان خانسامان و اختیار خان چیلہ خاص

خیلے دلاحست خواجہ سرا کو کہ یہہ سب مہربان ذی حوصلہ و صاحب اعتبار تھے
قید سے رہائی بخشی چند روز بعد از جلوس نواب آصف الدولہ عازم مہدی
گہاٹ ہوے نواب محبت خان بھی ناچار بہ جراست بلا سر و سامانی بحالت پریشانی
ہمراہ نواب موصوف کے تھے مگر کوئی صورت بہبود و کشود کار نظر نہ آتی تھی۔ فقط۔

آمدن جان برسٹو صاحب بحکم ولایت و رہائی یافتن اولاد حافظ الملک
بہادر و متعلقان و متوسلان وغیرہ از قید و مقرری وظیفہ سالانہ از
سرکار نواب وزیر اودھ۔

اس درمیان میں سر جان برسٹو صاحب بہادر کہ بحمایت نواب شجاع الدولہ
واسطے تصفیہ چند امور کے ولایت سے روانہ ہوے تھے کلکتہ ہو کر بعد وفات نواب شجاع
الدولہ بہادر وارد مہندی گہاٹ ہوئے اور نواب آصف الدولہ سے ہنگام ملاقات مسٹر
مسٹنگز صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہند کی طرف سے کہا کہ حسب عہدہ نواب
شجاع الدولہ مابعوض ملک روہیلکھنڈ کہ باعانت سرکار فتح ہوا ہے ملک
بنارس حوالہ بالیان سرکار انگریزی کرو اور بخواہ کمپنی انگریزی کی کہ جو حافظ الملک
سے تمہاری والد کی ہمراہ ہو کر لڑا ہے ہمیشہ ادا کرتے رہو۔ اور خاندان
حافظ رحمت خان کو رہا کر کے بالعوض اونکی ملک مقبوضہ کے جاگیر مقرر کردو

کیونکہ صرف مبلغ پینتیس لاکھ روپیہ بابت تمسک کے تمکو وصول کرنا اوس ملک
سے چاہئی تہا یہ امر جو تمنی اولاد حافظ الملک کے ساتہہ کیا بالکل خلاف انصاف
ہے اگر تم بطور خود حافظ رحمت خان سے ملک فتح کرتے تو سرکار کو فراحمت نہ
تہی اب کہ یہہ ملک امانت سرکار فتح ہوا ہے یہہ بے انصافی روا نہ رکہی جائیگی
نواب آصف الدولہ نے چار ناچار سب امورات منظور کئے اور مشہور ہے کہ بحکم
سرکار کمپنی ایک لفظ خطاب نواب گورنر جنرل بہادر سے بہی کم کردیا گیا اور اونکو یہہ
لکہا گیا کہ درمیان سرکار انگریزی اور نواب وزیر اودہ کے بموجب عہدنامہ یہہ
امر قرار پایا ہے کہ اگر کوئی شخص ملک نواب وزیر پر فوج کشی کریگا تو سرکار انگریزی
نواب موصوف کی مددگار ہوگی نہ یہہ کہ نواب شجاع الدولہ دوسرے کے ملک پر چڑہائی
کری اور سرکار امداد کرے پس تمنی یہہ امر بغیر اطلاع سرکار کمپنی کیونکر جایز رکہا کہ نواب
شجاع الدولہ کو واسطے لینے ملک حافظ رحمت خان بہادر کے کمک دی حالانکہ
لملک نے نواب وزیر اودہ کے ملک پر فوج کشی نہیں کی تہی اس درمیان میں نواب
محبت خان بہی معہ نواب ذوالفقار خان معرفت منشی محمد ذاکر کے صاحب
موصوف سے ملے جان برسٹو صاحب باعزاز پیش آئے اور کمال تسلی اور تشفی کی اور
مبلغ پانچہزار روپیہ بطور مدد خرچ اپنی پاس سے عنایت کیا بعد ازاں نواب

آصف الدولہ کی تقاضہ جان برسٹو صاحب واسطے رہائی خاندان حافظ
الملک کے اور خاندان دوندیخان کے پروانہ بنام معزز خان قلعدار الہ آباد کی روانہ
کیا چنانچہ ہفتم شہر شعبان سنہ ۱۱۸۹ ہجری مطابق نہم اکتوبر سنہ ۱۷۷۵ع اہل خاندان
نواب حافظ الملک بہادر و اولاد نواب دوندیخان سمیت متوسلان وغیرہ رہائی پاکر معہ
جان برسٹو صاحب خدمت نواب آصف الدولہ میں حاضر ہوئی نواب صاحب نے سابق
لہ صاحب ۱۱ اکسٹھ ہزار پانچسو نبیسٹھ روپیہ سالانہ سمیت متوسلان بسرفیض نواب
محبت خان واسطے مصارف اولاد حافظ الملک کے مقرر کیا اور پچیس ہزار روپیہ
سالانہ بنام پسران نواب دوندیخان تجویز فرمایا فرزندان نواب دوندی خان نے
بخیال قلت وخفیف سالانہ مجوزہ نواب آصف الدولہ متوحش ہوکر رہائی پاکر سکونت
شہر مرادآباد میں اختیار کی اور دختر اپنی نواب محمد علیخان فرزند کلان نواب
فیض اللہ خان کے ساتھ منعقد کردی نواب فیض اللہ خان نے مشاہرہ مناسب پسران
نواب دوندیخان کا مقرر کردیا اور بسبب انتقال کر جانے نواب عنایت خان خلف
کلان حافظ الملک بہادر کے سالانہ اونکی بیٹیوں کے نام پر بھی مقرر رہا اور نواب
عظمت خان و حشمت خان و نواب اکبر خان فرزندان حافظ الملک
نے جس ہنگام تقسیم موجہ کمی کے قبول نہ کیا چند سال تک خزانہ نواب

وزیر اودھ سے مشاہرہ مقررہ ملتا رہا روایت ہے۔ کہ اوسی ایام مین
ایکروز نواب محبت خان بہادر برائے ملاقات مختار الدولہ کہ جو اندنون نایب نواب
موصوف الصدر کے تھی تشریف لیگئے مختار الدولہ نے جیسا کہ اعزاز واکرام نواب
معزالیہ کا چاہئی تھا نکیا نواب محبت خان بہ آزردہ خاطری واپس آئے
اور شکایت اسکی جان برسٹو صاحب بہادر سے کی صاحب موصوف نے اس
امر کا گلہ نواب آصف الدولہ بہادر سے کیا اور مختار الدولہ سے نہایت ناراض ہوئے

ذکر آمدن مشاہرہ اولاد حافظ الملک بضمانت سرکار انگریزی

سنہ ۱۲۰۱ ہجری بزمانہ گورنری لارڈ کارن والس صاحب بہادر نواب محبت خان کے حنیفہ
امور پر قصد روانگی خود جانب کلکتہ کیا و نواب آصف الدولہ بہادر بہ قصد سیر و شکار
جانب بہرائچ وغیرہ تشریف لیگئے جو کہ بحکم نواب وزیر نواب محبت خان بہادر بھی
چار ناچار ہر سفر مین ہمراہ رہتے تھے۔ اور اس مرتبہ ساتھہ نواب وزیر اودھ کے
نہ گئے و نواب صاحب نے خبر روانگی نواب محبت خان جانب کلکتہ سُنکے کمال
برہم ہوئے اور یہہ تصور کیا کہ نواب محبت خان ضرور
میری شکایت کرنے نواب گورنر بہادر سے جاتے ہین۔ فوراً مرزا باقر بیگ
خان یک پٹہ سالہ وار کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ جسطرح ممکن ہو نواب محبت

خان کو واپس لائے رسالہ دار مذکور بحکم نواب وزیر روانہ ہوکر جب بمقام بنارس
پہونچے تو پالکی ڈاک نواب محبت خان کی دریائے گنگا کے پار عملداری سرکار انگریزی
میں پہنچ چکی تھی یعنی نواب محبت خان دریا مذکور کے پار جا چکی تھے مجبور رسالہ دار مذکور
بے نیل مرام واپس آئے اور ایک روایت یوں بھی ہے کہ مرزا باقر بیگ خان رسالہ
دار نے بہ پاس خاطر نواب محبت خان بہادر دانستہ تساہل کیا کہ نواب صاحب موصوف
عملداری سرکار انگریزی میں جا پہونچے۔ القصہ نواب آصف الدولہ بہادر کو جب کیفیت
یہ دریافت ہوئی تو اوسوقت امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ خان کو برائے تدارک سمت خریطہ
بمقام کلکتہ بخدمت صاحب گورنر جنرل بہادر روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ نواب محبت خان
ابن حافظ الملک بہادر مرحوم خدرت والا میں آتے ہیں کہ کوئی تحریر و تقریر نواب معزالیہ
کے بدون سوا جہہ امیر الدولہ سماعت فرمائے جاوے چنانچہ ملاقات نواب محبت خان کی
تا رسیدن نواب امیر الدولہ نواب گورنر بہادر سے ملتوی رہے اور بفضل حسین خان بہادر
علامہ نے کہ از قدیم الایام نواب محبت خان سے دوستی رکھتے تھے اون روزون
منجانب نواب وزیر اودہ بمقام کلکتہ عہدہ وکالت پر مامور تھے نواب محبت خان
کو بہت فہمائش کی کہ شکایت نواب وزیر کی بحضور نواب گورنر بہادر کسیطرح مناسب نہیں
اس درمیان میں نواب امیر الدولہ بھی داخل کلکتہ ہوئے بفضل حسین خان علامہ نے مرزا

حیدر بیگ خان سے بھی بتقدیمہ نواب محبت خان ازراہ دوستی بہت کچھ کہا
سنا اور یہہ وعدہ مستحکم لیا کہ نی ماہین نواب آصف الدولہ و نواب محبت خان صفائی
کمال کرادیجاوے و آئندہ سے مشاہرہ اِن کا ماہ بماہ معرفت زینٹی پہنچا رہے نواب امیر الدولہ
نے امورات اعمر قومہ صدر کا بانتظام وعدہ کیا ورنہ نواب محبت خانکو بھی سخت اندیشہ تہا
کہ اب میرا واپس لکھنؤ کو جانا مناسب نہین واللہ اعلم وہان پہونچکر کیا معاملہ پیش آئے و
بخیال اینکہ اہل و عیال سب لکھنؤ مین ہین اونکی مفارقت بھی ناگوار تہی لیکن تفضل حسین خان
علامہ و نواب امیر الدولہ نے نہایت تسلی و تشفی کی و شکایات نواب آصف الدولہ سے
بار بار کہا ہنگام ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر نواب موصوف سے بکمال اعزاز پیش آئے
تعظیم دیکر اپنے برابر کرسی پر بٹہایا و نہایت دلجوئی و خاطرداری کے بعد ازین نواب امیر الدولہ
نواب محبت خان کو لکھنؤ مین واپس لائے و باہم صفائی کرادی چنانچہ نواب وزیر نے ہنگام
ملاقات نواب محبت خان کو خلعت مستعدہ پارچہ کامعہ جیغہ و سرپیچ مرصع و مالائی مروارید
و سرشپر شمشیر و پاکی و اسپ و فیل و غیرہ عنایت فرمایا معلوم کرنا چاہئی کہ قبل ازین ششماہہ مقرر
نواب محبت خان کا سرکار نواب وزیر اودہ سے نہایت دشواری کے سالانہ وصول ہوا کرتا تہا
یعنی کبھی سال مین چھہ ماہ کبھی چار ماہ کبھی آٹھہ ماہ باقی سال در سال سرکار مین چڑہا رہتا تہا بدین جہد
کمال قدر و تکلیف سے اوقات بسر ہوتی تہی کہ جملہ احتیاج ضروریہ مین فرق آتا تہا۔ اوسپر طرہ

یہہ کہ ہر ایک سفر مین نواب وزیر کی ساتھہ جانا پڑتا تہا۔ پس نواب محبت خان
ان امورات سی سخت مجبور و پریشان ہو کر جانب کلکتہ بخدمت نواب گورنر بہادر تشریف
لیگئے تہے مشتے از خروار انیکہ ہنگام روانگی کلکتہ بخیال اتحاد سابقہ نواب مرزا علیخان دلاور
جنگ نے یکصد اشرفی بطور قرض حسنہ طور پر برائے اخراجات سفر مذکور نواب محبت خانکو دی تہین
ہنگام وصول تنخواہ نواب صاحب موصوف نے وہ قرضہ ادا کیا مگر نواب دلاور جنگ کے تا حیات تمسکور
سنت رہے۔ اور اکثر یہہ فرماتے تہے۔ کہ نواب میرزا علیخان نے بہت تنگ وقت پر حق صحبت
کا میرے ساتہہ ادا کیا ہے۔ پس بموجب عہدنامہ مورخہ ۱۵ ماہ اپریل ۱۷۸۷ع سرکار
انگریزی نے بمبلغ پچاس لاکھہ روپیہ لینا نواب آصف الدولہ سے قبول کیا اور تنخواہ خاندان
سردار روہیلہ یعنے اولاد حافظ الملک کے اور تنخواہ کمپو تقیم کانپور اور فتح گڈہ کے سوا دیگر قرارات
ذمہ اپنے کرلی چنانچہ جیسے وظیفہ سالانہ خاندان و حافظ الملک بہادر کا معرفت صاحب
رزیڈنٹ لکنہو کے ملنے لگا بعد ازین نواب محبت خان نے حسب اجازت سرکار بین یعنے
سرکار انگریزی سے سرکار نواب وزیر اودہ سے برائے چند روز اجازت ملک روہیلکہنڈ جانیکی
طلب کرکے روانہ جانب شہر بریلی ہوے عوام الناس مین یہہ مشہور ہو گیا کہ ملک روہیلکہنڈ
نواب وزیر اودہ نے نواب محبت خانکو مسترد کردیا چنانچہ نواب صاحب موصوف تشریف
لاتے ہین اسبات کی عوام لوگون مین نہایت خوشی ہوئی اور صدہا آدمی برائے استقبال بریلی

سے روانہ ہوگئے حتی کہ نواب صاحب موصوف جب قریب شہر بریلی کے پہونچے تو ہزارون آدمی بہر استقبال شہر سے دو چار کوس کے فاصلہ پر جمع ہو گئے تھے ۔

کیفیت عقد نواب محبت خان باجیبہ دالا سجیہ عبد الوہاب خان رسالہ دار

الحاصل بریلی مین پہونچکر پس از چند روز گفتگوے عقد ظہور مین آئی عبد الوہاب خان نے یہہ کہا کہ رامپور مین تشریف لے چلکر عقد کیجئے مین بغیر نکاح ہوئے اپنی دختر کو ہرگز بریلی نہ لاونگا نواب محبت خان نے بوجوہات چند رامپور جانے سے انکار کیا کہ مین وہان نہین جا سکتا آخر کار بعد گفت و شنید بسیار یہہ بات قرار پائی کہ نواب صاحب کیطرف سے کوئی وکیل تلوار و رومال نواب صاحب کا لیکر جائے و عقد نواب صاحب کے نام پر بند ہوا کر عروس کو رخصت کرا لائے چنانچہ اس امر پر عبد الوہاب خان بہی رضامند ہوئے پس مولوی الطاف رسول صاحب نواب محبت خان کی طرف سے رامپور جاکر صبیہ عبد الوہاب خان کو بعد نکاح بریلی مین رخصت کرا لائے ۔ معلوم کرنا چاہئے کہ ازواج نواب محبت خان مین دو محل و چند دیوڑہیان کسیقدر معزز اور کچہہ زنان غیر و خواصین وغیرہ تہین اول محل کلان دختر عبد الستار خان کی بطن سے ایک فرزند نواب محبت خان کا بحیات نواب حافظ الملک بہادر تولد ہو کر صغر سنی مین انتقال کر گیا بعد ازان کوئی اولاد اونکی بطن سے تولد نہوئی دوم نیا محل صبیہ عبد الوہاب خان

بیٹے والدہ امجدہ محمد موسیٰ خان کہ انسے کچھ اور رشتہ داریان بھی قبل سے ہوتی
چلی آئین ہین چنانچہ انکی بطن سے ایک فرزند اول کہ اونکا نام عبدالصمد خان تھا تولد
ہوکر صغر سنی مین انتقال کر گئے پس از چند سال والد راقم یعنی محمد موسیٰ خان اونسے
تولد ہوئے بجز انکے اور کوئی اولاد نواب محبت خان کی اونکی بطن سے نہین ہوئی باقی اور
حضرات اعمام از واج ہاے دیگر سے تھی دو دختر خاندان نواب حافظ رحمت بہادر
سے بھی عبدالوہاب خانکی اعزامین منعقد ہوئین یکی دختر نواب محبت خان نامجد
حسن خان دوم دختر دالفقار خان بہادر کبیر شاہنجان ابن سیف الدینخان دختران خان کہ
جنکی گھیتا حال راسپورمین موجود ہین ورانی شاہ بیگم صاحبہ ریاست نانپارہ
والی ہمشیر علیخان مرحوم وغیرہ بھی انکی اقرباسے تھی یک ہمشیرہ دو برادر خورد اونکی سمیان
عبدالغفور خان عرف ابو خان و سراج الدینخان در شہر لکھنؤ بمحلہ احاطہ مرزا نوربیگ
قیام پذیر رہے عبدالغفور خان نے لاولد انتقال کیا قریب دزیر باغ متصل مقبرہ نواب
محبت خان بہادر کے دفن ہوے و ہمشیرہ خورد بھی لاولد انتقال کیا اور وہین دفن
ہوئین و سراج الدینخان نے بعد ازایام عدد انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان مین دفن ہوے
اولاد سراج الدین خان سمیان احمد خان و محمد خان و دو دختر و یک فرزند دختر کلان
کہ جنکا انتقال ہوگیا ہے ہر چہار شخص صاحب اولاد منور موجودین و عبدالوہاب خان

نے بہنگام سفر کٹہر کمال زئی خانین انتقال کیا اور وہین دفن ہوئے اور زوجہ عبدالوہاب
خان مسماۃ گل بیگم قوم یوسف زئی مین سی تہین سوم چہوٹی ڈیوڑہی یہہ بہی صاحب اولاد
تہین چہارم ڈیوڑہی فرخ آبادی پنجم لکہنؤ والی ڈیوڑہی یہہ دونون لاولد رہین ششم نام
صاحبہ یہہ بہی صاحب اولاد تہین چنانچہ نواب علی اکبر خان خلف کلان نواب محبت خان کے ان کے

کیفیت آمدن شاہرہ خاندان نواب حافظ الملک سرکار انگریزی

بعد انتقال نواب آصف الدولہ و سفر ولی نواب وزیر علیخان جسکی تاریخ کسی کہنے والے
نے یہہ کہی ہے۔ ہوا ہذا تحسین و تکمیٹ رائے دیوان ؛ ہم جعفر و ہم حسن رضا خان
آن مرد بے حیا تقتل ؛ الماس کہ بست تخم مردان ؛ کردند اسیر امیر خود را ؛ از
کرد و فاد کید شیطان ؛ تاریخ اسیرش خرد گفت ؛ بردار سر ستمگران ؛ ۔ تاریخ
۱۲ ۱۲ ۱۲
چہارم شہر شعبان سنہ ۱۲۱۲ ہجری مطابق بست و یکم جنوری سنہ ۱۷۹۸ ع نواب سعادت
علیخان وارد لکہنؤ ہو کر مسند امارت پر بیٹہے اور قریب نصف ملک ریاست متصرفہ
نواب آصف الدولہ بہادر کا سعہ روہیلکہنڈ شامل ملک انگریزی ہو گیا پچیس ہزار روپیہ
تنخواہ شہزادگان بنارس اور قریب لاکہ روپیہ سالانہ اولاد نواب حافظ رحمت
خان بہادر سردار روہیلہ اور سوا لاکہ روپیہ سالانہ نواب نامدار جناب اولاد نواب
احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد نو لاکہ روپیہ معافی داران دیومیہ داران

وجاگیرداران وغیرہ و یک لاکھ روپیہ جاگیر مجیر بیٹا اسمے مدارالدولہ و پچیس ہزار روپیہ جاگیر
الماس علیخان خواجہ سرا و چالیس ہزار روپیہ یاسمی بیقصل حسین خان علامہ ثابت ماتا
ہردولی وغیرہ بقسیم سے علیحدہ کر لیا گیا اور یہ عہد نامہ شہر رجب سنہ ۱۲۱۶ ہجریین مطابق سنہ ۱۸۰۲ ع
بعہد زیدنٹی آنریبل سر ہنری لارنس صاحب بہادر و لفٹنٹ ولیم اسکاٹ صاحب بہادر
مرتب ہوا اور ایک چہاونی انگریزی محاذی دولتخانہ قدیم دریاے گومتی کے پار جو قایم تھی
اوسکو منڈیاون کو گئے بعد ازین حسب درخواست نواب محبت خان سنہ ۱۲۲۲ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۰۷ ع بہ نظر قلت سالانہ مسٹر سٹین صاحب نے رپورٹ اضافہ بوساطت
نواب گورنر جنرل بہادر کمشنر سہند کی ولایت کوروندی چنانچہ مبلغ بیس ہزار پانچ سو
تیرہ روپیہ سالانہ ولایت سے نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ منظور ہو کر مبلغ انوے ہزار
اٹھتر روپیہ سالانہ کہ حسین نواب عصمت اللہ خان و نواب عزت خان و نواب
اکبر خان سہ پسران نواب عنایت خان کہ جو تقسیم اول مین مرحوم رگھی تھے جملہ
خاندان حافظ الملک بہادر پر منقسم ہوا لیکن قبل از آمدن منظوری اضافہ از ولایت
نواب محبت خان کا انتقال ہو گیا اضافہ متذکرہ بالا بعد ازین تقسیم ہوا و نواب
محبت خان کو بسبب سرداری قوم اجازت قیام ملک روہیلکھنڈ کے ہوئی
و نواب محمد دیدار خان نے بھی بوجہ موافقت نواب محبت خان کے قیام اپنا لکھنؤ

مین اختیار کیا اور نواب ارادت خان کے سبب داماد ہونے نواب عبداللہ خان شاہجہان
پور کے شاہجہان پور مین رہے اور نواب حشمت خان نے جائے سکونت شہر مرادآباد
ٹھہرایا نواب محمد اکبر خان نے بوجہ نابینائی خود و والدہ نواب فیض اللہ خان کے رامپور مین رہنا پسند
کیا باقی باخلاف حافظ الملک بہادر یعنے نواب محمد یار خان و نواب دوالفقار خان و نواب
الہیار خان و نواب غلطت خان و نواب غلام مصطفے خان و نواب محمد عمر خان و نواب محمد تسبحا
خان شہر بانس بریلی مین ہیں چنانچہ اولادان سب کی مقامات مذکور مین تا حال موجود ہے
و منجملہ نو دختران حافظ الملک بہادر کی چار صبیہ والا مجیہ صاحب اولاد ہوئین فرزند
دختر کلان غلام محی الدین خان خلف امدار خان و اولاد دختر دویم غلام حسین خان
و غلام حسین خان باخلاف سید محمد خان و اولاد دختر سویم غلام احمد خان و محمد سعید
خان و علی احمد خان باخلاف شاہ محمد خان و اولاد دختر چہارم و دو دختر فقط
کچھ اشخاص ہنوز اولاد دختران سے بھی موجود ہین۔

بیان شہر بریلی

یہہ شہر بلدہ اعظم و دار الریاست ملک روہیلکھنڈ کا ہے عہد سلطنت ہمایون
شاہ خلف بابر شاہ مین سید بگت دیوانا کرقوم برلاس موضع بگت پورہ کہ
متصل شہر کہنہ بریلی کے ہی سکونت رکھتا تھا اور اکثر حیات لمحہ بگت پورہ

پر دخیل ہو کر زر حاصلات دیہات مذکور کا اپنے تصرف مین لاکر رئیس و سردار اپنے قوم کا بنگیا
تہا ایام حیات مین اوسکی دونون بیبی یعنی باس دیو اور ناگ دیو جوان اور کاروبار مین ہوشیار
ہو گئے تہے بعد مرنے جگت دیو کے اوسکا بڑا بیٹا یعنے باس دیو اپنے باپ کا
جانشین ہوا اور ہمایون بادشاہ سے منحرف ہو کر رئیس خود مختیار بنگیا اور ۱۵۴۷ء مین شہر
کہنہ آباد کر کے باس بریلی نام رکہا کثرت استعمال سے باسس بریلی شہرت پذیر ہو گیا باس
دیو مذکور ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرا کے حاکم بنکر اپنے اوقات بسر کرنے لگا کہ اتنک وہ جگہہ
ملبغہ کوٹ مشہور ہے جبکہ ہمایون بادشاہ نے سنہ ۹۶۶ ہج مین مطابق ۱۵۵۷ء کے اس
جہان فانی سے رحلت کی اور اکبر شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس کیا شاہ موصوف
نے واسطے تنبیہ باس دیو کے محمد عباس علی خان افغان غزنیشی کو سہ فوج کے مامور
کیا باس دیو فوج شاہی سے مقابلہ پیش آیا لیکن بعد جنگ و جدال بسیار باسدیو سمیت
ناگ دیو اپنے بہائی کے مارا گیا بعد ازان یمین الملک میرزائی کو تہیگاہ اکبر شاہ سے سند
نظامت بریلی وغیرہ کے مرحمت ہوئی یمین الملک نے شہر کہنہ بریلی مین وارد ہو کر میرزائی
مسجد تعمیر کرائی کہ وہ مسجد اتہنک جعفر خان کے گہر مین جو کہ پرانے شہر مین واقع ہے۔
موجود ہے اور قطعہ زمین بنام میرزائی باغ اتنک مشہور ہے بعدہ بہرہ مند خان
بہرہ یاب عہدہ صوبہ داری بریلی کا ہوا بتاریخ ۱۲ جلوسی الثانی سنہ ۱۰۱۴ ہج مین مطابق

۱۰۱۵ھ کے اکبر شاہ نے انتقال کیا جہانگیر بادشاہ نے تخت شاہی پر جلوس
کیا اس بادشاہ کے تیئس سنہ جلوس میں سلطان علیخان حاکم بیلی کلہ تھا
اور اسکا بھائی علی قلی خان کو حکومت کٹہر تفویض ہوئی جب ۱۰۳۶ھ جلوس مطابق ۱۶۲۶ء
کے جہانگیر شاہ نے انتقال کیا بعد شاہجہان بادشاہ کا عہد ہوا اور سو قت
عبدالسد خان ساکن دارالسلطنت شاہجہان آباد ناظم ملک کٹہر مقرر ہوئی
جب عالمگیر ۱۰۶۸ھ ہجری میں اپنے باپ شاہجہان کو قید کر کے خود بادشاہ بنگیا تب اوسنے
حکومت کٹہر بنام کنور اے پسر ملک خیر اللہ مکوریہ کے سپرد کی کنور اے نے بنا کھیڑا
وغیرہ کا رشہر کہنہ سے جانب غرب کچھ ہٹا کر بمقابلہ پرانی شہر کے نیا شہر
آباد کر کے عالمگیری گنج بنام عالمگیر بادشاہ کے بسایا اور جامع مسجد نیا شہر و شفوری
بادشاہ تعمیر کرائی کہ وہ مسجد آجتک نئے شہر میں موجود ہے اور ایک قلعہ اس مقام پر جہاں
فی الحال انگریزی کنج متصل قلعہ مدنی کے واقع ہے تعمیر کرا کے دارالحکومت اپنا
دیا محلہ کنور پور اور بہاری پور عہد حکومت کنور اے میں آباد ہوئے ۱۱۱۵ھ جلوس مطابق
سنہ ۱۷۰۳ء کے عالمگیر ثانی سلطنت کی نیا میں شاہزادوں کے نزاع واقع ہوا طرح
طرح کے خلل امور سلطنت میں پیدا ہوئے کنور اجیتان کٹہریہ بھی اپنی علاقہ
میں زمیندار خود سر ہو گئے اور ہر طرف فتنہ و فساد اوٹھا ہر ایک زبردست بزور

قوت بارز راجہ اور نواب بنگیا سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین مطابق سنہ ۱۸۱۵ع کے بعد انتقال
فرخ سیر محمد شاہ نے تخت شاہی پر طلب کیا ہر سرکش کا سر دبا دیا و نظامت ملک
کٹہرہ پر نواب عظمت اللہ خان کو کہ جنکا ذکر متضمن بہ بیعت علی محمد خان اوپر بیان ہو چکا
ہے مامور کیا فقط و نواب محبت خان بحسب الحکم نواب آصف الدولہ بہادر کے بشہر
لکھنؤ محلہ رستم نگر مین سکانات لال جی ہرکارہ کہ جو بعہد نواب صفدر جنگ
و شجاع الدولہ مین بہت اقتدار رکھتا تہا۔ اور ایک چاہ تعمیر کردہ اوسکا
محلہ مذکورہ مین جانب شرق زیر دیوار باغ آغا مرزا تا بتک موجود ہے
بعد ازان بسبب کثرت اولاد وغیرہ کے اور مکانات بہی گرد پیش اوسکی خرید
کر جو یہہ سب جگہہ ملکر اسوقت تک بنام کٹہرہ نواب محبت خان مشہور ہے
بیان دیگر۔ اور حافظ الملک بہادر نے ستائیس برس اور چند ماہ
حکومت ملک روہیلکہنڈ کی و بعمر قریب ہشتاد سال انتقال کیا حالات
اخلاق و ہمت و جرأت و سادات پرستی و غربا نوازی حافظ الملک
بہادر کے اخیر مین الشمس مین لکہنا اون کا باعث طول تحریر ہے لیکن مشتے
نمونہ از خروارے کہ جب مسجد پیلی بہیت تعمیر کرائی تو پہلے اوسکی نیو مین اپنے
ہاتہہ سے اینٹہہ جمائی اور یہہ کہا کہ بفضل خدا میہ ازار بند کبہی حرام سر پر نہین کہلا

دویم یہہ کہ حضرت سید خواجہ حسین مودودی چشتی کہ جنکی اولاد سے کچھہ
اشخاص حال سوقت تک بشہر لکھنو موجود ہین بعہد حافظ الملک بہادر
برمانت نواب محبت خان روہیلکھنڈ مین قیام رکھتے تھے درمیان
سید صاحب موصوف و نواب حرمت خان ابن حافظ الملک کسی بات پہ
تکرار واقع ہوئی سید صاحب نی غصہ مین آکر چہرا نواب حرمت خان کے
مارا جس سے اون کا شانہ و گردن کسیقدر زخمی ہوا یہہ خبر حافظ رحمت خانکو
معلوم ہوئی فرمایا حرمت خان زندہ ہے یا مرگیا لوگون نے عرض کی
زندہ ہین مگر زخمی ہوگئے اوس وقت حافظ الملک بہادر نے سجدہ شکر بارگاہ
جناب باری ادا کیا اور کہا الحمد للہ کہ حرمت خان بچگیا ورنہ مین ہرگز
قصاص ایک غلام زادہ کا شاہزادے سے نکرتا اور سید صاحب سے
کبھی اس امر کا کچھہ تذکرہ بھی نکیا وحتی الامکان پشت بقبلہ کبھی نہین
بیٹھے نہ کبھی ناچ دیکھا نہ گانا سنا اہل سنت وجماعت خاندان قادریہ
من جملہ منفی المذہب قریب فضیلت صاحب غیرت جملہ فنون سپہ گری
سے ماہر اپنی دختر انمین سے کسی کا عقد بخبر شب کے دن کو نہین کیا اور سوا
ازستم جہیز و زیور وغیرہ جو کچھہ دنیا و لانا ہو ادیکر حصت کیا سوا اس

اشخاص کے عوام کو خبر ہی نہوتی تھی و نیز دختر [illegible]
عقد سے بطور پر بیوست کرکیون کا عقد دوم [illegible]
تھا غرض کہ ایسا دیندار با وقار ساوات پرہیزگار عالم [illegible]
نوم افغان مین نہین ہوا۔

اسامی دیگر اولاد حافظ الملک بہادر مرحوم سنہ تاریخ و عمر و سنہ انتقال شان و اسامی نبائیر و غیرہ بطور یادداشت تحریر کیجاتے ہین

اول فرزند کلان حافظ الملک بہادر کے نواب عنایت خان [illegible]
عارضہ دردِ شانہ سے ۱۳۱۶ھ وفات پائی والد مرحوم کے انتقال کے

دو فرزند ارجمند اولنسی حضرت ہستی پہ یادگار رہے یعنی یحییٰ خان و زکریا خان

دوئم ہمت خان بعمر دوازدہ سالگی بادجیب ۱۳۲۴ھ [illegible]
ہوے۔ سوئم نواب اراوت خان۔ روز دوشنبہ ۱۲ رمضان
المبارک ۱۳۲۲ھ یکہزار دو صد و بست سنہ ہجری بعمر ۲۴ سال کے
آرام گزین خلد بریں ہوے چہاردہ فرزند و ہفدہ دختر وجود ہستی پہ اون سے

یادگار رہے۔ کرامت اللہ خان۔ سیادت اللہ خان۔ رعایت اللہ خان۔

ہدایت اللہ خان ۴ نبی یار خان ۵ حسن علی خان ۶ علی یار خان ۷ اکبر حسین خان ۸
امیر الدین خان ۹ حسن علیخان ۱۰ محمد رضی خان ۱۱ منیر الدین خان ۱۲ عزیز محمد خان ۱۳
عبد المجید خان ۱۴ - چہارم نواب محبت خان نے اٹھارہ ماہ صفر المظفر
روز جمعہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری بعمر ۴۳ سال بعارضۂ استسقا انتقال فرمایا اٹھارہ ۱۸
فرزند اور چہاردہ دختر او نسے یادگار رہے - علی اکبر خان ۱ و امام بخش خان ۲ -
وحید ر علیخان ۳ و شاہ عالم خان ۴ و محمد منصور خان ۵ و محمد محتشم خان ۶ و محمد شمس الدین
خان - و محمد یوسف خان ۸ و محمد مقیم خان ۹ و محمد حافظ خان ۱۰ و محمد خرد خان ۱۱ و
محمد مہدی ۱۲ علیخان و خدا یار خان ۱۳ و محمد لطیف اللہ خان ۱۴ و شاہ دیان ۱۵ و عزیز ۱۶
خان و محمد موسی خان ۱۷ و نسیم خان ۱۸ - ان سب مین سے امام بخش خان نے نواب
صاحب موصوف کے حیات مین انتقال کیا دو فرزند او نسے یادگار رہے
سعادت خان و مسیح الزمان خان - پنجم نواب حافظ محمد یار خان نے سنہ ۱۲۵۱ ہجری
مین کہ عمر او نکی زاید از نوے سال کے پہونچی تہی انتقال کیا نو فرزند سعادتمند
و چند دختر او نسے پیدا ہوے نصرت یار خان ۱ سعادت یار خان ۲ یار محمد خان ۳
زمان خان ۴ محمد امان خان ۵ محمد احسان خان ۶ برخوردار خان ۷ سالار خان ۸ -
احمد رضا خان ۹ - ششم نواب محمد دیدار خان انہون نے بعمر پنجاہ و ہشت ۵۸

سال ماہ شوال سنہ ۱۲۲۴ ہجری ایکہزار دو صد بست چہار ہجری مین سفر ملک
عاوبان کا اختیار کیا دو فرزند فتح یاب خان و نصیر خان دسہ دختر او سنسے
یادگار رہے۔ ہفتم نواب ذوالفقار خان نے روز دوشنبہ چہارم رمضان
سنہ ۱۲۱۲ ہجری ایکہزار دو صد دوازدہ ہجری مین بعمر چہل و ششش سال کی عزیمت فردوس
برین بشہر لکھنو فرمائی نعش اونکی بریلی مین آئے۔ دہ پسر و چند دختر ازنسی
یادگار رہے۔ ۱ احمد یار خان۔ ۲ حافظ یار خان۔ ۳ ہادی یار خان۔ ۴ جمال الدین خان
۵ کمال الدین خان ۶ جلال الدین خان ۷ بہادر خان ۸ قاسم علیخان ۹ نصیر الزمان
خان ۱۰ امیر الزمان خان۔ ہشتم نواب الہ یار خان نے بتاریخ نہم شعبان
المعظم روز سہ شنبہ سال یکہزار دو صد و چہل و ہشت ہجری بعمر ہشتاد و دو سال
انتقال کیا شش فرزند اقبال مند اونسی ظہور مین آئے ۱ محمد کامگار خان
۲ محمد خدا یار خان ۳ محمد محمود خان ۴ محمد مسعود خان ۵ محمد ابراہیم خان ۶ محمد نعیم خان۔
و چند دختر۔ نہم نواب عظمت خان سال یکہزار یکصد و نود و سہ
سنہ ۱۱۹۳ ہجری بعمر بست و ہفت سال کے روانہ جنت برین کو ہوئے دو
پسر فرخندہ سیر یادگار چھوڑے ۱ محمد آزاد خان و شہزاد خان۔ دہم نواب
حشمت خان نے سال یکہزار دو صد دسی ہجری مین بعمر شصت و چہار

سالکی رحلت ملک بقا کو فرمائی سہ فرزند اونسے یادگار رہے۔ محمد یعقوب
خان فتح خان ایوب خان۔ یازدہم غلام مصطفےٰ خان پنجم ذیقعدہ
روز شنبہ سنہ ایکہزار دو صد و سہ ہجری بعمر سی سال لاولد رحیل ملک بقا
ہوئے۔ دوازدہم نواب محمد عمر خان روز شنبہ بست پنجم ماہ
جمادی الثانی سال یکہزار دو صد و چہل ہجری بعمر شصت و ہفت سال کے بعد
روح اونکی نے طرف روضہ رضوانکی پرواز کی پنج پسر عالیقدر اونسے یادگار
رہے۔ محمد حسین خان۔ عبداللہ خان۔ عبدالرحمان خان۔ محمد خان۔
سعداللہ خان سیزدہم نواب محمد مستجاب خان
روز شنبہ دوم شہر شوال سنہ یکہزار دو صد و چہل و شش ہجری
بعمر ہفتاد و چہار سال کے استراحت فرمائے خلد برین ہوئے
ہفت پسر اونسے صفحہ ہستی پر یادگار رہے۔ محمد احسن خان محمد اسحاق
خان محمد کرامت خان حافظ نعمت خان اکبر علیخان محمد اکبر خان محمد
احمد خان و چند دختر۔ چہاردہم نواب محمد اکبر خان روز شنبہ
ششم ذیقعدہ سال یکہزار دو صد و چہل و شش ہجری بعمر ہفتاد و یکسال
سوئے جنت روانہ ہوئے چہار فرزند اونسے یادگار رہے عبدالمجید خان

محمد[1] طارخان محمد ضیا خان[2] فقط و پسر زادہ ہائی حافظ الملک بہادر پنج
پسر یعنے خان محمد خان و سید محمد خان[3] و میر خان[4] و احمد خان و محمد خان[5] ان
صاحبون کی اولاد سے بھی کچھہ مرد زن ہنوز موجود ہین۔ **بیان عقد**
فرزندان و دختران نواب محبت خان۔ منجملہ ہژدہ پسر
و چہاردہ دختران کی چھہ فرزند و پنج دختر بحیات نواب صاحب مرحوم منعقد
ہوئین ما بقے کا عقد بعد وفات نواب صاحب مرحوم الصدر کی ہوا یعنے علی
اکبر خان پسر کلان نواب صاحب مرحوم با صبیہ نواب ارادت خان مغفور و
امام بخش خان[1] و حیدر علے خان[2] و محمد منصور خان[3] و محمد محتشم خان با دختران
معصومات خان۔ ابن بخشی محمد سردار خان و شاہ عالم خان با دختر نواب
مستجاب خان منعقد ہوئی، و دختر کلان نواب محبت خان کہ جو جملہ
اولاد نواب صاحب مرحوم سے بڑی تہین بہ نواب محمد آزاد خان ابن
عظمت خان مرحوم و دختر دویم بہ نواب کرامت اللہ خان ابن نواب
ارادت اللہ خان مرحوم و دختر سوم بہ نواب خان بہادر خان ابن نواب
ذوالفقار خان بیہہ ہر سہ دختر شاہ عالم خان و محمد یوسف خان و محمد مہ
علیخان کے حقیقی ہمشیرہ تہین و دختر پنجم بہ محمد علیخان ابن نواب

[1] چہارم پسر نواب احمد یار خان ابن نواب ذوالفقار خان ابن نواب اسد یار خان ابن نواب دلاور خان

محمد خان ہمشیرہ زادہ نواب حافظ الملک بہادر منعقد ہوئی نواب
حیدر علی خان کی حقیقی ہمشیرہ نہیں - بیان عقد فرزندان و دختران
کہ جو بعد وفات نواب محبت خان کے ہوئے ہیں

محمد شمس الدین خان با صبیہ نواب محمد دیدار خان و محمد یوسف خان و
محمد مقیم خان و محمد لطف اللہ خان شاہ ولی خان و غیرہ خان با دختران
نواب ارادت خان منعقد ہوئی و خدا یار خان با دختر نواب حشمت خان
منعقد ہوئے و خسرو خان و نسیم خان با دختران نواب محمد یار خان منعقد ہوئے
و محمد حافظ خان با دختر نواب یحیی خان ابن نواب عنایت خان منعقد ہوئی و محمد
علیخان با دختر نواب ذوالفقار خان کہ بہنوا خان بہادر خان کی حقیقی ہمشیرہ
تہیں منعقد ہوئی و محمد موسی خان با صبیہ محمد عثمان خان خلف نواب محمد خان ہمشیرہ
زادہ حافظ الملک بہادر منعقد ہوئے و زوجہ محمد عثمان خان نواب ذوالفقار خان
کی دختر و ہمشیرہ حقیقی جمال الدین خان کی تہیں دو فرزند سمیات یعقوب علیخان
و یوسف علیخان اور ایک دختر یعنی زوجہ محمد موسی خان کی تہیں بنا بخہ یعقوب
علیخان نے پس از چند سال زمانہ غدر کے انتقال کیا و مقبرہ نواب حافظ الملک میں
دفن ہوئے انہوں نے اپنا عقد نہیں کیا بہادر دلیشیانہ مزاج آدمی تھے و علی

بہی بعد زمانہ عذرا انتقال کیا و مقبرہ حافظ الملک بہادر مین دفن ہوئے یہ
دختر نواب فتحیاب خان ابن نواب محمد دیدار خان سے منعقد ہوئے تہے لیکن اون
زوجہ سے کوئی اولاد انکی نہین رہی مگر زوجہ ثانیہ سے کچہہ اولاد یوسف علیخان کے
تا حال شہر ریلی مین موجود ہے معلوم کرنا چاہیے کہ زوجہ نواب محمد موسی خان اپنی
ہر دو برادران سے عمر مین بڑی تہین اور یہہ بہی معلوم کرنا چاہیے کہ خدا یار خان محمد منصور
خان کی حقیقی بہائی تہے۔ اور حافظ محمد محتشم خانکی عینی بہائی تہے و منجملہ اخلاف نواب
محبت خان کے محمد محتشم خان و محمد مہندی علیخان و محمد موسی خان نہایت وجیہ و شکیل ہے

بیان عقد دختران نواب محبت خان کہ جو بعد وفات نواب صاحب موصوف سے منعقد ہوئین۔

یکے بہ نواب سعادت یار خان ابن نواب محمد یار خان دویم و سویم بہ جمال
الدینخان و کمال الدینخان ابنای نواب ذوالفقار خان چہارم بہ علی مرزا نخان
ابن نواب محمد یحیی خان پنجم بہ محمد حسین خان از اقربا بر و والدہ ماجدہ محمد موسی خان ششم
بہ یار محمد خان ابن نواب محمد یار خان ہفتم بہ حسن علیخان ابن نواب ارادت اللہ خان
بہ محمد لطف اللہ خان کی حقیقی ہمشیرہ تہین اور خاندان نواب حافظ الملک
بہادر مین حصہ دختران شرعی طور پر کبہی تقسیم نہین ہوا قاعدہ یہہ رہا کہ ہنگام

عقد جو کچھہ از قسم زیور و جہیز وغیرہ لڑکیون کو دیدیا گیا وہی انکو ملا الا بعض
دختران کو کہ جنکی شوہرون کے مشاہرہ قلیل اور آمدنی کم سمجھی گئی انکی نام کچھہ
مشاہرہ رمانیاً مقرر کردیا گیا چنانچہ بنام زوجہ محمد علیخان چہل روپیہ ماہوار و بنام
زوجہ علی مردانخان بست روپیہ ماہوار و بنام زوجہ محمد حسن خان پانزدہ روپیہ
ماہوار بطور پرورش مقرر کردیا گیا تہا اور موافق اسکے دستور دختران دیگر اخلاف
نواب حافظ الملک مین بہی جاری رہا یعنی کسی دختر نے حصہ حسب دستور
شرح بہنین پایا و حیات نواب محبت خان مین دو فرزند صاحب اولاد ہوے یعنے
امام بخش خان و حیدر علیخان پسران امام بخش خان مسمیان سعادت خان
و سپہ الزمان خان و فرزند حیدر علیخان مسمی دوست محمد خان لیکن دوست محمد خان بے حیات پدر عمر
قریب بچہل سال پاکر انتقال کیا۔ ایک دختر اولنسی باقی رہی تہی وہ بہی کم سنی مین
مرگئی۔ بیان دیگر۔ ازواج نواب محبت خان سبکی بعد نیا محل والدہ محمد موسے
خان کا انتقال ہوا العمر بیاسی سال سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین ہوا اور والدہ نیا محل یعنے
کلن بیگم صاحبہ نے قریب عمر یکصد سال سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین رحلت کی و قریب مقبرہ نواب
محبت خان کے بہ زمین دریا باغ دفن ہوئین یہہ قوم یوسف زئی ہین و حلیہ اخلاف
نواب محبت خان مین سبکی بعد محمد موسی خان نے ۱۹ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین روز

چہار شنبہ بعمر بہتر سال انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان مین دفن ہوے
و زوجہ نواب محمد موسی خان نے بعمر اہتر سال بعارضہ اسہال کبدی بتاریخ دوازدہم شہر
شوال سنہ ۱۲۹۹ ہجری روز یکشنبہ قضا کی و مقبرہ نواب محبت خان مین دفن ہوئین و
دختران نواب محبت خان مرحوم سی سبکے بعد زوجہ بابو محمد خان کا انتقال سنہ ۱۳۰۱ ہجری
مین ہوا۔ و ازواج فرزندان نواب صاحب موصوف سے سبکی بعد زوجہ شاہ دلیخان
کا انتقال بعمر زاید از نود سال سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین لاولد ہوا۔

بیان عقد فرزندان و دختران نواب محمد دیدار خان

محمد فتحیاب خان با دختر اخوند محمد شیر خان از انعال شریف باشندہ رامپور منعقد
ہوے۔ و محمد نصیر خان با صبیہ نواب ارادت خان منسوب ہوے لیکن ہنوز عقد نہوے
پایا تہا کہ نصیر خان نے زوجہ ثانیہ کرلی بدیوجہ صورت عقد با صبیہ نواب ارادت خان
ظہور مین نہین آئی اوس نیکبخت بی بی نے تکتدا انتقال کیا۔ یہہ زوجہ لطف اللہ خانکی
ہمشیرہ خوردہ تہین و دختران محمد دیدار خان سے کلان و خوردہ با ابنائے نواب ذوالفقار
خان یعنے دختر کلان بہ حافظ یار خان و دختر خوردہ بہ نصیر الزمان خان و صبیہ اوسط
بہ محمد شمس الدین خان ابن نواب محبت خان سے منعقد ہوئین دختر کلان نواب
محمد دیدار خان نے لاولد انتقال کیا و دختران اوسط و خورد کی اولاد سے کچہ

مرد و زن تا حال موجود ہین۔

بیان ملازمت بزرگان نواب حافظ الملک بہادر

خاندان حافظ الملک سے قبل از غدر بھی بعض اشخاص نے روزگار کیا ہے

چنانچہ عمو صاحب قبلہ نواب محمد خان خلف نواب عمر خان ابن حافظ الملک

شہر لکھنؤ مین اول بعہدہ کلکٹری چند سال و بعدہٗ بزمانہ حضرت واجد

علیشاہ بعہدہ وکالت کئی سال تک مامور رہے و خطاب شوکت الدولہ پایا

بعد زوال سلطنت واجد علیشاہ اذکو اپنے ساتھ کلکتہ لیگئے وہان انہون نے

انتقال کیا لاش انکی بریلی مین آئی و بہ مقبرہ حافظ الملک بہادر

دفن ہوئے و نواب ہادی یار خان و نواب نصیر الزمان خان ابنائے نواب

ذوالفقار خان ابن حافظ الملک بریاست رامپور بزمانہ نواب احمد علیخان

و نواب محمد سعید خان بعہدہ وکالت پر مامور رہے علاوہ ازین اور دو چار

اشخاص ہی خاندان حافظ الملک سے ریاست رامپور مین بزمرہ امتیازیان ملازم

رہے و نواب خان بہادر خان ابن نواب ذوالفقار خان سرکار انگریزی

مین صدر امین رہے و نواب احمد یار خان ابن نواب ذوالفقار خان بعہد

نواب ناصر جنگ و حشمت جنگ و مظفر حسین خان خلف نواب احمد یار خان

نخ آباد مین نایب الریاست رہے۔ وحسن علیخان عرف حسو خان ابن نواب
محمد مستجاب خان خلف حافظ الملک مرحوم سرکار انگریزی مین رسالہ دار رہے
وبرادر محمد مختار علیخان مرحوم ابن نواب محمد ضیاخان خلف نواب اکبر خان ابن حافظ
الملک بہادر ریاست ٹونک مین بامیہ مشہیرہ نواب وزیر الدولہ بہادر یعنے
بدختر غلام قادر خان منعقد ہوئے وبعہدہ وکالت نیابت جیپلی ماموررہے، اور اونکے
فرزند صابر علیخان بعہدہ وکالت رسیدہ شتی جے پور مین منجانب دربار ٹونک ماموز
ہین وراقم الحروف بھی قبل ازین چند سال مشیر سخن جناب نواب صاحب بہادر
حال کا بدشاعری مین رہا ونیز اکثر خدمات اہل خاندان یعنے صاحبزادگان والا
شان وغیرہ معہ جناب نائب صاحب مدت ہمکاب رہا وگرد شرفا شہر قریب پچاس آدمی کے فن
شاعری مین بریاست ٹونک میرے شاگرد ہین جو کہ میرے آمد ورفت کو اس
مقام پر عرصہ قریب پنجاہ سال کے گذرا لہذا حضرات ٹونک محاورات اردو سے
کسقدر زیادہ واقف میرے ہی باعث سے ہوئے بقول خود ۵ زبان لکھنؤ
سے گلفشانی ٹونک مین کرکے پکیا گلزار رہنے دامن کہسار کو دیکھو ۵ و
بالفعل بعہدہ وکالت ایجنٹی بھوپال مین بمقام سیہور ریاست ٹونک کے طرف
سے ماموز رہے۔ لیکن اب جو بچشم غور دیکھا گیا تو بجز دو چار حضرات صاحب لیاقت

وذی شرافت کی دیگر اشخاص تو نک خود میرے ارشاد ہیں ہر ایک کو
یہاں خود مطلب پایا ؎ کس نیا موخت علم تیر از من ؛ کہ مرا عاقبت نشانہ
نہ کرد ؛ ؎ یہہ تہان سنگدل تیر کے پہنچی ہے ؛ مردن سر ہنے کڑایا
اسد کہسار ہیں ؛ ع - جملہ اشخاص کو مطلب آشنا پایا ۔ ع - ہیں
صنعے چشم امید تہی وہی آنکہ ہمسے چرا گئے ؎ راست گو ہانا جیسے ہمنے
وہ نکلا کج سرشت باتوں میں اوراہیں رفتار میں گفتار میں ؛ القصہ ریاست
رامپور بعد شہادت حافظ الملک زیر حکومت نواب وزیر الدولہ ایک مدت
تک رہے ۔ چنانچہ نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان جب اپنے
برادر کلان یعنے نواب محمد علیخان کو ہلاک کر کے خود مسند نشینی پا گئے
سرداران فوج ہو گئے ۔ اسی وجہ نواب محمد علیخان کہ وہ دوندیخان بہادر
بہرام جنگ کے پوتی اور نواب احمد علیخان کی والدہ تہیں اوان کے عوض بطور
استعانہ نواب آصف الدولہ بہادر کو پہونچی نواب آصف الدولہ بہادر
نے لکھنؤ سے فوج کشی کر کے نواب غلام محمد خان کو شکست دی کہ جس
میں بخشی خان وغیرہ رسالہ دار مارے گئے اور یہہ لڑائی سنہ ۱۲۰۹ ہجری سنہ ۱۷۹۴ عیسوی
رمیہر واقع ہوئی در امپور میں آکر نواب احمد علیخان ابن نواب محمد علیخان کو

اپنے خسر سے بہنگام طفولیت مسند نشین ریاست کیا اور نصر اللہ خان ولد نواب عبد الصمد خان کو نایب قرار دیا و بمصارف جنگ پرگنہ شاہ آباد و دیگر مقامات وغیرہ بجمع چھ لاکھ روپیہ سالانہ کی ریاست رامپور سے نکال کر اپنے ملک میں شامل کر لیے و رامپور وغیرہ بجمع نو لاکھ روپیہ سالانہ نواب احمد علیخان کو مرحمت کیا بعد ازاں جب ملک روہیلکھنڈ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۱ع کے قبضہ نواب وزیر اودھ سے نکلکر سرکار انگریزی میں آیا جیسے ریاست رامپور تحت سرکار انگریزی ہو گئے و حسب دستور قدیم صاحب کمشنر بہادر بریلی ایجنٹ رامپور رہتے ہیں نواب احمد علیخان تا حیات در زمانہ ریاست خود اولاد نواب حافظ الملک سے بہنگام ملاقات برادرانہ طور سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری میں جو انتقال نواب محبت خان کا لکھنؤ میں ہوا تو والدہ صاحبہ نواب احمد علیخان مرحوم کی کہ وہ دوندی خان بہادر بھرام جنگ کے پوتی تھیں۔ اور دوندیخان بھادر حافظ الملک بہادر کے چچازاد بھائی تھے برسم تعزیت بریلی میں پامس زوجہ کلان نواب محبت خان کے کہ وہ بوجہ ناموافقت نواب صاحب مرحوم کے بریلی میں قیام رکھتی تھیں۔ آئیں اور چالیس روز

ملک دہلی رہین بعد وفات نواب محبت خان مرحوم کے بادو سہ برادران
دیگر یعنی نواب حیدر علیخان و محمد یوسف خان وغیرہ بمقدمہ نیابت حاکم
مشاہرہ خاندان حافظ الملک کہ جو سرکار انگریزی سے بعد انتقال نواب
محبت خان کے منظور ہوکر آیا تھا بریلی کو گئے تھے۔ چنانچہ اوہیں دنوں میں
انتقال والدہ صاحبہ نواب احمد علیخان بہادر کا ہوا پس بایں نواب
محمد اکبر خان مرحوم ابن حافظ الملک نواب علی اکبر خان بھی سمع برادران
و چند رفقاء دیگر بر سم تعزیت بریلی سے رامپور کو گئے نواب احمد علیخان
بہادر نے محلسرائے خاص میں نواب علی اکبر خان کا قیام کرایا۔

پہلے نواب علی اکبر خان سمع برادران وغیرہ برائے
فاتحہ خوانی نجدمت نواب احمد علیخان بہادر گئے روز دیگر نواب
احمد علیخان بہادر قیام گاہ نواب علی اکبر خان میں برائے ملاقات آئے دیر
تک تشریف لائے و نواب محبت خان مرحوم کی فاتحہ خوانی کی و لفظ مامون
صاحب کا کہکر نواب علی اکبر خان سے گفتگو کرتے تھے بدینوجہ کہ والدہ انکی
نواب دوندے خان بہادر کے پوتی تھیں و تا قیام رامپور کوئی وقیقہ مہمان داری
کا فروگذاشت نہیں کیا چنانچہ قریب ایک ہفتہ کے نواب

علی اکبر خان رامپور مین قیام کرکے واپس آئے دوم یہہ کہ بزمانہ
ریاست نواب احمد علیخان نواب محمد سعید خان بہادر معہ ہر دو فرزندان
خود یعنی نواب محمد یوسف علیخان بہادر مرحوم و نواب کاظم علیخان بعہد
بادشاہت مرزا غازی الدین حیدر بہادر شاہ اودہ لکھنؤ مین تشریف
لاکر محلہ رستم نگر مارہ دری میر غلام حسین مین عقب کٹرہ نواب محبت خان
بہادر مرحوم قیام پذیر چند مدت رہے ادس زمانہ مین نواب محمد سعید خان
بہادر سے بہی اختلاف نواب محبت خان بہادر سی طور رہگا نگت میل جول و
آمد رفت رکہے بعد ازین نواب امداد اللہ خان خلف نواب نصر اللہ خان
مرحوم لکھنؤ مین آئے و اولاد نواب محبت خان سے یگانہ وار ملتے رہے چنانچہ
والد راقم الحروف یعنی نواب محمد موسی خان و نواب امداد اللہ خان سے
کمال ربط ضبط بڑہگیا تہا بعد ازین بزمانہ سلطنت واجد علیشاہ
نواب امداد اللہ خان دوبارہ لکھنؤ مین آئے اور والد راقم سے
برادرانہ طور سی ملے اس ارتباط کو راقم نے بچشم خود دیکہا ہے و
نواب امداد اللہ خان صاحب اوندنون چند ماہ لکھنؤ مین رہکر مجنون ہوگئے
تہے چنانچہ اوسی حالت مین رامپور واپس گئے۔ مگر وہان جاکر بعد معالجات

بسیار صحت پائی و فیما بین خاکسار و صاحبزادہ محمد مبارک علی خان مرحوم
خلف نواب محمد سعید خان بہادر مغفور کمال ارتباط رہا صاحبزادہ صاحب
موصوف الصدر میرے حال پر کمال عنایت کرتے تھے۔ وہ میرے خطوط میں
حسب قاعدہ قدیم لفظ بھائی صاحب کا راقم کو تحریر فرماتے تھے صاحبزادہ
محمد حسن رضا خان عرف دولہ صاحب خلف نواب احمد رضا خان
عرف پیارے صاحب بالفعل فن شاعری میں راقم کے شاگرد ہیں ایک مرتبہ
خاکسار بھی بعہد ریاست نواب مشتاق علیخان بہادر مرحوم برائے چند روز
صاحبزادہ محمد مبارک علیخان صاحب مرحوم کے ملاقات کیواسطے
رامپور گیا تھا۔ صاحبزادہ صاحب مرحوم تا قیام راقم کمال خاطرداری و
مہمان نوازی سے پیش آئے اور جسقدر کہ میرا قصد قیام رامپور کا تھا اوس
سے زیادہ دنوں تک انہوں نے ازراہ اخلاق مجھکو رامپور میں ٹھہرایا خلاصہ یہ ہے
کہ بعض دیگر اشخاص بھی اولاد نواب حافظ الملک بہادر سے بالفعل ببرکار
انگریزی و بعض بریاست ہائے دیگر ملازم ہیں چنانچہ فرزند راقم سلطان
احمد خان عرف نواب بہادر از ایام شیرخوارگی محض بہ نظر عنایت جناب
راجہ صاحب بہادر ریاست نا نیارہ کے ملازم ہیں و محمد علیخان خلف نواب

محمد عثمان خان مرحوم بھی بمد خوش نویسی ریاست مذکور میں ملازم ہیں
و محمد افضل علیخان عرف بنی صاحب بمقام لکھنؤ کچہری وٹپی کمشنری
میں ملازم ہیں و محمد باقر علیخان ریاست حیدرآباد میں ملازم ہیں و غیرہ
اور اکثر اشخاص بھی اولاد نواب حافظ الملک سے بہ ریاست سرکار انگریزی
و ریاست ہائے دیگر میں جا بجا ملازم ہیں کہ حال ملازمت ہر ایک شخص
کا لکھنا باعث طوالت کتاب ہذا ہے۔

اسامی بعض شعرائے خاندان حافظ الملک بہادر

نواب محبت خان تخلص محبت صاحب دیوان اردو و فارسی و پشتو
و مثنوی مستی بھی نواب علی اکبر خان تخلص عاشق نواب محمد منصور خان
تخلص مہر صاحب دیوان نواب محمد مقیم خان تخلص مقیم صاحب دیوان
فارسی گو نواب خان بہادر خان تخلص منصور نواب محمد مظفر یاب خان
تخلص راسخ صاحب دیوان اردو و فارسی حکیم محمد حسین خان صاحب
تخلص ضیا محمد عابد علیخان تخلص خورشید احمد حسن خان تخلص موسیٰ
صاحب دیوان محمد عبد العزیز خان تخلص عزیز بریلوی صاحب دیوان
نیاز احمد خان تخلص ہوش بریلوی صاحب دیوان۔ محمد مختار

خان تخلص تمنا صاحب دیوان - محمد صابر علی خان تخلص صابر صاحب دیوان
محمد علیخان تخلص قمر صاحب دیوان - خاکسار محمد سلیمان خان تخلص اسد -
صاحب دیوان - علاوہ اشخاص متذکرہ بالا کے اور بھی اکثر لوگون کو
چیزی بچیزی ذوق شعر گوئی کا رہا ہے کہ نام ہر ایک کا لکھنا باعث طوالت ہے

شعر - شاعری جزویست از پیغمبری جاہلانش کفر گویند از خری

بیان آمدن مرزا جہاندار شاہ بشہر لکھنؤ

بعہد حکومت نواب آصف الدولہ بہادر مرزا جہاندار شاہ کسی بات پر ناراض
ہوکر دہلی سے لکھنؤ مین تشریف لائے نواب آصف الدولہ خبر آمد شاہزادہ
صاحب سنکر تا بیرون شہر استقبال کو گئے اور کمال اعزاز و اکرام
سے لاکر بسند باغ مین اوترو ایا اور نہایت فرمانبرداری اور اطاعت سے
پیش آئے ہر روز شاہزادہ صاحب کے سلام کرنیکو بسند باغ مین
آیا کرتے تہے شاہزادہ صاحب سید شاہ خواجہ حسین صاحب سے کمال
اعتقاد و محبت رکہتے تہے سید صاحب بہی خدمت شاہزادہ صاحب مین
اکثر جایا کرتے تہے چنانچہ یہی باعث ملاقات نواب آصف الدولہ بہادر
اور سید صاحب کا ہوا اور شاہزادہ صاحب نے [illegible]

سید جواد حسین صاحب کو نواب محبت خان کو یاد فرمایا ہنگام ملازمت
بکمال مراحم خسروانہ پیش آئے و بہ خطاب مظفر الدولہ حافظ الملک محبت خان
بہادر شہامت جنگ مخاطب کیا اور ہمواره حاضر ہونیکی اجازت دی چنانچہ
نواب محبت خان بھی اکثر خدمت شاہزادہ صاحب عالمین جایا کرتے ایکروز
شاہزادہ صاحب نے تخلیہ مین نواب محبت خان سے کہا کہ شاہ عالم بیمار
بیکار ہو چکے ہین و امور ات سلطنت تمام درہم برہم ہو گئے اور ہوتے
جاتے ہین اب میرا قصد یہ ہے کہ دلی پر فوج کشی کرکے شاہ عالم کو
قید کرون اور تخت نشین ہون تم ہمارا ساتھ دو بیگانہ بھی طلب
کرو بیگمات ہمارے ملازم اپنا کرو اسلئے اور ہمارے ساتھ چلو انشاء اللہ
تعالی بروقت تخت نشینی خدمت وزارت تمہاری سپرد کیجائیگی نواب
محبت خان شاہزادہ صاحب کی اس بات کو بازی طفلانہ سمجھی لیکن بخیال
دور اندیشی اپنے برادر نواب محمد وحید ار خان ابن حافظ الملک بہادر کو
خدمت شاہ چھترا صاحب مجذوب مین کہ وہ اکثر اونکی خدمت مین جایا
کرتے تھے برای کشود اس کار کے بھیجا کہ دیکھو شاہ صاحب سو صوف
اس باب مین کیا فرماتے ہین چنانچہ نواب محمد وحید ار خان خدمت شاہ چھترا

صاحب بین کہ سبکا مزار قریب سڑک جدید تا حال ستمبر لکھنؤ میں قریب
چوک موجود ہے گئے اور اشارتاً اون کا استہزا کیا تو اوس وقت
شاہ صاحب نے اپنی ٹوپی میں دو تین مرتبہ یہہ کہا کہ این بادشاہ شطرنج است
و او سپہ و دو فیل دارد۔ باقی ہیچ نیست یہہ بات شاہ صاحب کی
نواب محمود بہار خان واپس آئے اور نواب محبت خان سے بیان کیا
پس نواب محبت خان شاہزادہ صاحب سے ملنے کے واسطے
جانا محض بیکار سمجھے اور عرض کیا کہ حضور تشریف لیجائیں جس انتظام میں ہی
روپیہ کو طلب کرے اور اپنا سامان سفر درست کرکے عنقریب ہمراہ
رکاب سعادت انتساب ہو جاؤنگا۔ بعد ازیں شاہزادہ صاحب نے
بلوچ معہ تفنگ و توپ گرفتاری شاہ عالم لشکر کشی کی اور دہلی پہنچکر انتظام
لشکر کی ہوئی انجام کار شاہزادہ صاحب بے نیل مرام شکست کھا کر
باسعد و چند روز دہلی لکھنؤ میں با دو اسپہ و دو فیل واپس آئے کہنا
شاہ چہرہ صاحب کا پیش آیا اس مرتبہ نواب آصف الدولہ بہادر شاہزادہ
صاحب کے ساتھ ویسی خاطرداری و مدارات پیش آئے آخر الامر
شاہزادہ صاحب موصوف لکھنؤ سے روانہ بنارس ہو کر وہیں

قیام رکھا کہ تا حال اولاد اونکی شہر مذکور مین موجود ہے نقل ہے
کہ جب نواب آصف الدولہ بہادر نے شادی نواب وزیر علی خان کا جلسہ کیا
تو اوسمین جملہ رؤسائے کرو و نواح کو جمع کیے شریک کیا محفل مین
جب نواب مظفر جنگ رئیس فرخ آباد آئے تو جملہ رؤسا نے اونکی
تعظیم کی مگر نواب محمد علیخان رئیس رامپور نے تعظیم نہ کی کسی شخص نے
اہل جلسہ مین سے نواب مظفر جنگ سے کہا کہ نواب محمد علی خان نے آپکی
تعظیم نہ کی اسکی کیا وجہ نواب موصوف نے کہا کہ یہ امر خلاف مزاج گذرا تھا
اوس شخص کو جواب دیا کہ جب میری تعظیم نواب محبت خان نے کی تو مجکو
نواب محمد علی خان کی تعظیم کی کیا حاجت ہے چنانچہ اسبات پر باہم
رئیس فرخ آباد و رئیس رامپور کے کچھ مساوی ہوتی تھی رکھیا و اکثر اشخاص
کی زبان سے سنا و مصنف عمدۃ السعادت نے بھی لکھا ہے۔ کہ نواب
محبت خان سا رئیس و جہیز و تکمیل صاحب لیاقت و غیرت و حمیت بہت
کم نظر سے گذرا ہے و جناب سید محسن صاحب مرحوم خلف اکبر سید خواجہ
حسین صاحب مغفور کہ جنکا چند سال بعد زمانہ حذا انتقال ہوا ہے راقم سے
تقسیم فرماتے تھے کہ بعض اوقات عہد نواب آصف الدولہ مرحوم آیدم نواب محبت خان سا

خوبصورت آدمی نہین دیکھا۔ بیان دیگر۔ نواب محبت خان کا
طریقہ شہر لکھنؤ مین نواب وزیر اودہ سے بیشتر رہا کہ آٹھوین روز جمعہ
کے دن ملاقات کو جاتے تھے اور نواب وزیر اودہ تعظیم دیکر اپنے پاس
بٹھاتے تھے اور برادر کہکر گفتگو کرتے تھے نواب محبت خان
عیدین وغیرہ مین نچھاور کرتے تھے نذر کبھی نہین دی وتقریب
شادی وغمی وغیرہ مین نواب وزیر اودہ خود نواب محبت خان کے
مکان پر آتے تھے ویا اپنے ولیعہد کو برائے مشارکت بھیجتے تھے
چنانچہ ابتداء عہد نواب سعادت علیخان مین انتقال نواب ذوالفقار خان کا نواب
محبت خان سے ملنے آئے تھے لکھنؤ مین ہوا برسم فاتحہ خوانی نواب
سعادت علیخان نے میر غازی الدین حیدر کو کہ پوتے نواب کا تھا بھیجا اور
آخر مین یہی شاہ اودہ اول بھی ہوئے۔

و نواب سعادت علیخان خود بھی ایکمرتبہ نواب محبت
خان کے مکان پر آئے مگر آخر زمانہ مین کسیقدر شکر رنجی واقع ہوکر
ملاقات ترک رہی اوسکی وجہ یہہ کہ نواب سعادت علیخان نے کسی اپنے
معتمد کو نواب محبت خان کے پاس بھیجا اور اون کی زبانی یہہ کہلا بھیجا

کہ ہمارے مرضی یہہ ہے کہ باہم ہماری اور تمہارے کچھ رشتہ داری
بھی ہو جاوے یعنے اپنی لڑکیان ہمارے لڑکون کو دو اور ہماری
لڑکیان اپنے فرزندون کے واسطے لو نواب محبت خان نے یہ خیال
کر بات پندو چند اسباب مین انکار کیا اور بجواب یہہ کہا کہ نواب
صاحب والی ملک ہین اور مین ایک قیدی پس اس قسم کی نسبتین
برابری مین رہتی ہین - مصرعہ - ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا - یہ سیری اونکی زمین آسمان کا فرق ہے - یہہ جواب نواب
محبت خان کا نواب سعادت علیخان بہادر کو بہت ناگوار
گذرا ظاہر مین خاموش ہو گئے بعد ازین حسب دستور قدیم نواب
محبت خان ہر روز جمعہ نواب سعادت علیخان کی ملاقات کو گئے -
تو ورود دولت پر ایک مرد ہی نے کہا کہ نواب صاحب اسوقت تخلیہ مین
ہین حضور ذرا توقف کرین تاکہ مین اطلاع کر دون نواب محبت
خان کو یہہ امر نہایت ناگوار ہوا اور دلمین سمجھ گئے کہ شاید نواب صاحب
مجھسے کشیدہ ہین ورنہ یہہ بات خلاف دستور ہے معنے دار دکس
واسطے ان کی سواری اندرون در دولت پہنچا دیجاتا ہے غیرہ

جایا کرتی تھی فوراً وہان سی سواری پہیر کر مکان پر چلے آئے اور تا
بحیات پہر کبھی نواب سعادت علیخان بہادر کی ملاقات کو نہین گئے
چنانچہ وہ اسی رنج کا سبب تہا کہ جب سنہ ۱۲۱۹ ہجر مین نواب سعادت
علیخان بہادر نے درگاہ جناب عباس محلہ رستم نگر مین متصل کوٹہ نواب
محبت خان تعمیر کرائی تو زمین اصطبل نواب محبت خان نے درگاہ مین شامل
کرنے کو طلب کی نواب محبت خان نے انکار صاف کر دیا اور یہ کہا
کہ میرے رہنے کو خود یہان مکانات کی قلت ہی مین اور زمین لیا چہتا
ہون - دینا کیسا - اس باب مین نواب سعادت علیخان نے جانبلیضا حب
بہادر رزیڈنٹ لکہنؤ کی بہی سفارش اٹہوائی مگر نواب محبت خان نے
انکار محض کیا آخر الامر نواب سعادت علیخان بہادر نے مجبور ہو کر
سید خواجہ حسین صاحب مسبوق الذکر سی کہ نواب محبت خان
کا اور میان صاحب موصوف کا اتحاد و دوستی مشہور خلق ہے
یہہ محبتین سنی نہ دیکہین کہا کہ میان صاحب وہ زمین اصطبل
نواب محبت خان سی تم دلادو پس میان صاحب نے وہ زمین اصطبل نواب
محبت خان سی آپ طلب کر کے نواب سعادت علیخان کو دیدی

چنانچہ شرقی عمارت درگاہ مذکور کی تا تحریر ہذا اوسی زمین پر واقع ہے

کیفیت بنائے درگاہ جناب عباس بمقام لکھنؤ محلہ رستم نگر

معلوم کرنا چاہیئے کہ میرزا فقیرا نامی ایک شخص لکھنؤ محلہ رستم نگر مین ستصل کٹرہ نواب محبت خان بہادر مرحوم رہتے تھے انہون نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ کوئی بزرگ اون سے فرماتے ہین کہ ہمارا علم میدان شہر جانب مغرب گنج دسوہی باغ گڑا ہوا ہے تو اوسے جاکر نکال لا میرزا مذکور نے یہہ خواب اپنا روز دیم اپنے احباب سے بیان کیا اون لوگون نے یہہ کہا کہ چلو اور چلکے تلاش کرین - میرزا فقیرا نے کہا کہ خواب کا کیا اعتبار ہے خدا جانے صحیح ہو یا غلط اسکی دو چار روز بعد پھر میرزا فقیرا نے بیان کیا کہ مین نے وہی خواب پھر دیکھا کہ وہ بزرگ از سر نو خطاب مجھسے فرماتے ہین کہ تو جاکر وہ علم ہمارا وہان سے کھود نکال لا تا پس اونکی احباب نے کہا کہ ضرور چلنا چاہئی چنانچہ میرزا فقیرا سمیت دو چار احباب بہم ہو کر اوس مقام پر کہ جو خواب مین دیکھا تھا گئے اور دو ایک جگہہ زمین کھودی چنانچہ تیسری جگہہ جب

قریب نصف قد آدم کہو وا تو ایک علم بہرت کا سہ شاخہ وہا سے
برآمد ہوا اون سب لوگون سے اوسی چوپار کلاب کیوڑہ مین طاہر کرکے
لے آئے اور بیرزا فقیر سے کہا کہ بیشک تمہارا روبائے صادقہ تہا دیکھو حضرت
عباس کا علم برآمد ہوا بیرزا مذکور نے اوس علم کو لاکر اپنے بالاخانہ کی طاق
مین نہایت تعظیم و تکریم کی ساتہہ رکہا رفتہ رفتہ اس علم کے برآمد ہونے کی
خبر اہل شہر کو پہونچی کچہہ بڑہیان وغیرہ منت مرادین مان کر نکین کیلئے
مقصد پورا ہوا ایک بکا ہنوا بعد از چند روز نواب اصف الدولہ بہادر
مرحوم کسی اپنے خواص سے پوچہا ہے اور بیرزا کہ کل تمہری آنکہ کہوا
ڈالون گا وہ بیچارہ ڈرا ہوا جاہا نہین لگا از انجملہ چونکہ برآمد ہونے
علم کے خبر مشہور ہو چکی تہی وہ شخص بیان بنا کر دعا کی کہ اگر میری
ناک کٹنے سے بچ جائے تو مین اپنے مقدور کے موافق نذر دونگا چنانچہ
گیا حسب اتفاق از قدرت خدا تعالے نواب صاحب موصوف کی اوسکی
ناک کٹوائی اسکی چند روز بعد نواب صاحب موصوف اوسکی حال پر مہربان
ہوئے اور باتین کرنے لگے اوس خواص نے نواب کو مخاطب کر یہہ بیان کیا
کہ فلان روز حضور نے غلام کی ناک کٹوانے کے باب مین حکم دیا

تنہا پس بعنایات خدا وبہ تصدق علم جناب عباس علیہ السلام و بفضلات
حضور ناک غلام کی بچگئی نواب صاحب نے فرمایا کہ بتصدق علم جناب عباس
بیشخواص مذکور نے تمام کیفیت برآمد ہونے علم کی عرض کی پس نواب صاحب
بہادر کو کمال استعجاب ہوا اور کسی اپنے معتمد کو مکان میرزا مذکور زیر بھیجا
اور ایک ہزار روپیہ بھی برآمد ہونے ارسال فرمایا چنانچہ معتمد مذکور نے جہان
آکر اوس علم کو دیکھا کہ بیشبک موجود ہے اور نئی ساخت کا ہے اور جو
کیفیت موجود تھی وہی معتمد مذکور نے بھی پائی اور واپس
جاکر نواب صاحب سے بیان کی نواب صاحب بہادر نے یہہ کیفیت سنکر
ایک گنبد خشتی پختہ وہان تعمیر کرادیا یہہ گنبد بموجب ترقی ہوا اور اوسکی
آمدنی سے میرزا صغیر کی بسر اوقات بخوبی ہونے لگی زمان بعد شدہ شدہ یہہ
خبر مشتہر ہوکر شہر بنارس نواب سعادت علیخان بہادر کی بھی گوش گذار
ہوئی چونکہ فیما بین نواب آصف الدولہ بہادر و نواب سعادت علیخان
کس قدر نفاق تھا بدیں وجہ نواب سعادت علیخان بہادر بنارس میں
تشریف رکھتے تھے اوسی زمانہ میں نواب سعادت علیخان بہادر نے
اپنے دل میں یہہ نیت کی کہ اگر بعد انتقال نواب آصف الدولہ بہادر

مجھکو حکومت لکھنو حاصل ہوگی تو مین علم جناب عباس کو زیادہ رونق
دون گا۔ اور گنبد طلائی درگاہ وسیع تعمیر کرادون گا۔ چنانچہ بعد انتقال
نواب آصف الدولہ بہادر گرفتاری وزیر علیخان ایسا ہی ظہور مین آیا۔
کہ نواب سعادت علیخان بہادر مسند نشین ہوئے نواب موصوف نے بعد
مسند نشینی گنبد خشتی کو طلائی کیا۔ اور درگاہ وسیع تعمیر کرائی اور اوسکی
دو درجہ قرار دئے یعنی ایک درگاہ مردانی اور دوسری زنانی تعمیر کرائی اور
بہت کچھہ رونق دی بعد انتقال نواب سعادت علیخان بہادر حیدر زمان
غازی الدین حیدر شاہ اودہ ہوئے تو انہون نے نقار خانہ بلند بنوایا اور
نوبت وگھڑیال رکھا گیا دروازہ اندرون درگاہ نقرئی وسبز نقرئی ودیگر جلبہ
سامان آرایش مرتب ہوا اور کچھہ مکانات نواب محمد تقیاب خان خلف
نواب محمد دیدار خان ابن نواب حافظ الملک سے بھی لیکر زنانی درگاہ کو زیادہ
وسعت دی اور مکانات کے عیوض احاطہ میر ظہور علی کا لیکر نواب تقیاب
خان کو عنایت فرمایا ان بعد بعہد حضرت نصیر الدین شاہ اودہ نواب
ملکہ زمانیہ نے باورچی خانہ درگاہ مذکور کا تعمیر کرایا اور یہہ قاعدہ مقرر ہوا
کہ آمدنی مردانی درگاہ سرکار مین جاتی ہی اور وہان دار وغہ

تحویلدار و چوکی پہرہ وغیرہ مقرر تہا۔ اور زمانی درگاہ کی آمدنی اولاد
میرزا فقیر کو ملتی تہی زمان شاہی تک یہی دستور درگاہ کا رہا جو جدید
شاہ تخت نشین ہوتا تہا وہ ضرور درگاہ مین سلام کو آتا تہا و شادی
ہائے شہر مین دولہن دولہا سلام کیواسطے آتے تہی و علی قدر مراتب
نذر نیاز چڑہاتے تہی بعد انقطاع سلطنت لکنہو اور زمانہ غدر جسطرح تمامی
شہر مین لوٹ ہوئی اوسیطرح درگاہ مین بہی ہوئی کہ جملہ سامان رمعہ علم
کہ جو برآمد کردہ میرزا فقیر اکہ جسکو راقم نے بہی بارہا اپنی آنکہہ سے دیکہا تلف
ہوگیا۔ اور درگاہ مذکور سرکار گورنمنٹ مین نزدل ہوگئے بعد دو ایک سال
کے اس درگاہ کو غلام رضا شرف الدولہ نے جسطرح نزدل دار آگذار کرایا
اور کچہہ جدید سامان بہی اپنی طرف سے درگاہ مین چڑہایا۔ و اولاد میرزا فقیر کو
بالکل درگاہ سے خارج کیا۔ اور کل آمدنی درگاہ کو آپ لیکر اسے درگاہ مین صرف
کرتے رہے۔ بعد انتقال شرف الدولہ بحکم حضرت واجد علیشاہ نواب
پیاریصاحب خلف نواب حسن ملبجان متولی درگاہ مذکور ہوئے و تا
حال موجود ہین و اولاد میرزا فقیر امین صرف ایک دختر صدر النسا نام
تہی اوس صغیفہ کو راقم الحروف نے بچشم دیکہا ہے۔ اور صدر النسا کے دو

فرزند مسمی بشیخ حبیب اللہ چونکہ میر ساکی اولاد سے تھا بیاب کرنے باقی ہو
اور قبر پر فقیر کی ہے تعمیر اس درگاہ میں طیب خاک سے موجود ہے
خاکسار نے جو دیکھا اور سنا وہ تحریر کیا ذکر نام سامی حضرت واجد
علی شاہ اپنا تاج و تاراج اس درگاہ میں چڑھانے کا ہے اور یہ منت مانی ہے
کہ انشاء اللہ تعالیٰ ملک ممنوع ہوگا تو اپنی سر پر تاج اس درگاہ میں آکر
پہنوں گا۔ اور تلوار کمر سے لگاؤں گا۔ ایام غدر میں وہ ہر دو اشیاء
تلف ہوگئی بعد ایام غدر نواب امیر الدولہ مرحوم خلف کلان نواب
رکن الدولہ ابن نواب سعادت علی خان بہادر مرحوم نے ایک عونس
منبت نواب اندرون صحن درگاہ میں بنوایا۔ چنانچہ تاریخ تعمیر اوسکی
راقم نے حسب فرمائش ہیہ نکلی ہوا ہذا ؎

چشمۂ فیض جناب امیر الدولہ ۔۔ کرد تعمیر پئے مزار امام دوسرا
حوض نایاب بدرگاہ جناب عباس ۔۔ گشت مشہور جہان ہمتش آن بحر سخا
سر زد شد چو درین وجہ حسن بہر حسین ۔۔ حاصلش دین شد و تم امم گو در دنیا
اندر ازبہر تماشش بعبارت تاریخ ۔۔ قلمم کرد رقم ثانی کوثر بادا ؎

سنہ ۱۲۹۵ ہجری ۔ بیان دیگر و ابتدائے عہد سلطنت حضرت واجد علیشاہ

مین چنی لال نے تین بارہ دری خدا یار خانکی سول لیکر نقل مزار جناب فاطمہ رضی
اللہ تعالی عنہا بمحلہ رستم نگر قریب درگاہ جناب عباس تعمیر کرائی
من بعد اوسی زمانہ مین ولایت الدولہ خواجہ سرا نے کٹرہ خدا یار خان مین نقل کربلا
تعمیر کرائی اور ایک سڑک جدید قریب درگاہ مذکور سے تا کربلا بنوائی و بعد مرگ
خواجہ سرا مذکور کربلا تعمیر کردہ خود مین دفن ہوا و غلام رضا شرف الدولہ نے
اوسی زمانہ مین نقل کاظمین و مسجد کوفہ بمحلہ منصور نگر تعمیر کرائی و بعد مرگ
کاظمین مین دفن ہوا۔ طرفہ نقیہ تحریر۔ باہم نوابان اودہ و نواب محبت خان
کی یون رہا کہ نواب محبت خان اودن کو نواب صاحب عالی مناسب
والا مناقب قدردان نیازمندان منبع الوجود والاحسان دام اقبالہ
بعد ادائے آداب آنکہ رقم کرتے تھے و نوابان اودہ نواب محبت خانکو
نواب صاحب مشفق مہربان مخلصان حافظ الملک محبت خان بہادر
سلمہ اللہ تعالی بعد سلام آنکہ لکھتے تھے تحریر نواب گورنر جنرل
بہادر و صاحب پریذیڈنٹ لکھنؤ سے بھی رہا۔ صحیح روایت ہے
کہ نواب محبت خانکو اکثر دورہ درد گردہ کا ہوا کرتا تھا۔ کہ جسکی باعث
سخت تکلیف پہونچتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ دورہ درد مذکورہ کا تھا

کہ حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب متخلص بہ لعینے پیر نواب صاحب موصوف
کی برائے مزاج پرسی تشریف لائے اوسوقت نواب صاحب کو نہایت
تکلیف تھی شاہ صاحب نے فرمایا کہ محبت خان مزاج کیسا ہے نواب صاحب
نے عرض کیا کہ پیر و مرشد نہایت تکلیف ہی پس ہمایضا حب نے اوسوقت
از راہ شفقت توجہ فرماکر سلب مرض کر لیا اور فرمایا کہ آج سی درد کا دورہ
نہین ہوگا یہہ درد ہمنے لیلیا چنانچہ اوسی روز سے پھر دورہ درد مذکور کا
نواب صاحب کو تا بحیات کبھی نہین ہوا شاہ صاحب موصوف الصدر کو
ہوا کرتا تھا تے کہ یہہ اسی درد کے دورہ مین جناب ہمایضا نے پس از چند سال
انتقال فرمایا و نواب محبت خان کو بعد ازین پس از چند سال کسی
قدر تخمہ کی شکایت و درد شکم ہوا طبیبونکے رائے یہہ ہوئی کہ استفراغ
کرنا چاہئی نواب صاحب نے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھکو تمام عمر کبھی استفراغ نہین
ہوا۔ مجھی اس سے سخت تکلیف ہوگی لیکن اطبا کی یہی رائے قرار پائی
بہ مجبوری نواب صاحب کو استفراغ کرنا پڑا روز دوم اوسکی صفرہ پر ہوگیا
گیا اور وہی دم بدم روز بروز ترقی پکڑکر استسقا ہوگیا کسی علاج سی فایدہ نہوا
آخر کار اوسی عارضہ مین سنہ ۱۲۲۴ ہجری ماہ صفر المظفر روز جمعہ بعمر ۶۳ سال

بعد نواب سعادت خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ تاریخ وفات نواب کامیاب
غریب شہر کہ ہر بزم پا سپاہ منتقل در ہر باغ نیست کہ شعر تاریخ وفات
تاریخ انتقال نواب محبت خانی کہی ہوئی نواب علی اکبر خان صاحب کلان
نواب صاحب موصوف کی ہیں ۔ تاریخ ۔ چو نواب محبت خان بہادر حاذق الملک
بہر رحلت از دار فانی رفت خواست سروش ہر دو گفت از برائے سال
تاریخش بہ فردوس برین نواب شد محفل فزا گفتہ ۔ تاریخ دیگر ۔
سنہ ۱۱۲۳ ہجری
کرد قطع نواب محبت خان ۔ چون سفر از جہان کرد بہ جنت سفر ۔ ماہ و
تاریخ ولادت نواب محمد یار خان ۔ سنہ ۱۱۳۰ ہجری ۔ تاریخ سوم نواب
ما ازین جہان فانی ۔ تا رونق بخش جاہ جنت گشتہ ۔ ہاتف گفت
از برائے سال تاریخ ۔ بیشک نواب شاہ جنت گشتہ ۔ تاریخ پنجم مصنفہ
غلام ہمدانی سیان مصحفی ہیں ۔ چو شاق کہن نواب جم جاہ ۔ قضا را
گشتہ رجوان قضا حیف ۔ بجستم از خرد تاریخ سالش ۔ ہمین گفتا محبت
خان کجا حیف ۔ تاریخ چہارم تعمیر مقبرہ ۔ این تاریخ بنا یافتہ
سنہ ۱۱۳۰ ہجری
قصر جنت بجہان پیدا شد ۔ اٹھارہ مرزند و چہاردہ دختر نواب محبت
خان سی یادگار رہے منجملہ اولاد کے کہ نام ان کے کتاب ہذا میں اول

تحریر ہو چکی ہین آٹھہ اخلاف کی اولاد سی کچھہ مرد و زن ہنوز موجود ہین اور
دس کی اولاد سی اب کوئی باقی نہین لیکن البتہ اشخاص موجودین سے بعض کے
ننہیال کا سلسلہ اون لوگون سے بھی ملتا ہے جنکی اولاد سی اتنک کچھہ لوگ موجود
ہین اونکی نام اس مقام پر بھی تحریر کئے جاتے ہین - حیدر علی خان محمد منصور
علیخان محمد محتشم خان محمد موسی خان امام بخش خان محمد شمس الدین خان محمد یوسف خان
محمد حافظ خان - چنانچہ شجرہ بیان اشخاص کی اولاد کا درج کتاب ہذا کیا گیا - القصہ
بعد انتقال نواب محبت خان حسب استدعا اہل خاندان سہیلی بھانا سندی علی اکبر
خان شاہزادہ مقررہ سرکاری کہ جو سبب قبض نواب محبت خان جملہ خان ہوا ان حافظ الملک
بہادر کو ملتا تھا بریلی و شاہجہانپور والونکو بریلی و شاہجہانپور کے خزانہ سی ملنے لگا -
و مشاہرہ ذاتی نواب محبت خان سہ محمد دیدار خان دو ہزار آٹھہ سو سیاسی پیچھے دو
چار پائی ماہوار خزانہ رزیڈنسی لکھنؤ سی اونکی اولاد کو تا بزمانہ حدر یعنے ۱۲۶۵ھ ہزار
سالا بعد نسل ملتا رہا کبھی ایک پیسہ سرکار مین ضبط نہین ہوا - یہان تک کہ اگر کوئی
شخص انمین سے لاولد فوت ہوا تو اوسکی تنخواہ بھی انہین لوگون پر منقسم ہو جایا کرتی
تھی - اور سرکار انگریزی مین نہایت اعزاز و خدمت اس خاندان کے رہی - بیان
دیگر بعد انتقال نواب سعادت علیخان کے میرزا غازی الدین حیدر بہادر سند

نشین ریاست ہوئے پس از چند سال خطاب شاہی کا سرکار انگریزی سے حاصل کرکے
شاہ اودھ مشہور ہوئے اکثر اشخاص خاندان واخلاف نواب محبت خان سے دربار
داری کرتے ہی وحسب آداب شاہی بجالاتے ہی لیکن دربار شاہی مین ان لوگون
کی نشست جا معقول پر رہی وشریک دربار ہائے کلان وچار پانی ودستر خوان
وغیرہ بھی یہہ لوگ تا بزمانہ حضرت واجد علیشاہ رہے۔ اولاد نواب محبت خان نے
کبھی تنخواہ ملازمت سرکار شاہان اودھ مین نہین کی لیکن دو چار اشخاص کے نام
پر محض بعنایات شاہی دو صد روپیہ ماہوار سے یا پنصد روپیہ ماہوار تک بنام
خرچ دربار داری سرکار شاہان اودھ سے مقرر رہا شاہان اودھ خاندان نواب محبت
خان سے ساتھہ اعزاز واکرام کے پیش آتے رہے الا والد ماجد راقم یعنی محمد موسیٰ خان
کی مزاج مین حرارت افغانی کسقدر زیادہ تھی اونہون نے دربار داری سلاطین اودھ
بہت کم کی دربار ہائے انگریزی مین بھی گاہے گاہے بضرورت شدید ویا حسب
الطلب جایا کرتے ہی وگفتگو بے تکلف دلیرانہ کرتے ہی کبھی زیادہ تر خوشامد حکام
وقت کی نہین کی لیکن حکام رئیس زادہ جانکر اون کا نہایت پاس ولحاظ کرتے رہے
چنانچہ ایک مرتبہ ہنگام ملاقات تذکرتاً کرنیل اسپارک صاحب بہادر رزیڈنٹ
لکھنؤ نے یہہ کہا کہ حافظ الملک بہادر نے ملک روہیلکھنڈ وغیرہ پر جا زیادہ طور سے

اپنا قبضہ کرلیا تھا بجواب اسکے جناب والد مرحوم نے عرض کیا کہ بیہ آپنی استوقت
کیا بات فرمائی ریاست بی سیاست ناممکن ہے اگر ملک گیری کا نام ہے تو نواب
حافظ رحمت خان نے اپنے تمام عمر میں کچھ ملک قبایل بیشہ دیلکینڈ و شکوہ آباد
وغیرہ پر قبضہ کیا تھا لیکن بالفعل سرکار انگریزی نے تو گویا تمام ہندوستان پر
تسلط حاصل کرلیا اور بیہ امر ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنا ملک مال خوشی سے کسی
کو نہیں دیتا پس مقام لحاظ و غور ہے کہ کس قدر جبر و ظلم ان لوگوں پر ہوا ہوگا بیہ بات
سنکر صاحب رزیڈنٹ سکوت اختیار کرگئے والد راقم بھی بفضل خدا
اہل سنت والجماعت حنفی المذہب تھے اور خاندان داد قادریہ میں سید محمد
شاہ صاحب حسینی بیعت کی تھی و راقم الحروف بھی شاہ صاحب موصوف کی بیعت
ارادت رکھتا ہے و نیز شاہ صاحب اور انکے والد ماجد یعنی حضرت سید شاہ عبدالقادر
صاحب مغفور کا نواب محبت خانکی مقبرہ میں ہے جناب والد مغفور نماز پنجگانہ
صوم صلوٰۃ و تابع شریعت نبوی رہے مگر سخاوت مزاجیں حد سے سوا تھی کہ مدام
زیر بار قرضہ رہے کوئی آمدنی انکی مصارف کو کافی نہ تھی بزمانہ سلطنت واجد علیشاہ
کہ جب شاہ موصوف برائے ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر بمقام کانپور تشریف
لیگئے تھے تو حسب الحکم سلطان [illegible] بتقبل نواب حیدر علیخان بہادر

مرحوم وجناب والد ماجد بھی ہمراہ گئے تھے۔ بلکہ خاکسار بھی ہمرائے سعادت کیفیت دربار
جناب قبلہ گاہی صاحب مرحوم کے ساتھ گیا تھا و تزک و احتشام شاہی و طریق دربار
اچھی طرح بچشم خود مشاہدہ کیا و اعزا اپنے بزرگوں کا دیکھا۔ و طریقہ تحریر۔
جیسا کہ نواب محبت خان کا نواب اودھ سے رہا اسی کے موافق طریقہ تحریر اولاد نواب
محبت خان کا وزرائے شاہان اودھ صاحب رزیڈنٹ بہادر و نواب گورنر جنرل
بہادر وغیرہ سے رہا چنانچہ راقم الحروف نے بھی بہ ابتدائے عمر یعنے ۱۸۵۷ء بعد حدث
سرہنری لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر و بعد غدر زمانہ دربار قیصری یعنے
۱۸۷۷ء بعہد سلطنت ولیان انگلیشیہ صاحب بہادر چیف کمشنر ملک اودھ
بدستور سابق خدمت تحریر کیا ہے۔ بیان دیگر۔ نواب محبت خان مرحوم کو
شاعری کا بھی نہایت ذوق تھا چنانچہ ایک دیوان اون کا بزبان پشتو و
دوم بزبان فارسی و سوم بزبان اردو و چہارم مثنوی مسمی بنو اور ایک آئینہ
زبان پشتو کا مسمی بہ آرائش جان ملی صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ تصنیف کیا
تھا خود راقم کے پاس تا بزمانہ غدر موجود تھا لیکن افسوس کہ یہ سب کتابیں
متذکرہ بالا زمانہ غدر میں معہ دیگر تمامی مال و اثقال تلف ہو گئیں لیکن اکثر تذکرہ
ہائے سابق میں کلام نواب صاحب مرحوم کا درج ہے و چند اوراق آدھا نامہ

وایک دیوان فارسی ہنوز موجود ہے، زبان اردو شاعرین میان حسرت
سے تلمذ تھا و قلندر بخش جرات ہمیشہ نواب صاحب مرحوم کے ملازم رہے
چنانچہ وہ اپنی کلام مین خود کہتے ہین ؎ بس کہ گل چین تھی صدا عشق کے ہم
بستان کی ++ ہوئے نوکر ہی تو نواب محبت خان کے ۔ اور مذہب نواب
محبت خان کا اہل سنت والجماعت تھا و حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب
مودودی چشتی قدس سرہ العزیز سے بیعت تھی نواب صاحب موصوف
باوازبلند دکار لینے والی آدمی سے نہایت متنفر رہتے تھے شریک دسترخوان
تا امکان ایسے شخص کو نکرتے تھے حتی کہ اوس سے مجالست بھی مکروہ جانتے
تھے وعلم مین قریب فضیلت یعنے طالب علم جید تھے وجملہ فنون سپاہگری
اچھی طرح پر جانتے تھے وعلم موسیقی بھی بخوبی سمجھتے تھے زبان عربی و فارسی
و پشتو و اردو مین خوب گفتگو کرتے تھے و سنسکرت بھی کسقدر جانتے تھے
نماز روزہ وغیرہ کے نہایت پابند تھے مذہب جملہ مسکرات سے مجتنب
رہتے تھے تواریخ نبی وگانا سننے کا ذوق نہایت تھا چنانچہ انگاد محمدی جوگی
و تھوڑگا مہ گویہ وغیرہ بھی ہمیشہ ملازم رہے تیز رفتاری و زیادہ بلند آواز سے
کبھی بات نہین کی اکثر نواب آصف الدولہ دور ہی سے دیکھکر فرماتے تھے

کہ آؤ برادر آؤ لیکن نواب صاحب موصوف نے اسپر بھی گاہے قدم
اپنا تیز نہین اٹھایا جس چال چلتی تہی وہ ہی رفتار رہی چنانچہ ایکدن حضرت
سید خواجہ حسین صاحب سے تذکرہ فرمایا کہ نواب محبت خانکو مین دیکھکر دور سے
پکارتا ہون لیکن یہہ عجب آدمی ہین کہ یہہ قدم اپنا تیز نہین اٹھاتے میان
صاحب موصوف نے کہا کہ نواب صاحب تم دو نوٹے وضعدار ہو یعنی تم محبت خانکو
دیکھکر دور ہی سے فرماتے ہو کہ آؤ برادر آؤ لیکن وہ اپنے وضعداری کے سبب سے کبھی تیز
تیز رفتاری نہین کرتے یہہ بات سنا فرمایا صاحب کی بابت سنکر نواب آصف الدولہ
خوش ہو گئے اور فرمایا کہ میان صاحب تم سچ کہتے ہو شب آدینہ یعنے شب جمعہ نواب
محبت خان اپنی خواب گاہ مین کسی شخص کو نہ رہنے دیتے تہے وہ رات گریہ وزاری
وعبادت باری مین صرف کرتے تہے۔ ضرورت سے زیادہ بات بہت کم کرتے تہے
مطبوعات ہندوستان مین شربتیہ و آبنہ زیادہ پسند تہا طعام معمولی مین تی ہوئے
اروی کا سالن نیہ بنی دلاؤ زردہ مرغوب تہا۔ خوراک بدرجہ اوسط کم نہ زائد بوشویات
سے رغبت گاہی ماہی بطور تفنن طبع برائے سیر و شکار بھی تشریف لیجاتے تہے طبیعت
مزاج شریف پرور اراذل سے نفرت رکہتے تہے کبھی قہقہہ مار کر نہین ہنسے مروت و شجاعت و
سخاوت کا بیان کیا ہو بدن مین قوت حد سے سوا سراپا نہایت خوشنما چنانچہ نواب

آصف الدولہ بہادر نے ایک روز نواب صاحب موصوف سے باصرار تمام تخلیہ مین کشتی بھی لڑی تھی خیر اوسمین جو کچھ ہونا تھا سو ہوا لیکن زبردست و کم زور کا حال کہگیا الماس علیخان خواجہ سرائے نواب محبت خانکو اشارہ کردیا اوسیوقت سوا روپیہ کی شیرینی آئی نواب محبت خانکو شاگرد رشید اپنا گردانا۔

اسمائے ابنائے اخلاف نواب محبت خان بطور یادداشت تحریر کیجاتی ہین۔

ابنائے امام الدین خان عرف امام بخش خان سعادت خان و سمیع الزمان خان

ابنائے حیدر علیخان۔ دوست محمد خان۔ و لطف علیخان و پنج پسر از خواصان۔

حیدر حسین خان عاشق علیخان عنایت علیخان صفدر علیخان نواب علیخان۔

منجملہ انکے نواب علیخان بقید حیات ہین ابنائے محمد منصور خان جعفر علیخان کاظم علیخان

صادق علیخان بخشش علیخان جملہ فوت ابنائے محمد محتشم خان علی اصغر خان و علی حسین خان

ہر دو فوت ابنائے محمد شمس الدین خان ضیاء الدین خان عرف حکیم محمد حسین خان و قمر الدین

خان ہر دو فوت ابنائے محمد یوسف خان نیاز علیخان و جعفر علیخان ہر دو فوت اولاد

محمد مقیم خان مسمی احمد حسن خان جوش و یک دختر از زوجہ اول ہر دو فوت ابنائی

محمد لطف اللہ خان سعد اللہ خان و امداد اللہ خان ہر دو فوت پسر محمد حافظ خان

سعید الدین خان از خواص بقید حیات و دو دختر از زوجه اول هر دو فوت
اولاد غیرت خان یک پسر مظفر علیخان و یک دختر هر دو فوت اولاد محمد موسی خان
محمد سلیمان خان و یک دختر هر دو بقید حیات اولاد محمد نسیم خان یک پسر مستقیم خان و یک
دختر و دو دختر دیگر از زوجه ثانیه هر سه لاولد فوت و اولاد مهدی علیخان نظام علیخان فوت

اسمائے اخلاف بنائر نواب محبت خان

اولاد سعادت خان محمد سعید خان عرف بهنبو خان و یک دختر هر دو لاولد فوت
و از زوجه ثانیه غیر خاندان حسین علیخان صاحب اولاد و یک دختر لاولد فوت منجمله
اولاد کی حسین علی خان تا حال بقید حیات اولاد لطف علیخان یک پسر مسمی نواب عالم خان
و دو دختر هر سه از خواصان پسر لاولد فوت هر دو دختر لاولد موجود اولاد کاظم علیخان
یک پسر یعنے محمد عابد علیخان فوت صاحب اولاد - اولاد علی اصغر خان سه پسر یعنے -
سلطان علیخان و مظفر حسین خان و تفضل حسین خان لاولد منجمله انکی سلطان علیخان
بقید حیات صاحب اولاد هین - اولاد علی حسین خان یک دختر بقید حیات صاحب
اولاد - اولاد حکیم محمد حسین خان یک دختر بقید حیات لاولد - اولاد بنائر علیخان
یک دختر بقید حیات صاحب اولاد اولاد محمد سلیمان خان سه پسر یعنے -
سلطان محمد خان و سلطان احمد خان عرف نواب بهادر و سردار محمد خان

سلطان محمد خان از بطن زوجهٔ اول یعنے دختر حکیم محمد حسین خان بعہد نفولیت
فوت و سلطان احمد خان عرف نواب بہادر و سردار محمد خان از بطن زوجهٔ ثانیه
یعنے صبیه محمد عثمان خان بقید حیات ہین اولاد قمرالدین خان یک دختر لاولد
فوت اولاد احمد حسن خان جوش یک پسر امجد حسن خان از خواص لاولد فوت

اسمائی اولاد نبائیرزادگان نواب محبت خان مرحوم

پسران حسین علی خان سمیان اصغر علی خان و اشرف علی خان عرف بنن خان
از خواص اصغر علیخان لاولد فوت بنن خان بقید حیات اولاد محمد عابد علیخان
سمیان محمد افضل علیخان عرف نبی جان و محمد باقر علی خان و محمدی بیگم و عشرت بیگم سہ صاحب
اولاد عشرت بیگم لاولد فوت و اولاد سلطان علیخان یک پسر سمی مظفر محمد خان
و دو دختر نسیم اللہ بیگم و اصغری بیگم ہر دو صاحب اولاد بقید حیات و مظفر محمد خان
لاولد فوت۔

اسمائے دختران اعلاف نواب محبت خان مرحوم و اسمائے شوہران شان

آبادی بیگم بنت محمد منصور خان زوجهٔ مرحوم نصرت یاب خان مرحوم لاولد

فوت فرخندہ بیگم عرف کہتیو بیگم بنت محمد محتشم خان زوجہ علی حسن خان
صاحب اولاد فوت ممتاز بیگم بنت محمد شمس الدین خان زوجہ محمد عثمان خان صاحب
اولاد فوت سردار بیگم و صاحب بیگم بنات محمد حافظ خان سردار بیگم زوجہ علی حسین خان
مرحوم لاولد فوت و صاحب بیگم منسوبہ صادق علی خان لاولد فوت احتشام
بیگم بنت محمد لطف اللہ خان زوجہ حکیم محمد حسین خان صاحب اولاد فوت
افضل بیگم بنت غیرت خان زوجہ نیاز علی خان صاحب اولاد فوت فاطمہ
بیگم بنت محمد نسیم خان زوجہ سعد اللہ خان لاولد فوت و صغرا بیگم بنت
نسیم خان زوجہ محمد حسن خان لاولد فوت مصاحب بیگم بنت محمد مقیم خان
زوجہ غلام علی خان لاولد فوت شاہزادی بیگم بنت محمد موسی خان زوجہ محمد عابد
علیخان مرحوم صاحب اولاد موجود خاص بہوز زوجہ علی اصغر خان صاحب اولاد
لیکن غیر از خاندان و زوجہ ثانیہ علی اصغر خان برہمنی اوس کو مسلمان
کر کے عمدہ بیگم نام و مختار بہو خطاب دیا لاولد ہنوز موجود و خانم جان
زوجہ ثانیہ کاظم علیخان غیر از خاندان ہنوز موجود و یک پسر سعد اللہ خان
سے عنایت اللہ خان عرف صاحب عالم لاولد فوت۔ و زوجہ امداد اللہ
خان بیگم جان بنت خواجہ محمد حسن زمیندار موضع اورنگ آباد قریب

بجسور ستہر لکھنؤ لاولد فوت

اسمائے دختران بنائیر نواب محبت خان مرحوم مع اسمائے شوہران شان

احجان بیگم بنت سعادت خان زوجہ کاظم علیخان لاولد فوت - حیات بیگم بنت سعادت خان زوجہ مظفر علیخان لاولد فوت - کاظمی بیگم بنت علی حسین خان زوجہ سلطان علیخان صاحب اولاد موجود - اختر بیگم بنت نیاز علیخان صاحب اولاد موجود - قدسیہ بیگم بنت حکیم محمد حسین خان زوجہ محمد سلیمان خان لاولد موجود -

اسمائے ازواج اخلاف نواب محبت خان مرحوم مع اسمائے پدران شان

بستی بیگم عرف نواب بیگم زوجہ علی اکبر خان بنت نواب ارادت خان مرحوم مریم بیگم عرف نواب بہو زوجہ امام بخش خان - دولہن بیگم زوجہ محمد منصور خان و بہو بیگم زوجہ حیدر علیخان - راحت بیگم زوجہ محمد محتشم خان نبات سعادت خان مرحوم - جانی بیگم زوجہ محمد شمس الدینخان بنت نواب محمد دیدار خان مرحوم - بیگمنہ بیگم زوجہ محمد مقیم خان - وحیبہ بیگم زوجہ

محمد یوسف خان - و رقیہ بیگم زوجہ محمد لطف اللہ خان و مریم بیگم زوجہ
شاہ ولی خان - و خیالی بیگم زوجہ غیرت خان بنات نواب ارادت خان مرحوم
و محمدی بیگم زوجہ مہندی علیخان بنت نواب ذوالفقار خان مرحوم - و
عجب بیگم زوجہ محمد موسی خان بنت نواب محمد عثمان خان مرحوم - زوجہ
شاہ عالم خان - بنت نواب مستجاب خان - و زوجہ خدا یار خان بنت
نواب حرمت خان - و زوجہ جسرو خان - و زوجہ نسیم خان بنات محمد یار خان
و زوجہ محمد حافظ خان بنت نواب یحیی خان ان پانچوں مستورات کے
نام نہیں یاد

اسمائے دختران نواب محبت خان معہ اسمائے شوہران شان

بادشاہ بیگم زوجہ نواب آزاد خان مرحوم -	ستارہ بیگم زوجہ کرامت اللہ خان -
صاحبزادی بیگم زوجہ محمد علیخان -	سعیدہ بیگم زوجہ احمد یار خان
آکہی بیگم زوجہ خان بہادر خان -	بیجا بیگم زوجہ جمال الدین خان
سلیمہ بیگم زوجہ سعادت یار خان -	نفیسہ بیگم زوجہ یار محمد خان
جمیلہ بیگم زوجہ علی مردان خان -	معمولا بیگم زوجہ کمال الدین خان

سہ چہار نام دختران نواب صاحب موصوف مرحوم نہیں یاد۔

اسمای دختران نواب حافظ الملک بہادر مرحوم

فاطمہ بیگم۔ آمنہ بیگم۔ خدیجہ بیگم۔ عایشہ بیگم۔ زلیخا بیگم۔ سایرہ بیگم

دو سہ نام نہیں یاد

اسمای ابنای نواب محمد دیدار خان معہ اسمای اولاد شان بطور یادداشت تحریر کئے جاتے ہین

اخلاف نواب محمد فتح یاب خان سمیان ظفریاب خان و نصرت یاب خان و محمد عثمان خان۔ و محمد مرتضی خان و یک دختر حسینی بیگم زوجہ محمد یوسف علیخان لاولد فوت۔ و ظفر یاب خان عرف چھوٹے خان ولد ظفر یاب خان از بطن خواص تا حال موجود۔ نصرت یاب خان لاولد فوت۔ از اولاد محمد عثمان خان یک فرزند محمد علی خان و دو دختر مسماۃ حضرت بیگم زوجہ ثانیہ علی حسین خان مرحوم لاولد۔ بقید حیات دوم حجاب بیگم عرف مغل صاحبہ زوجہ ثانیہ محمد سلیمان خان صاحب اولاد بقید حیات و از بطن زوجہ حمید اللہ خان و حاتم خان ابنای محمد عثمان خان ہر دو لاولد فوت۔ و پسر مرتضی خان محمد حسن خان عرف ممتن از بطن

زن غیر فوت - و محمد علیخان خلف محمد عثمان خان هنوز موجود و صاحب اولاد هین - و محمد نظیر خان ابن محمد نصیر خان تا حال موجود -

اسمای دختران نواب محمد دیدار خان معه اسمای شوهران شان

زینب بیگم زوجه حافظ یار خان لاولد فوت - جانی بیگم زوجه محمد شمس الدین خان صاحب اولاد فوت - گمانی بیگم زوجه نصیر الزمان خان صاحب اولاد فوت

اسمای اولاد بعض دختران نواب محبت خان مرحوم

اولاد سیده بیگم مظفر حسین خان و احمد حسین خان و رحمت حسین خان و علی حسین خان و یک دختر امامی بیگم - ابنای احمد یار خان اولاد الهی بیگم یک دختر نبت خان بهادر خان - اولاد ستاره بیگم خان میان ابن کرامت الله خان اولاد بادشاه بیگم دو پسر امداد حسین خان وغیره و یک دختر نام نهین یاد - ابن آزاد خان اولاد ریحانه بیگم ظفر علیخان و فتح علی خان ابنای جمال الدین خان اولاد مسوده بیگم نجف حسین خان و حاتم حسین خان ابنای کمال الدین خان اولاد سلیمه بیگم عبد القادر خان

وعبدالعزیزخان۔ ودو ایک دختر ابناے سعادت یارخان اولاد
تعینسہ بیگم نیاز محمدخان وغیرہ۔ ابن یار محمدخان اولاد جمیلہ بیگم۔ علی رضاخان
علی عمرانخان۔ علی محمدخان وحیدری بیگم ابناے علی اکبرخان
صاحب اولاد صاحبزادی بیگم احمدعلیخان۔ علی حسن خان وسہ دختر
ابناے محمدعلیخان واولاد یک دختر مسماۃ قطبہ بیگم ویک پسر ابن
محمدحسن خان باقی نام نہین یاد۔ بیان یکزبان علوم کرنا چاہیے کہ محمدعلیخان ابن
نواب محمدخان کہ جنکے ساتھہ عقد دختر نواب محبت خان کا ہوا تہا اونسے
دو پسر وسہ دختر یادگار رہے۔ یعنی احمدعلیخان وعلی حسن خان
نواب علی اکبرخان نے علی حسن خان کو اپنا پسر یعنے بلبنی گردانا تہا وعقد
علی حسن خان کا باصبیہ محمد محتشم خان ہوا علی حسن خان بعد چند سال ازان
مجنون ہوگئے وبہذیانہ غدر شہر لکھنو مین اپنے مکان پر از دست
بدمعاشان ماری گئے اور نعش اونکی اوسی مکان مین دفن ہوئی اونسے
ایک پسر مسمی محمدحسن خان ودو دختر یادگار رہے محمدحسن خان نے پس
از چند سال بعد غدر شہر کلکتہ بمقام مٹیابرج لاولد انتقال کیا ودختر کلان
علی حسن خان بہ احمدحسن خان جو شش منعقد ہوئین ہنوز لاولد موجود ہین۔

دو دختر خورد علی حسن خان بہ قمر الدین خان منعقد ہوئین و از ہمشیرہ ہائے
علی حسن خان کلان بہ سعادت خان اوسط بہ زین العابدین خان ابن
نواب محمد ذکریا خان و خورد بہ دوستہ محمد خان منعقد ہوئین۔

بیان حالات بعض سرداران روہیلکھنڈ متعلقہ نواب حافظ الملک بہادر

بہرام جنگ نواب دوندی خان ابن حسین خان ابن محمود خان ابن تہماسپ خان
سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین تولد ہوئے اور ۳ محرم سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین بعمر ۷۰ سال
بہ قصبہ بسولی انتقال کیا اور وہین مدفن ہوئے تین فرزند مسمیان
محب اللہ خان و فتح اللہ خان و عظیم اللہ خان و چند دختر یادگار چھوڑین۔
محب اللہ خان نے بروز چہارشنبہ سوم شہر شوال سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین رحلت
کی آٹھ پسر اونسے یادگار رہے و عظیم اللہ خان بروز سہ شنبہ تاریخ
۱۳ ذی حجہ سنہ ۱۲۲۸ ہجری کو فوت ہوئے تین فرزند اونسے یادگار رہے

ذکر بخشے سردار محمد خان

محمد سردار خان ابن دلیر خان ابن احمد خان ابن شریف خان ابن
خان محمد خان المعروف بہ خان کمال زئی محمد سردار خان عہد داؤد خان مین

ولایت سے آئے وبزمانہ رایت نواب علی محمد خان عہدہ بخشیگری
پر مامور ہوئے وبعہد حکومت خود نواب حافظ الملک بہادر نے جاگیر
شش لاکھ روپیہ سالانہ کی واسطے مصارف بخشے صاحب موصوف کے
عنایت فرمائی بتاریخ بست وچہارم شہر ربیع الاول ۱۲۵۳ ہجری
بمقام اولا انتقال کیا آٹھ پسر اور نشے یادگار رہے یعنے احمد خان
ومحمد خان وشباہت خان وسعادت خان ومحمد نور خان وعبدالرحمن خان
وحبیب خان وفقیر محمد خان حافظ الملک بہادر نے احمد خان پسر کلان
اور انکے کو جانشین اون کا گردانا۔ چونکہ محمد خان کو سابق سے ایک نوع
کی خصومت احمد خان کے ساتھ تھی لہذا اپنے برادر کلان سے
منحرف ہوکر فتنہ وفساد برپا کیا ہر چند حافظ رحمت خان نے از راہ
مہربانی فہمایش کی مگر خیال مین نہ لایا وکینہ وعداوت بیشی بازنہ آیا وبعض
پرگنات پر دخل پیدا کیا پس حسب التماس احمد خان کے حافظ الملک بہادر
نے نواب محمد یار خان فرزند اپنے کو معہ فتح خان نشانہ مان وعبدالستار خان
وسید قاسم شاہ کے برائے تنبیہ محمد خان روانہ فرمایا محمد خان از راہ
جہالت وناوانی آمادہ کارزار ہوا ہنگام جنگ نواب محمد یار خان

ابن حافظ الملک بہادر کا ضرب بان سے پاؤن کسیقدر مجروح ہوا
جبکہ ہنگامہ زیادہ تر گرم ہوا ہمراہیان محمد خان گریزان ہوگئے کچھ دیر
تک محمد خان لڑتا رہا آخرالامر گرفتار ہوکر قید ہوا نواب محمد یار خان نے
بعد اسیری محمد خان کے جانب آنولہ مراجعت کی اور چند روز بطور حشیم نمائی
محمد خان کو قید رکھا تاکوئی اور شخص جاگیرداروں میں عدول حکمی نکرے۔
و مصدر فتنہ و فساد نہو۔ پس اوس روز سے تاہنگام شہادت حافظ الملک
بہادر احمد خان جاگیر متعلقہ پدر پر قابض و متصرف رہے بعد شہادت
حافظ الملک بہادر احمد خان بہ امید بحالی جاگیر خدمت نواب شجاع الدولہ
میں چند روز حاضر رہے آخر بے نیل مرام واپس آئے۔ نواب
فیض اللہ خان بہادر نے مواجب مناسبہ احمد خان کا مقرر فرمایا
تعیشات اوسمیں بسر کی بتاریخ بیست و ہم ماہ رمضان سنہ ۱۲۲۶ ہجری میں
انتقال کیا دوازدہ پسر اوسنے یادگار رہے دو پسر محمد خان سے یادگار
رہے۔ و تا حال کسیقدر اشخاص اونکی اولاد سے قصبہ آنولہ و رام پور
وغیرہ میں موجود ہیں۔

ذکر شیخ خان خانساماں

فتح خان کہ سابق مین برہمن تھے عہد داؤد خان مین بجور رسائی مشرف
بدولت اسلام ہوے و منظر محبت و پرورش داؤد خان کی فتح خان
کے اوپر نہایت رہی۔ انتقال داؤد خان کے بعد برہانہ نواب علی محمد خان
عہدۂ خانسامانی خاص پر مقرر ہوے خانسامان مذکور نہایت نیکنام
اور دیندار تھے جبکہ نواب علی محمد خان نے قضا کی نواب حافظ الملک نے
خانسامان کو برائے تربیت و تعلیم پسران نواب علی محمد خان مرحوم سپرد کیے
نواب اسد یار خان۔ و مرتضی خان۔ و محمد یار خان۔ مقرر فرمایا۔ بعد ازان
حافظ الملک نے از راہ قدیم نوازی بمقام تقسیم ملک پرگنہ و سلہت
و بدایون۔ و کہر کنوان۔ وغیرہ بنام صرف ذات و تنخواہ سپاہ فتح خان کو
مرحمت کیے۔ چونکہ خانسامان نیک اعتقاد تھے اکثر مساجد و بیر و چاہ۔
و مہمان سرائی انکی تعمیر کی ہوئی ہنوز موجود ہین سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین راہی
ملک عدم ہوئے۔ قبر انکی قصبہ آنولہ مین واقع ہے۔ چھ پسران سے
یادگار رہے۔ یعنی احمد خان۔ و عظمت خان۔ و سعظم خان و عظیم خان
و محمد دلیر خان۔ و محمد ذوالفقار خان۔ حافظ الملک بہادر نے احمد خان کو
بباعث کلانی عمر قایم مقام اون کا گردانا لیکن احمد خان سے انتظام

جاگیر وغیرہ بخوبی نہو سکا وغور و پرداخت متعلقان خانسامان کے
مطلقاً ملحوظ مین نہ آئی۔ جبکہ یہہ خبر گوشش حق نیوش نواب حافظ الملک
بہادر کے پہونچی پس بنابر رفاہ و فلاح جملہ جائداد خانسامان مذکور کو
سب اطراف پر جداگانہ تقسیم فرما دیا۔ کہ باہم فتنہ و فساد نہو لیکن تادم
مرگ درمیان احمد خان و محمد اعظم خان کے نزاع قلبی رہی۔ القصہ بعد شہادت
حافظ الملک بہادر کل جائداد اونکی قبضہ سے باہر گئے مگر نواب فیض اللہ خان
نے بوجہ قدیم نوازی کچھہ مواجب اولاد خانسامان کا مقرر فرما دیا چنانچہ
تا حال کچھہ لوگ اولاد خانسامان سے موجود ہین۔

ذکر ملا محسن خان

اصل اونکی امان زئی ہے۔ آغاز عمر جوانی مین ولایت سے آکر تحصیل
علم مین مشغول رہے بعد انقراض عہد ریاست نواب علی محمد خان مین ملازم
ہوئے و زمان ریاست نواب حافظ الملک بہادر مین بھی ممتاز رہے
سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین انتقال کیا نواب موصوف الصدر نے محمد حسن خان فرزند
کلان اونکے کو بجائے پدر خود قایم مقام کیا۔

بیان احوال عبد الستار خان

فتح خان کہ سابق مین برہمن تھے عہد داؤد خان مین بجور رسالی مشرف
بدولت اسلام ہوے و منظر محبت و پرورش داؤد خان کی فتح خان
کے اوپر نہایت رہی۔ انتقال داؤد خان کے بعد بربانہ نواب علی محمد خان
عہدۂ خانسامانی خاص پر مقرر ہوے خانسامان مذکور نہایت نیکنام
اور دیندار تھے جبکہ نواب علی محمد خان نے قضا کی نواب حافظ الملک نے
خانسامان کو برائے تربیت و تعلیم پسران نواب علی محمد خان مرحوم سپرد کیے
نواب اللہ یار خان۔ و مرتضی خان۔ و محمد یار خان۔ مقرر فرمایا۔ بعد ازان
حافظ الملک بہادر نے ازراہ قدیم نوازی ہنگام تقسیم ملک پرگنہ و سلہت
و بدایون۔ و کہرکنوان۔ وغیرہ بنام صرف ذات و تنخواہ سپاہ فتح خانکو
مرحمت کیے۔ چونکہ خانسامان نیک اعتقاد تھے اکثر مساجد و بیر و چاہ۔
و مہمان سرائی انکی تعمیر کی ہوئی ہنوز موجود ہین ۱۱۷۱ ہجری مین راہی
ملک اعدم ہوئے۔ قبر انکی قصبہ آنولہ مین واقع ہے۔ چھ پسران سے
یادگار رہے۔ یعنی احمد خان۔ و عظمت خان۔ و معظم خان و عظیم خان
و محمد دلیر خان۔ و محمد ذوالفقار خان۔ حافظ الملک بہادر نے احمد خان کو
بباعث کلانی عمر قایم مقام اون کا گردانا لیکن احمد خان سے انتظام

سے رام پور مین مصطفے خان کو پونچہتا رہا لیکن بعہد سلطنت حضرت
واجد علیشاہ مسمی عبد العلے خان یعنے پسر خورد مصطفے خان کا کوئی
حرکت بیجا رامپور مین کر کے لکہنو چلا آیا پس بخیال قدامت نواب حیدر علیخان
نے اوسکو رکہہ لیا اور ہر طرح پر اوسکی پرورش و رعایت کرتی رہے
لیکن اوس نامعقول نے بعد چند سال کسیے امر خلاف پر تکرار مسمی حیدر بخش
چیلہ نواب حیدر علیخان سے کر کے بوقت شب ہنگام خواب اوس بیچارہ
کو از راہ نامردی تلوار سے ہلاک کیا اور گریزان ہو گیا بعد ازین ہر چند
تجسس اوسکا کیا لیکن سراغ نملا جب سے مشاہرہ متذکرہ بالا مصطفے خان
یعنے پدر عبد العلیخان کا بند کر دیا گیا و عبد العلی بہ ایام غدر شہر رامپور مین
پھانسی پاکر ہلاک ہوا شعر خوئے بد در طبیعت کہ نشست ٭ نرود جز
بوقت مرگ از دست ٭ یہ نہایت بد معاش و لحاظ فراموش
آدمی تہا بموجب آن مصرعہ کہ خبث ناخن نگردد بسالہا معلوم ٭

بیان حالات شیخ محمد کبیر خان

یہ شخص نہایت دیندار و پرہیزگار جبری تہے حتی کہ بلقب شیخ مشہور ہوے
عہد ریاست نواب علی محمد خان مین بمعیت و رفاقت نواب حافظ رحمت خان

بھادر ولایت سے آئے و بعہد حکومت حافظ الملک بہادر روز بروز
ترقی مراتب امارت و مناصب محمد کبیر خان کی ہوتی۔ گئی اور عہدہ ہائے
جلیلہ پر ممتاز رہے اور ہر ایک امر کو بہ احسن الوجوہ انجام دیا۔ جب نواب
عنایت خان سے صدر حرکات ناشائستہ ہو کر بمقابلہ پدر والا قدر سے
پیش آئے شیخ محمد کبیر خان بحالت عارضہ شدید اون روزون مبتلا
تھے از راہ خیر خواہی و انجام بینی برائے فہمایش نواب عنایت خان
پیلی بھیت سے روانہ جانب بریلی ہوئے پس غلبہ مرض سے اثنار راہ
بین حال شیخ کبیر خان کا دگرگون ہوا جبکہ سواری انکی قریب دریائے
گنگا پہونچی تھی کہ مرغ روح نے قفس تن سے ۱۲۸۶ھ الہجری مین پرواز
کی مردان ہمراہی نے جنازہ اون کا بسرعت تمام لاکر شہر کہنہ بریلی
مین دفن کیا۔ حافظ الملک بہادر کو انکے انتقال کا نہایت قلق ہوا۔ تین
فرزندانسے یادگار رہے۔ محمد ستقیم خان۔ و عبد الحکیم خان۔ و محمد مقیم خان
حافظ الملک بہادر نے بعد ادای رسم تعزیت محمد ستقیم خان فرزند
کلان اون کے کو کہ جوہر قابلیت و اہلیت سے آراستہ تھے قایم مقام
اون کا گردانا اور خدمت رسالہ داری پر سرفراز فرمایا۔

احوال طلب دین خان

اور اخوند طلب دین خان رفیق قدیم و اوستاد نواب حافظ رحمت خان بہادر کے تھے جاگیر میں اونکے قصبہ امرپاتہا بعد انتقال اخوند صاحب مسطور اونکے خویش یعنے عبدالواحد خان قایم مقام ہوے اور جاگیر میں موضع بیٹھ پایا اور موضع مذکور بعد انتقال حافظ الملک بہادر کے بھی اونکے قبضہ میں رہا بعد اونکے اون کی فرزند مولوی محمد طاہر اوستاد نصیر الدولہ حافظ الملک بہادر کے رہے چنانچہ اونکی اولاد سے مولوی محمد یار خان و مولوی محمد حسن خان ہنوز بہ حیات تونک موجود ہین۔ اور اولاد گلشیر خان رفیق قدیم حافظ الملک بہادر سے عبدالرحمن خان تخلص بدروغ صاحب دیوان ہنوز موجود ہین۔ یہ آدمی نہایت لایق اور بادفع سرکار انگریزی مین بھی بعہدہ انسپکٹری ایک عرصہ تک ملازم رہچکے ہین بالفعل نشستن پاتے ہین۔ و مولوی محمد یار خان و مولوی محمد حسن خان کے بالغون ہوتے ہین چنانچہ عبدالرحمن خان نے مولوی محمد یار خان کی دختر سے اپنا عقد ثانی بھی کیا ہے اور صاحب اولاد موجود ہین۔

بیان محمد یوسف خان بہادر قندہاری

بعہد ریاست حافظ الملک بہادر محمد یوسف خان قندہاری ولایت سے
آکر اول چند سال بملازمت نواب حافظ الملک بہادر سرفراز رہے بعد
ازین کسی امر پر نواب عنایت خان بہادر خلف حافظ الملک سے ناراض
ہوکر اودہ مین آکر بہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے ملازم ہوے بعد انتقال
اونکے فرزند عبدالرحمن خان بہادر رسالہ دار ہوے و سرکار نوابان
و شاہان اودہ مین بسبب لیاقت ذاتی و شجاعت کے کارہائے نمایان
کئے اور جاگیر وغیرہ پائی اور نہایت معزز رہے چنانچہ مصطفے خان
بہادر پوتے عبدالرحمن خان بہادر کے محض برائے خیرخواہی و جان نثاری
بعہد منا جان و بادشاہ بیگم صاحبہ چہرہ توپ سے بمین پایہ تخت پر ہلاک
ہوے تا حال اونکی اولاد سے صحیح النسب ہلال الدین خان و نیز اور
اشخاص بہی اونکے عزیز و اقربا سے بشہر لکہنؤ و موضع خالص پور وغیرہ
بمین ابہی تک ہین اور مقبرہ عبدالرحمن خان بہادر کا متصل مقبرہ نواب
محبت خان کے واقع ہے چونکہ زیست مین باہم کمال اتحاد تہا بعد مرگ بہی
وہی قرب حاصل ہے و تاریخ عبدالرحمن خان بہادر کی کسی شاعر نے یہہ
کہی ہے ؎

وقتیکہ شد خان باعزو شان — روان سوی خلد برین زیں جہان

زمین گفت ہاتف بچشم پر آب — نہان شد بزیر زمین آفتاب ۱۲۲۰ھ

بیان مولوی الطاف رسول صاحب سرہندی

ہنگام مراجعت از ملک سرہند۔ اکثر اشخاص سرہندی ہی بلازمت و مرافقت نواب علی محمد خان و حافظ الملک بہادر ہمراہ چلے آئے تھے چنانچہ منجملہ اونکے مولوی الطاف رسول اول چند روز ملازمت نواب ذوالفقار خان مین رہے۔ وبعد انتقال مولوی صاحب موصوف شیخ الٰہی بخش پسر منجھلے اون کے اوسے عہدہ پر مامور ہوے و میر [illegible] علی و شیخ اصغر علی وغیرہ بھی تا زمانہ حضرت واجد علیشاہ اسی خاندان مین ملازم رہے۔ و بعد انتقال شیخ الٰہی بخش فرزند صلبی مولوی الطاف رسول یعنے مولوی اشتیاق رسول عرف مولوی مینا بخش ملازم اولاد نواب محبت خان کے بعہدہ مختار کاری بمشاہرہ مبلغ شصت و پنجروپیہ ماہانہ تا زمانہ غدر یعنے ۱۸۵۷ء تک رہے چنانچہ شیخ ولایت حسین اونکی اولاد سے مولوی محمد ہادی اور اکثر عزیزاونکے باحال بشہر لکھنؤ قیام پذیر ہین۔ منشی محمد جان خوشنویس و اولاد خواجہ محمد حسن پیرزادہ اونکے اقربا سے

سلہ ہر روز جمعہ و اولاد و ذریات کل حسب تحریر مکرر راقم کے پاس آتے تھے اور ان کا حال لکھا جاتا تھا

سلہ بعد بعض مہمات کے نواب ذوالفقار خان بہادر مرحوم بعہدہ وکالت

شہر بھوپال میں ہنوز موجود ہیں فقط اور ایک مسجد مختصر تعمیر کردہ
مولوی شتاق رسول قریب کمشنر گنج واقع ہے۔ وقبر مولوی مینا بخش
وغیرہ بعض مدفن اونکے یہان کہ اوسی مقام پر ہین دو پسر و یک دختر امجد النسا
عرف بڈھن صاحبہ اونسے تولد ہوے چنانچہ پسر کلان مولوی مینا بخش
مسمی شیخ علی حسین نے بحیات پدر خود انتقال کیا یک فرزند یعنی شیخ
عنایت حسین اونسے یادگار رہے دوسرے عنایت حسین یعنے ولایت حسین
ہنوز موجود ہین و شیخ محمد تقی پسر خورد و امجد النساء دختر مولوی مینا بخش
نے بعد از ایام عدہ لاولد انتقال کیا۔

بیان بعض دیگر رفقا و متوسلان و ملازمان خاندان نواب محبت خان

سعادت خان خلف بخشی مرداخان کا بھی مشاہرہ سات سو روپیہ ماہوار سے
کسیقدر زیادہ بعد انتقال نواب حافظ الملک بہادر سرکار نواب آصف الدولہ
بہادر سے بطور جاگیر بہ بنعدارش الماس علیخان خواجہ سرا نسلا بعد نسل مقرر
ہوگیا تہا سعادت خان آخر عمر میں مجنون ہو گئے دسمبر ۱۸۲۹ء نواب محبت خان
یہین رہے اور انہون نے اوسی عارضہ جنون مین انتقال کیا جو کہ سوائے

نبیج دختر کوچک پسر سعادت خان مذکور کا نہ تھا لہذا نواب صاحب موصوف نے
مشاہرہ متذکرہ بالا سعادت خان کا اونکی پانچون دخترون کے نام پر تقسیم
فرما دیا سو چار دختر اونکی اخلاف نواب محبت خان کی زوجائین ہین اور
ایک دختر کلان اونکی عظیمہ بیگم صاحبہ بشہر رام پور منعقد ہوئین ہین چنانچہ
جب سے مشاہرہ سعادت خان کا بشمول مشاہرہ نواب محبت خان کے
ملتا رہا۔ خاندان نواب محبت خان سے قریب سوا سو روپیہ ماہوار کی عظیمہ بیگم صاحبہ
کو کلکتہ سے بھیجا جاتا تھا۔ اور بعد انتقال عظیمہ بیگم صاحبہ کے انکی اولاد
واحفاد پر بھی مشاہرہ بنام سمیان غلام حیدر خان و غلام حیدر خان وغیرہ
تا بزمانہ غدر یعنے ۱۸۵۷ء برابر پہونچا کیا اور ایک نواسی عظیمہ بیگم صاحبہ کے
بہ مسمی سیج الزمان خان خلف امام بخش خان سے منعقد ہوئی لیکن اوس بی بی
نے لاولد بعد زمانہ غدر انتقال کیا۔

بیان حالات سید شاہ خواجہ حسین صاحب

سو دودی چشتی سید میران صاحب برادر کلان سید خواجہ حسین صاحب بعہد حکومت
نواب حافظ الملک بہادر شہر دہلی سے آکر نواب عنایت خان خلف کلان
نواب حافظ الملک بہادر کے ملازم ہوئے اور کامدار رہے پس از چند سال

بعد ازان سید خواجہ حسین صاحب کہ جن کا ذکر قبل ازین بھی کتاب ہذا مین بیان
ہو چکا ہے تشریف لائے و بمرافقت نواب محبت خان رہیلکھنڈ مین
قیام پذیر ہوے و بعد برہمی ریاست حافظ الملک بہادر بھی جس جس مقام
پر کہ نواب محبت خان رہے سید صاحب موصوف بھی وہین رہے
کسی رنج و راحت مین رفاقت نواب محبت خان کی ترک نہین کی چنانچہ نواب
محبت خان لکھنو مین آئے تو شاہ صاحب موصوف بھی ہمراہ تھے۔ ہنگام
قیام لکھنو نواب محبت خان چہل روپیہ ماہوار طعام خاصہ و جڑاول
سیان صاحب کو دیا کرتے تھے اور اوس زمانہ تک شادی کتخدائی بھی سیانصاحب
کی نہین ہوئی تھی سیان صاحب نہایت دیندار و ابرار جیسا کہ سادات صحیح
النسب کو ہونا چاہیئے ویسے ہی تھے لیکن سید صاحب کے مزاج مین
جرأت و حمارت زیادہ تھی چنانچہ اکبر و زنواب صاحب خاصہ تناول فرمانے
کو محل مین گئے اور سید صاحب موصوف کیواسطے مسور خواجہ سرا خوان طعام
لایا اوسکے کسی برتن مین اتفاقاً کوئی کہی پڑی ہوئی تھی اور سید صاحب
موصوف کو کہی سے نہایت نفرت تھی۔ پس بنظر غیض اوس خواجہ سرا کے
طرف دیکھا اور یہ قصد کیا کہ اوس کو مارون وہ خواجہ سرا خوف کر کے

میان صاحب کے سامنے سے بھاگا اور میان صاحب موصوف اوس کے
پیچھے اوس غیض و غضب مین دوڑے وہ خواجہ سرا تو بے تکلف محل کے
اندر گھس گیا اور سید صاحب بھی اوس غصہ کی حالت مین اندرون محل جا پہونچے
ملازمان نواب محبت خان مین کسیکی یہہ مجال نہ تہی کہ میان صاحب کو روک سکتا
خلاصہ یہہ کہ اندر محل کے جاکر جو مستورات وغیرہ کو دیکہا تو اوسوقت ہوش
آیا اور وہان سے یہہ کہکر پلٹے کہ بہائی یہہ سب میری بہن اور بیٹیان ہین
مین اسوقت غصہ مین اس بسکٹہ کے پیچھے بے تکلف محل مین آگیا معاف کرو
یہہ میرے واسطے کہانے مین کہی ڈال کر لیگیا تہا نواب محبت خان اوسیوقت
دسترخوان پر سے اوٹہہ کہڑے ہوئے اور میان صاحب کا ہاتہہ پکڑ لیا۔
اور فرمایا کہ میان صاحب کیا مضائقہ ہے جو آپ محفل مین تشریف لے آئے
بلاشک یہہ آپکی بیٹیان اور بہن تو کیسی سب کنیزین ہین پس اب چاہیئے
ہم اور آپ یہین کہانا باہم کہائین ہرچند میان صاحب نے عذر کیا لیکن نواب صاحب
موصوف نے ہرگز نہ مانا اور میان صاحب کو بیٹہا کر وہین دسترخوان پر اپنے
ساتہہ کہانا کہلایا جیسے موافقت و اتحاد فیما بین نواب محبت خان و حضرت
شاہ خواجہ حسین صاحب کے تہا کبہی کسی سے آنکہہ بہی نہ نیچی ہوگا۔

رقم یہ کہ بعد درہمی و برہمی ریاست نواب حافظ الملک بہادر کے سرکار کے
سوداگر کا پسر مسمی نہال کہ وہ نہایت دولتمند تھا۔ سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین بامید
علاقہ داری بعہد برائی نظامت بریلی سے لکھنو مین آیا و قریب سرفراز گنج بیرون
شہر لکھنو خیمہ ڈیرہ وغیرہ استادہ کرا کے قیام پذیر ہوا اوس سے سوداگران
رام پور سے کچھ اسباب وغیرہ خرید کیا تھا و قیمت اوس کی عرصہ سے سوداگران
مذکور کو وصول نہین ہوئی تھی و عدہای امروز فردا مین یہ لوگ پریشان تھے اور
یہ سوداگر کہ نواب محبت خان مین بھی آمد و رفت رکھتے تھے ایکروز
اون سوداگرون نے ہنگام ملازمت اپنی کیفیت نواب صاحب موصوف
سے بیان کر کے یہ عرض کیا کہ وہ حضور کے سرکار کے سودہی قدیم کا پسر ہے
اگر آپ خاوندی فرما کر اوس سے کہلا بھیجین گے تو ہمارے اسباب کی قیمت
جلد وصول ہو جاویگی اور ہم بسبب نہ وصول ہونے قیمت اسباب کے
یہان نہایت زیبار و پریشان ہو رہے ہین۔ نواب صاحب نے انکار کیا اور فرمایا
کہ اب وہ زمانہ ہمارا نہین رہا کہ کوئی خیال کرے وہ بنیے کا لونڈا اپنی دولت کے
غرور مین ہے شاید ہمارا کہلا بھیجنا خیال مین لائی یا نہ لائے۔ لیکن بموجب انکے
صاحب الغرض مجنون۔ اون سوداگرون نے کمال منت و سماجت کی اور یہ

عرض کیا کہ وہ حضور کے سرکار کا نمکخوار قدیم ہے اور یہہ دولت و ثروت
حضور ہی کے قدمون کی بدولت اوسے حاصل ہوئی پس بوجہہ لحاجت سوداگران
مذکور کے نواب صاحب موصوف نے ازراہ رحم دلی و مروت خانساماں
احمد خان سے فرمایا کہ اچھا تم کل صبح کو جاکر ہماری طرف سے بعد دعا ان
سوداگرون کی باب مین کہدینا چنانچہ حسب الحکم نواب صاحب خانساماں جی
مذکور سوار ہوکر اوس کے پاس گئے اور پیام گذاری کی لیکن اوس نامعقول نے
خانساماں مذکور کو یہہ جواب دیا کہ مین نہین جانتا نواب محبت خان کون ہین
پس خانساماں جی بہ آزردہ خاطری وہان سے اوٹھکر چلے تو اوس وقت
زیر لب یہہ بھی اوس نے کہا کہ رسی جل گئی بل نہین گیا دعا فرما بھیجی ہے
غرض کہ خانساماں جی نے وہانسے واپس آکر تمام سرگذشت نواب صاحب
سے بیان کی نواب محبت خان کو نہایت رنج و قلق اس امر کا گذرا اور رنگ
چہرہ کا متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ یہہ صدمہ مجکو بسبب ان سوداگرون کے ہوا
مین اول ہی سمجھا ہوا تھا لیکن ان لوگون نے نہ مانا اور مجھکو خفیف کرایا۔
نواب محبت خان اسی رنج و غصہ مین بیٹھے ہوئے تھے کہ سید خواجہ حسین صاحب
تشریف لائے تو دیکھا کہ نواب صاحب موصوف کچھہ فکر مین بیٹھے ہین سبب صاحب

نے اصرار کیا تو نواب محبت خان کی کیفیت من وعن بیان کی یہہ بات سُنکر
میان صاحب موصوف نے تھوڑی دیر وہان توقف کیا بعد ازان کہا کہ ہر اور
ہم جاتے ہین خدا حافظ۔ یہہ کہکر میان صاحب اوٹھہ کھڑے ہوئے نواب صاحب
نے یہہ جانکر کہ اپنے قیام گاہ پر جاتے ہین لیکن میان صاحب جو نواب صاحب کے
پاس سے پلٹے تو سیدھے اصطبل مین تشریف لائے اور ایک سائیس سے فرمایا
کہ جلد گھوڑا کھینچ اوس نے فوراً گھوڑا طیار کیا نواب صاحب کے ملازمون سے
یہہ مجال کسیکی نہین کہ جس امر کو میان صاحب فرماوین اور وہ اوس مین
تامل وتساہل کر سکین پس میان صاحب موصوف اوسیوقت گھوڑے پر
سوار ہوکر فرودگاہ نیپال کیطرف روانہ ہوے بعد ازین یہہ خبر نواب صاحب
کو پہونچی کہ میان صاحب آپ کی پاس سے اوٹھکر اصطبل مین گئے اور وہان
سے فلان گھوڑا کھچوا کر سوار ہو گئے چونکہ نواب محبت خان میان صاحب
کی طبیعت سے بخوبی واقف تھے فوراً خیال مین گذرا کہ اوسی سودہی کے
ڈیرہ پر گئے ہونگے پس نواب صاحب نہایت پریشان ومتردد ہوے
اور جملہ ملازمین وخاص برادرون وغیرہ کو حکم دیا کہ بہت جلد جاکر وغیرہ سواری
بھی لیتے جاؤ اور جو معاملہ کہ میان صاحب سے وہان پیش آیا تھا میان صاحب

کی متابعت سبحان ودل کرنا کسی بات مین بزدلی وکمی ہونے پائی۔ ملازمان
نواب صاحب کہ اونمین اکثر افغان دلاور تھے بموجب حکم فوراً روانہ ہوگئے
اسی عرصہ مین جناب میان صاحب موصوف اوس سپر سودھی سے
قیام گاہ پر جا پہونچے اتفاقاً وہ اوسوقت ناچ دیکھہ رہا تھا یعنے کوئی
طوائیف اوسکے روبرو مجرا کر رہی تھی ہیں میان صاحب دہلیز پر جاکر گھوڑے
پر سے اوترے اور گھوڑا سائیس کے سپرد کرکے بے اندیشہ اندرون خیمہ تشریف
لیگئے۔ جو کہ میانصاحب ایک شستین اور نہایت وجیہ آدمی تھے کسی دربان
وغیرہ نے روک ٹوک نکی یہہ بے تکلف اندرون خیمہ داخل ہوکر سارنگی والے کے
پیچھے کھڑے ہوگئے جب وہ رنڈی اور سارنگی اوسکے قریب آئے جسطرح
پیچھے سے میان صاحب موصوف نے چستی تمام جسطرح باز شکار پر گرتا ہے
جھپٹا کرکے سپر سودھی یعنے نیاں پر جا پہنچے ایک ہاتھہ اوسکی کمر مین ڈالا
اور دوسرے ہاتھہ سے پیش قبض نکالکر اوسکی شکم پر رکھدیا۔ نیاں زرد ہوگیا
اور دہشت سے غریب تھا کہ اوس کا بول براز نکل جائے تمام محفل درہم برہم
ہوگئی چہار جانب سے لیلئے کا شور اوٹھا اوسوقت میان صاحب نے نیاں سے
فرمایا کہ اپنے باوا کو منع کر ورنہ تیرا شکم ابھی چاک کردونگا پس اوس نے

سب کو منع کیا اور روکا کہ دور رہو قریب نہ آؤ ورنہ میری جان جاتی رہیگی
اور میان صاحب سے دریافت کیا کہ میںنے آپ کا کیا قصور کیا جس کا یہہ نتیجہ
دیکھا اوسوقت میان صاحب نے فرمایا کہ تو نواب محبت خان ابن حافظ الملک
بہادر کو نہین جانتا اسی مین خیر ہے کہ اوٹھہ کھڑا ہوتا کہ مین تجھی اپنے ساتھہ
لیجاکر نواب محبت خان کو شناخت کرادون وہ نہایت منت و سماجت
کرنے لگا اور کہا کہ وہ میرے آقائے نعمت و سردار قدیم ہین مین تو اون کا
خانہ زاد ہون نواب صاحب موصوف کو خوب جانتا ہون اول سمجھا نہین تھا
میںنے سمجھا کہ کوئی لکھنؤ کے امیرزادونمین سے ہونگے مجھی اون کی خدمت
مین حاضر ہونے سے کیا عذر ہے بلکہ اونکی خدمت مین جانا میرا فخر ہے۔ مگر
دست بستہ آپ سے عرض کرتا ہون کہ وہان میری آبروریزی نہو جائے۔ میان صاحب
نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے تیری آبروریزی نہین ہوگی اطمینان رکھہ یہہ کہکر
اوسے اوسیطرح گرفتار کئے ہوئے خیمہ سے باہر نکلے تھے کہ ملازمان نواب محبت خان
سعد فیل سواری وہان جا پہونچے پس میان صاحب سعد نہایل ہاتھی پر سوار
ہوکر آئے اور اوسکی ہاتھہ رومال سے بندہوا کر نواب محبت خان کے روبرو
لائے اور قدمبوسی کرایا اوس نے عذر تقصیر نافہمی اپنی کا نواب صاحب موصوف سے

کیا و قیمت مال سوداگران مذکور اوسیوقت حاضر کی نواب صاحب نی اوسے
دوشالہ - رومال بطور خلعت دیکر رخصت کیا وہ اوسکی دوسرے روز لکھنؤ
سے جانب بریلی روانہ ہوگیا اور نواب محبت خان نے میان صاحب سے کہا
کہ یہہ تمنی کیا جہالت و نادانی کی تھی جواب اسکی میان صاحب نی فرمایا کہ
برادر مجھسے تمہارا رنج و صدمہ نہ دیکھا گیا اس لئے تمہارے اقبال سے اوس
کافر کو لاکر تمہارے قدموں پر گروادیا ورنہ مین تو ایک سید فقیر ہون مجھی ان
باتون سے کیا علاقہ غیر جو ہونا تھا وہ ہوا - یہہ کہکر ٹال دیا کہ جیسے اونہون نے
کچھہ کیا ہی نہ تھا میان صاحب موصوف نی ہمیشہ تہمت باندہا اور لنگی رام پور کی
اکثر اوڑہتے تھے کبھی دوشالہ رومال وغیرہ سے غرض نہین رکہی سفید انگرکہا
یا کرتہ پہنا اور دوپٹہ شنگرفی یا سفید سر پر بندہا ہوا بیرا گی ہاتہہ مین چپرا
کمر مین لگا ہوا دربار سرکار جہان کہین گئی یہہ ہی وضع تا حیات رہی - روپیہ
اپنے ہاتہہ سے کبھی نہ چھوا - ایک مرتبہ جس شخص کے ساتہہ جو برتاؤ کیا مدام وہی رہا
کیا ممکن کہ اوسمین فرق آجائے فقط دیگر دبمقام آلہ آباد ہنگام مقیدی
نواب محبت خان میانصاحب موصوف نے ایک تلنگے کو بوقت شب خفیہ
طور پر قلعی کی برجیر پہی جسوقت کہ وہ پہرا دیرہا تہا دربا مین ڈہکیل دیا کہ وہ دوب کر

ہلاک ہوا بوجہ اس کی کہ تلنگہ مذکور نہایت بدذات و حرام زادہ تہا اکثر
شغل کبیرہ وغیرہ محشش باتین زبان سے نکالتا تہا اور میان صاحب موصوف
سے بہی بدزبانی کرتا تھا

بیان عقد و ترقی جاہ و حشمت و اعزاز سید خواجہ حسین صاحب
معہ بازہ دیگر حالات

سابق مین تحریر ہو چکا ہے کہ نواب محبت خان کو گانا و ناچ وغیرہ سننے
و دیکھنے کا جیساکہ امیرون کو ہوا کرتا ہے شوق تہا اکثر گانے بجانے کا
شغل بہی اونکے سامنے ہوا کرتا تہا و حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب
ہراک امر مین انیس و جلیس نواب صاحب موصوف کے رہتے تہے۔ علاوہ ازین
یہہ خود پشتینہ خاندان سے گانا سننے کے عاشق۔ پس نواب صاحب موصوف
کیخدمت مین اکثر طوائف بہی برائے رقص و سرود آیا کرتی تہین منجملہ اون کے
ایک طوائف بہاگ بہری نام کہ گانا و ناچنا اوس کا اچہا و فی الجملہ شکیلہ بہی
تہی آیا کرتی تہی جو کہ میان صاحب موصوف نہایت وجیہ و شکیل آدمی تہے
لہذا بہاگ بہری طوائف میان صاحب موصوف کی جانب زیادہ ملتفت

ہونے لگی جبکہ اوس کا میلان خاطر میان صاحب کو کچھ اور طرز کا پایا گیا تو از راہ
نیک نفسی و پاک طینتی ایکروز میان صاحب نے فرمایا کہ نیک بخت تو کیون
مجھہ فقیر حقیر کیطرف اسقدر توجہہ کرتے ہے مین تیری کام کا نہین تو باو شاہو
اور وزیرونکی پہلو مین بیٹھنے کے لایق ہے اور اوس سے کنارہ کیا۔ اتفاقاً
اوسی سال مین جناب شاہزادہ مرزا جہان دار شاہ بہادر دہلی سے لکھنؤ مین تشریف
لاے کہ جن کا تذکرہ کتاب ہذا مین قبل ازین بیان ہوچکا ہے اون کا ہر طرح
پہ پاس و لحاظ و ادب نواب اصف الدولہ نے مرعی رکہا و کمال خاطرداری کی
چنانچہ جملہ طوایف گویتی وغیرہ بہی بخدمت شاہزادہ صاحب موصوف حاظر
ہوا کرتے تہے منجملہ طوایف کے شاہزادہ صاحب نے بہاگ بہری کو پسند فرمایا
اور اپنا محل گردانا و اعزاز بخشا اوس رنڈی کو یہہ خیال ہوا کہ مین اس مرتبہ کو
بہ برکت زبان حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب کے بعنایت خدا پہونچی
ہون ورنہ اور صدہا طوائف مجہسی بہتر و برتر موجود تہین یہہ کیا کہ سب مین سے
شاہزادہ صاحب نے مجہی کو پسند کیا پس عظمت اور اعتقاد اوس عورت کا
میان صاحب کیطرف دو چند و سہ چند ہو گیا حتی کہ ایک روز تذکرہ اس امر کا
اوس نے شاہزادہ صاحب سے کیا یہہ بات سنکر شاہزادہ صاحب حد ہی زیادہ

میان صاحب کی ملاقات کے شایق ہوئے اور کوئی ملازم معتبر اپنا بھیجکر
سید خواجہ حسین صاحب کو یاد فرمایا سید صاحب نے اوسے یہہ جواب دیا کہ
شاہزادہ صاحب کے خدمت مین میرا سلام کہنا اور یہہ عرض کرنا کہ مین ایک
فقیر ناچیز ہون قابل صحبت شاہان نہین علاوہ ازین بغیر اجازت نواب محبت خان
ابن حافظ الملک کے مین کہین نہین جا سکتا یہہ جواب سُنکر جناب شاہزادہ صاحب
نے اوسیوقت اپنا ملازم معتبر و معزز نواب صاحب موصوف کے پاس
بھیجا اوس نے آکر شاہزادہ صاحب کیطرف سے بعد دعا نواب صاحب سے کہا کہ
تم سید خواجہ حسین صاحب کو ہماری پاس آنیکی اجازت دو چنانچہ نواب محبت خان
نے اوسیدم سید صاحب سے فرمایا کہ میان صاحب شاہزادہ صاحب تم کو
یاد فرماتے ہین ضرور جاؤ مین خوشی سے کہتا ہون - و شاہزادہ صاحب
کیخدمت مین اپنے طرف سے دست بستہ آداب اور تسلیمات عرض کرا بھیجا
چنانچہ میان صاحب پنس مین سوار ہوکر شاہزادہ صاحب کیخدمت مین گئے
شاہزادہ صاحب بکمال تپاک و اخلاق پیش آئے اور بہ تعظیم و تکریم میان صاحب
کو اپنے برابر بٹہایا و مزاج پرسی فرمائی اور اپنا اشتیاق ظاہر کیا جواب
اسکے میان صاحب نے کہا کہ مین اک فقیر حقیر بیکار صحبت سلاطین کی سزاوار

نہین یہہ آپ کی خوش اعتقادی و عنایت ہے کہ مجھسی ناچیز کو یاد فرمایا
اور میری حق مین ایسے کلمات فرمائے بعد ازان اوسیوقت شاہزادہ صاحب
حسب الطلب میان صاحب کو اندرون محل لیگئے وہ عورت میان صاحب کو
دور سے دیکھکر کھڑی ہوگئی اور دوڑکر قدمبوسی کی اور یہہ کہا کہ مجکو یہہ رتبہ
من بعد فضل خدا آپ کی جوتیون کے تصدق مین ملا میان صاحب نے بھی اوسکی سر پہ
ہاتھہ پھیرا اور دعا دی۔ الحاصل میانصاحب موصوف کسیقدر شاہزادہ صاحب کے
پاس توقف کرکے رخصت ہوے تو شاہزادہ صاحب نے میانصاحب سے وعدہ لیا
کہ تا ہنگام قیام لکھنؤ آپ ہر روز صبح کو ہمارے پاس ضرور تشریف لایا کیجئے
چنانچہ میان صاحب روزانہ شاہزادہ صاحب کے پاس جانے لگے۔ و نواب
آصف الدولہ بہادر بھی روز صبح کیوقت شاہزادہ صاحب کے سلام کو
آیا کرتے تھے پس وہانکی آمد و رفت و نشست برخاست مین میانصاحب نواب
آصف الدولہ و میان صاحب کے بھی کارتباط زیادہ ہوگیا ایکروز شاہزادہ صاحب
نے میان صاحب سے فرمایا کہ آپ اپنا عقد کیون نہین کرلیتے۔ بجواب اسکے
میانصاحب نے کہا کہ مین ایک فقیر آدمی خانہ بدوش ہون استطاعت خانہ داری
کی نہین رکھتا نواب محبت خان کیوجہسے اوقات اپنی بسر کرتا ہون

اور اونہین مقدرت میرے اخراجات خانہ داری وعیال داری اوٹھا نیکی
نہین دیکھتا اونکے مصارف آمدنی سے بڑھے ہوئے ہین لہذا مجکو کوئی ضرور
عقد کی نہین میرا تجرد متاہل ہونے سے اچھا ہے خوب بی فکری سے گذرتی
ہے شاہزادہ صاحب نے اسباب مین اصرار کیا اور فرمایا کہ آپ سنت
نبوی سے انکار کرتے ہین ضرور عقد کرنا چاہیے میان صاحب موصوف
نے پھر تامل فرمایا اور عذر کیا اسمین درمیان مین نواب اصف الدولہ بہادر نے
فرمایا کہ میان صاحب آپ عقد کرنے مین تامل نکرین جملہ مصارف خانہ داری
میرے ذمہ ہین اور بڑے میان صاحب یعنے حضرت سید خواجہ حسین صاحب
سے کہ برادر کلان وعینی سید خواجہ حسین صاحب کے تھے ونیز نواب
محبت خان سے بھی اسباب مین سفارش اشد الی الغرض ان صاحبون
نے ملکر بتجویز سید خواجہ حسین صاحب کو عقد کرنے پر راضی کیا اس سبب سے
شاہزادہ صاحب و نواب اصف الدولہ بہادر و نواب محبت خان نے
اپنی تجویز سے باوختر یکے از اقربائے نواب حسین الدین خان کہ سادات
صحیح النسب سے تھے شادی کی تجویز میان صاحب موصوف کی فرمادی
اور وزیر باغ مین جلسہ شادی منعقد ہوا شاہزادہ صاحب و نواب

اصف الدولہ بہادر و نواب محبت خان سے شریک بزم ہو کر نہایت
جاہ و احتشام کے ساتھ عقد میان صاحب موصوف کا پڑھوایا و نواب
اصف الدولہ بہادر نے اوسی روز صلے پانصد روپیہ ہوا سید خواجہ حسین صاحب
کا مقرر فرمایا۔ و پس از چند سال بارہ دری و محل سرائے تعمیر کردہ سید
بشیر کہ جس کا ذکر متضمن حالات نواب حافظ الملک بہادر کتاب ہذا میں
ہو چکا ہے خرید کر میان صاحب کو عنایت کی بعد ازان میان صاحب
موصوف نے اور مکان بھی گرد و پیش اوسکے بوجہ کثرت اولاد بحلہ
رستم نگر خرید کئے کہ تا حال اون مکانات سے کچھ باقی بحلہ مذکور باقی ہین
و مزار حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب و مقبرہ حضرت سید شاہ خواجہ
حسن صاحب معہ قبور دیگر اولاد و اقربا شان بحلہ مذکور موجود ہین
و نواب اصف الدولہ اکثر سید شاہ خواجہ حسین صاحب کے مکان پر تشریف
لایا کرتے تھے چنانچہ ایکروز نواب اصف الدولہ بہ سواری پالکی میان صاحب
کے مکان پر آتے تھے کہ بوجہ کوچہ ہائے تنگ بانس پالکی کا ایک شطرنجی
مکان کی دیوار سے اٹک گیا اور پالکی کا دہان سے نکلنا دشوار ہوا پس فوراً
بیلدارون نے وہ دیوار کھود ڈالی اور پالکی نکل آئی نواب اصف الدولہ

میان صاحب کے مکان پر آکر بیٹھے بعد حرف وحکایات میان صاحب نے
نواب اصف الدولہ سے کہا کہ نواب صاحب آپ مجھہ فقیر کے غریب خانہ پر
کیون تکلیف فرماتے ہین میں خود روز مرہ حاضر دربار ہوتا ہون - نواب
اصف الدولہ نے فرمایا کہ میان صاحب میرا آنا کیا آپ کو ناگوار ہوتا ہے
میانصاحب نے کہا کہ نہین آپ میرے سر آنکھون پر تشریف لاوین لیکن
بعض غربا اہل محلہ کو تکلیف پونچتی ہے وہ اپنے دل مین کہینگے کہ یہ
فقیر جب سے ہمارے محلہ مین آکر رہا ہے تو ہمکو تکلیف دیتا ہے - نواب
اصف الدولہ یہہ بات سُنکر ہنسے اور یہہ فرمایا کہ اچھا میان صاحب ہم
آج سے پالکی مین سوار ہوکر آپ کے مکان پر نہ آیا کرینگے اور حکم دیا
کہ آج ہی دیوار شطرنجی والیکے مکان کی درست کرادیجائے - چنانچہ
حسب الحکم نواب اصف الدولہ کے ایسا ہی ظہور مین آیا کہ دیوار اوس شطرنجی
باف کے مکان کی خام ہی پختہ بن گئی - بعد انتقال نواب اصف الدولہ کے
نواب سعادت علی خان بہادر و میان صاحب موصوف سے کمال اتحاد رہا
و نواب صاحب موصوف بھی میان صاحب کے مکان پر اکثر تشریف لایا کرتے
تھے اور میانصاحب کی عزت و حرمت بسطرح کہ نواب اصف الدولہ کرتے

تھے اوسیطرح پر بلکہ کسیقدر اوس سے زیادہ نواب سعادت علیخان کرتے تھے

بیان دیگر حسب اتفاق ایک روز نواب سعادت علیخان بہادر راجہ

نیکٹ رای کے باغ مین ناچ دیکھہ رہے تھے اور اوجاگر طوائف مجرا کر رہی

تھی وسید شاہ خواجہ حسین صاحب بہی شریک جلسہ مذکور تھی لیکن نواب

سعادت علیخان بہادر اون دنون تک شغل مے نوشی کا بہی کرتے

تھے پس نشہ کی حالت مین اوس رنڈی سے یہ فرمایا کہ اوجاگر میان صاحب

کی گود مین بیٹہ جا اوس نے قصد کیا تو میان صاحب نے اشارہ سے

روک دیا چند ساعت کے بعد پہر نواب صاحب نے اوس طوائف سے یہی

کہا اوس نے پہر قصد کیا میان صاحب نے اوس کو جھڑکا تو وہ الگ ہو گئی

لیکن میان صاحب موصوف کو بامن یہہ بات سخت ناگوار گذری اور دل مین

خیال کیا کہ نواب صاحب خلاف عادت اسوقت مجھسی تمسخر کرتے ہین اتفاقاً

نواب صاحب نے تیسری مرتبہ برہم ہو کر اوس طوائف سے فرمایا کہ ہم تجھسے

چند مرتبہ کہہ چکے تو میان صاحب کی گود مین نہین بیٹہ جاتی اوس وقت وہ

رنڈی خوف حاکم سے مجبور ہو کر بہت قریب میان صاحب کے آگئی اور قصد گود

مین بیٹہ جانے کا کیا میان صاحب نے اوس کو ہاتہہ سے ڈہکیل کر یہہ فرمایا

کہ دور ہو یہان سے یہہ گودی مال زادیون کی بیٹھنے کے لایق نہین
اس مین وزیر زادیان اور شہزادیان بیٹھین تو کیا مضایقہ ہے
یہہ بات اوس نشہ کی حالت مین نواب سعادت علیخان کو بہت ناگوار گذری
وکلمہ نامناسب یعنے بجای تم کے تو کے لفظ سے میان صاحب کیطرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہہ کیا بات بیہودہ کہی اوسوقت میان صاحب
موصوف کو غصہ ضبط کرنیکی تاب نرہی۔ اور چہرے پر ہاتھہ ڈالکر فرمایا
کہ اے دختر شجاع الدولہ خموش۔ اگر دوبارہ ایسا کلمہ زبان سے
نکالا تو اسیوقت اپنی جان اور تمہاری جان ایک کردونگا اور
سینہ پر چیڑکر لہو پی جاؤنگا۔ یہہ سخن میان صاحب کی زبان سے
نواب سعادت علیخان سُنکر دم بخود ہوگئے اور گردن جھکالی۔ وہ
جلسہ درہم و برہم ہوگیا۔ میان صاحب موصوف چند ساعت توقف کرکے
اوٹھہ کھڑے ہوی اور سلام علیک کرکے نہایت ہوشیاری کے ساتھہ
دہنے بائین دیکھتے ہوے باغ مذکور سے نکلکر اپنی فنس مین سوار ہوکر
مکان پر چلے آئے نواب سعادت علیخان بہادر نے بھی فی الحقیقت
بپاس و لحاظ سادات نہایت تحمل کو کام فرمایا ورنہ حاکم اور محکوم

مین بڑا تفاوت ہے میان صاحب کی جان جانے مین کیا تامل تہا چنانچہ
اوسی دن سے نواب سعادت علیخان بہادر و میان صاحب موصوف
سے یک لخت ملاقات ترک ہوگئی و نواب صاحب نے دو پانصد روپیہ
ماہوار کہ جو عہد نواب آصف الدولہ بہادر سے میان صاحب کو ملتا چلا
آتا تہا بالکل بند کر دیا۔ پس ازیک دو ماہ میان صاحب موصوف کو
تکلیف اخراجات وغیرہ کی ہونے لگی ہرچند کہ نواب محبت خان و
حضرت شاہ خواجہ حسن صاحب نے سید خواجہ حسین صاحب کو سمجہایا
اور فہمایش کی کہ تم بغیر طلب نواب سعادت علیخان بہادر کے پاس
چلے جاؤ اور وقت رشک کی حالت مین ان سے بہہ ایک حرکت خلاف
ہوگئی اور تکدر مین غصہ آگیا جسوقت تمہارا اور اون کا سامنا ہوجائیگا
تو یقین ہے کہ باہم صفائی ہوجائیگی اور کدورت نہ رہیگی لیکن میان صاحب
موصوف نے یہی کہا کہ اب جبتک نواب سعادت علیخان بہادر خود مجہکو
طلب نہ کرینگے مین ہرگز نہ جاؤنگا۔ اسی مین جو ہو سو ہو۔ یہان تک
کہ اسی بات کو عرصہ قریب آٹہ نو مہینہ کے گذر گیا اور میان صاحب
کو سوا بند ہونے تنخواہ کے ہر طرح کی تکلیف ہونے لگی سو آخر

کہ اخراجات میان صاحب کے نہایت کثیر تھے اور اولاد وغیرہ بھی کثرت سے
ہو گئی تھی لیکن ضد کی مار سے نواب سعادت علیخان بہادر کا سامنا کرتے تھے اتفاقاً ایکروز نواب سعادت علیخان بہادر کو معلوم کرنا
مین یہہ خبر پہونچی کہ قریب بنول گنج جو لکھنؤ سے سات کوس کے فاصلہ
پر واقع ہے اور اوس زمانہ مین گنج مذکور کے قریب کسیقدر جنگل بھی
تھا کہ ایک شیر آگیا ہے اور اوس نے کسیقدر مویشی وغیرہ کو مارا
ہے۔ باشندگان بنول گنج نہایت خائف و ترسان ہین۔ نواب صاحب نے
فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کل ہم خود جاکر اوس شیر کو شکار کرینگے چنانچہ
روز دوم ایسا ہی کیا۔ جب بنول گنج کے قریب نواب صاحب
یہہ خبر نواب محبت خان کو پہونچی چونکہ نواب محبت خان اوسوقت
حسین میان صاحب کے کمال اتحاد تھا اور نواب صاحب سوموقع پاکے
سے ہوا دار ہو کر [illegible] میان صاحب اوسوقت
ہوا رہے تھے دور ہی سے پیادہ و سوار و آفتابی وغیرہ جو نظر آئی تو
اپنے ایک ملازم سے کہا کہ دوڑ کر دیکھ تو کدا نواب محبت خان آتے ہین
اوس نے دیکھکر عرض کیا کہ ہیرو مرشد نواب صاحب ہی تشریف لاتے ہین
میان صاحب اوسوقت خط بنوا رہے تھے وہیں سے اوٹھ کھڑے ہوئے

اور حسب معمول قدیم نواب صاحب موصوف کو تا بہ صحن مکان آکر لیگئے اور
فرمایا کہ برادر اسوقت تمنی کیون تکلیف کی مجکو طلب کر لیا ہوتا۔ نواب
صاحب نے یہہ فرمایا کہ میان صاحب اسوقت مین بضرورت شدید تمہارے
پاس آیا ہون جو مین کہون وہ تم کو قبول کرنا پڑے گا میان صاحب
نے بجواب اوسکے فرمایا کہ برادر تمام آثاث البیت اور مکان اور لڑکے
بالے وغیرہ سب تمہارے ہین مجھسے کسی بات کی پوچھنے اور کہنے کی کیا
ضرورت ہے نواب صاحب نے فرمایا کہ وہ بات تمسے ہی کہنے کی ہے اور
تم کو ضرور اسی وقت منظور کرنا ہوگی میان صاحب نے استفسار کیا تو
نواب صاحب نے فرمایا کہ تم میرے سر کی قسم کہالو کہ مین منظور کرون گا
جب مین بیان کرون گا۔ اول تو میان صاحب نے کچھہ عذر کیے جب نواب صاحب
نے اصرار کیا تو میان صاحب نے نواب صاحب کے سر کے قسم کھالی۔
اوسی وقت نواب صاحب نے میان صاحب موصوف سے کہا کہ نواب
سعادت علیخان بہادر برائے شکار شیر جانب نول گنج تشریف لیگئے ہین لہذا مین تمسے کہنے آیا ہون۔ وہان سے طیاری فیل سواری کا
ہی حکم دے آیا ہون تم اسوقت میری کہنے سے نواب صاحب موصوف للصدر کے

پاس فوراً چلے جاؤ ورنہ مجھے ملال ہوگا۔ میاں صاحب نے یہہ بات
نواب صاحب کی زبان سے سُنکر کسیقدر تامل اور انکار کیا نواب محبت خان
نے فرمایا کہ میاں صاحب تم میرے سر کے قسم کھا چکے ہو۔ اسکا خیال
کرنا چاہیئے۔ دوئم یہہ کہ حضرت سید شاہ خواجہ حسن صاحب نے بھی سمجھایا
تو سید خواجہ حسین صاحب نے نہایت اپنا سر دھنا اور نواب صاحب سے کہا
کہ برادر تمنے اسوقت دھوکے میں اپنے سر کی قسم مجھسے لیلیے اچھا الامر
فوق الادب میں جاؤں گا۔ لیکن حجامت بنوالوں۔ نواب صاحب نے
فرمایا کہ حجامت اسوقت نہ بنوائے میری کہنے سے سوار ہو جاؤ
ناچار میاں صاحب موصوف نے اوسیدم لباس پہنکر عمامہ سر پر
لپیٹا اور ہاتھ میں سپر اگی و پیش قبض کمر میں لگا کر فیل پر سوار ہو کر
جانب تول گنج روانہ ہوئے و نواب صاحب یعنی نواب سعادت علیخان
بہادر جو اوس مقام پر پہونچے تو جہان شیر کا پتہ لگا تھا ہانکہ وغیرہ
حسب معمول کیا گیا تو کہیں شیر کا سُراغ نہ ملا۔ پس نواب صاحب
موصوف منغض اور بدمزہ ہو کر مقام مذکور سے پلٹے اور بسبب اسکی
کہ ماہتون اور سوارون کے ہمراہ ہونے سے گرد بہت اوڑتی تھی۔ لہذا

نواب صاحب نے حکم دیا کہ ہمسے جلد ہمراہیان سواری بہت دور پیچھے
رہین فقط بذات خود فیل پر سوار و چند کہار و خدمتگار نواب صاحب
کے ہمراہ رہے اور باقی سب لوگ پیچھے رہگئے اوسوقت جناب
میان صاحب پہونچے اور انہون نے بھی اپنا فیل سواری اونہین ہاتھونکے
ساتھہ جو کہ پیچھے نواب صاحب کے سواری کے آتی تھے ملایا اور آہستہ
آہستہ دیگر اشخاص سے باتین کرتے ہوے وہ اسیس آتی رہے کہ ایک
نشیب مین نواب سعادت علیخان بہادر کی فیل اوتری اور لوگون کی
نظرون سے اوجھل ہوگئی چند ساعت کے بعد صلابت خان چیلہ کہ
جو میان صاحب کے خواصی مین بیٹھا تھا اوس نے جھک کر چپکے سے
میان صاحب کے کانمین کہا کہ ملاحظہ تو کیجیے مجھے نواب صاحب کی
فیل پر تلوار چمکتی نظر آتی ہے پس میان صاحب نے بھی جو غور سے
دیکھا تو اوس کا کہنا سچ معلوم ہوا لہذا میان صاحب نے فیل بان سے
کہا کہ ہاتھی دوڑا فیل بان نے موافق حکم میان صاحب کے ہاتھی
بہت تیز دوڑایا و دیگر ہمراہیان کو یہہ ثابت ہوا کہ شاید میان صاحب
کو نواب صاحب نے طلب فرمایا ہے جو یہہ اپنا ہاتھی اسقدر تیز بھگائے ہوے

جاتے ہین ملفوظ یہ کہ کوئی کی پیاسی کو نظر کرنا سنا ہے کہ جب
میان صاحب موصوف نے یہ سنا تو ہیچ نوچ کیا کہ ایک شخص کو اس
فعل پر مار رہا ہے انہون نے فیل بان سے فرمایا کہ اسے جلد ہاتھی
بٹھا اوس نے ہاتھی بٹھایا۔ فرمان لگانے کی نوبت نہ آنی پائی تھی کہ
میان صاحب فورًا ہاتھی پر سے کود پڑے کہ جسکی سبب سے کسیقدر
صدمہ میان صاحب کے ایک پاؤن مین آیا لیکن انہون نے کچھ خیال اوسکا
نکیا فورًا جہپٹ کر اوس شخص کو للکارا اور فرمایا کہ او مردود یہہ کیا
کرتا ہے اور میان صاحب بہت قریب اوسکے جا پہونچے تب کہ اوس
شخص نے فیل کو چھوڑ کر ایک تلوار میان صاحب کے ماری میان صاحب کے
ہاتھ مین سپر لگی تھی انہون نے اوس سپر روکی اوس نے اور
دوسری تلوار ماری میان صاحب نے وہ بھی سپر لگی پر روکی اور بہت
قریب اوس کے پہونچکر دھی سپر لگی کہا کر اوسکے سر پر ماری کہ وہ شخص
اوس چوٹ کے صدمہ سے گر پڑا پھر میان صاحب نے بچالائی تلوار تھم
اوس سپر لگی کا اوس شخص کی گردن پر ڈالا کہ جسکے سر سے مار کہ
وہ زمین پر گر پڑا اور میان صاحب پیش قبض کرنے لگے کہ

چڑھ بیٹھے اور یہ قصد کیا کہ اسے ہلاک کردون اس درمیان مین نواب
سعادت علیخان بہادر فیل کی پیٹھ کو لوکر باہر نکل آئے اور فرمایا کہ میان
صاحب تمین سیر کی قسم اسکو مارتا ہین لہذا میان صاحب موصوف
نے ہاتھ ہٹا روک لیا اسی اثنا مین کہ جملہ ملازمان و ہمراہیان سواری
ہوا آپہونچی اور اس شخص کی مشکین باندہ لین بعد اوس کے اوس شخص
سے دریافت کیا کہ تو نے یہ حرکت نالایق کس واسطے کی تو اوس نے
بیان کیا کہ مین طلان پلٹن مین نوکر تھا مدت سے ملازم تھا عرصہ ہوا کہ تخفیف
مین آکر برطرف ہوگیا حتی کہ اب نوبت بیری بفاقہ کشی پہونچی تو دل مین
یہ خیال آیا کہ تو مرتا تو ہے پس کسی ایسے شخص کو مار کر مر کہ جس سے
نام دنیا مین رہجائے اسوجہ سے مین نے یہ حرکت کی تب غرض کہ نواب
سعادت علیخان بہادر بعد اس قصہ کے فیل مین سوار ہوے اور میان صاحب
سے فرمایا کہ ہمارے ساتھہ آؤ رفتہ رفتہ جب دولت خانہ پر پہونچے
اور جملہ ہمراہی پہونچکر رخصت ہوے تو میان صاحب کو نواب صاحب
اپنے ساتھہ کوٹھی مین لیگئے اور نہایت میان صاحب کی شکرگذاری اور
مدح و ثنا کی اور بہ آہستگی غلامی خان خانساماں کو حکم دیا کہ کشتی ہای خلعت لاؤ

چنانچہ اوس نے فوراً اکیس کشتیان لاکر حاضر کین اوسوقت نواب صاحب نے
میان صاحب موصوف سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میانصاحب یہ کشتیان خلعت
وغیرہ کی موجود ہین ہمراہ لیجاؤ۔ میانصاحب موصوف نے اوس کے قبول
کرنے مین انکار کیا اور کہا کہ نواب صاحب مین ان کشتیون کے لینے کا مستحق
نہین اگر یہہ کام آپ کے ملازمانمین سے کوئی رسالدار یا کمیدان و یا دیگر افسران
فوج مین سے کرتا تو البتہ اس انعام کا مستحق تہا مین بیچارہ ایک فقیر ٹکڑ گدا
کوئی بانکا یا سپاہی نہین کہ یہہ انعام لون مجھسے جو کچھہ ظہور مین آیا یہہ سب
فقط آپ کے اقبال کا باعث تہا ایک گنوار کو پکڑ لیا تو کیا فخر کیا مین یہہ
خلعت و انعام تمہارے سر کی قسم کسیطرح نہ لون گا اس سے مجھے
معاف رکہو ناچار نواب صاحب موصوف الصدر خاموش ہوگئے اور
دلمین سمجھہ لیا کہ میانصاحب ہرگز اسے قبول نکرین گے۔ بعد ازین میانصاحب
رخصت ہوکر اپنے مکانپر آئے۔ روز دویم نواب سعادت علیخان
بہادر نے جسقدر کہ تنخواہ میانصاحب کی چڑی ہوئی تہی حساب یکہزار روپیہ
اہوار میان صاحب کے مکانپر بہجوادی اور میان صاحب کو طلب فرمایا
اوسی روز سے صفائی کامل فیما بین نواب سعادت علیخان بہادر و حضرت

شاہ خواجہ حسین صاحب کی دوبارہ ہوگئی اور ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوا وآمد و
رفت میان صاحب موصوف کی۔ سابق دستور ہوگئی و نواب سعادت علیخان
بیشتر از پیشتر اعزاز و خاطرداری میان صاحب موصوف کی فرمانے لگے جب سے
وہ چہل روپیہ ماہوار کہ نواب محبت خان میان صاحب موصوف کو دیا کرتے تھے
لینا موقوف کیا اور یہہ فرمایا کہ برادر یہہ چار سو روپیہ اب میری طرف سے
میرے پنجون یعنے اپنے احلاف کو برائی شیرینی دیا کرو ہرچند کہ نواب صاحب
موصوف نے اسباب مین اصرار کیا لیکن میان صاحب نے کسیطرح نہ مانا۔ مگر لباس
سرمائی تمام عمر میان صاحب نے نواب محبت خان کے یہان کا پہنا۔ جو
دوشالہ رومال و خلعت وغیرہ میان صاحب کو نواب سعادت علیخان بہادر
کی سرکار سے عیدین و دیگر تقریبات وغیرہ مین ملتا تہا وہ اپنے فرزندونکو
دیا کرتے میان صاحب کو یعنے حضرت سید شاہ خواجہ حسن صاحب کو دیدیا
کرتے تہے کبھی خلعتی دوشالہ رومال خود نہین اوڑہا و نواب سعادت علیخان
نے بعد ازین اوس شخص کو کہ جسنے تلوارین قفس پر ماریں تہین بہ سزائے
سخت ہلاک کرایا اور اون کہارون اور خدمت گارون وغیرہ کو بہی سزائے
سخت دین سو راقم الحروف نے پہیراگی مذکور بچشم خود جناب میر محسن صاحب کے

پاس دیکھی ایک تلوار اوس کے خم پر لگی ہتی اور دوسری تلوار جائے گرفت
پر محرف لگی ہتی کہ اوس تلوار سے بیراگی کو دو تین انگشت شل قلم کے تراشا
ہتا اگر کسیقدر اور بڑہ کر پڑتی تو ضرور میان صاحب موصوف کے ماتہہ کو صدمہ
پہونچتا - **بیان دیگر** - سید شاہ خواجہ حسین صاحب کے ہشت پسر
و دو دختر ایک ہی زوجہ سے تولد ہوے کہ نام اونکے انشاءاللہ تعالی آیندہ
تحریر کئے جائینگے - بماہ صفر سنہ ۱۲۱۳ ہجری بعہد نواب سعادت علیخان بہادر
جب نواب محبت خان کا انتقال ہوا تو میانصاحب موصوف کو اس قدر
رنج و ملال ہوا کہ قابل بیان نہین - اکثر نواب صاحب موصوف کو یاد کرتے
تہے اور زار زار روتے ہتے اور یہہ معلوم ہوتا ہتا کہ از خود روز بروز
گہلے جاتے ہین اور کم زور ہوئے جاتی ہین نواب محبت خانکی قبر پر کبہی
نہین گئے اور یہہ فرماتے ہتے کہ اگر ہم نواب محبت خانکی قبر پر جائینگے - تو
پہر وہان سے زندہ پلٹکر نہ آئینگے وہین بیٹہ رہینگے یہہ فرمانا اون کا
صحیح ہتا چنانچہ نواب صاحب موصوف کے عرس مین حضرت سید شاہ خواجہ حسن
صاحب ہمیشہ تشریف لیجایا کرتے ہتے لیکن سید خواجہ حسین صاحب کبہی نہین
گئے و پس از چند سال بعد انتقال نواب محبت خان کے بہ ابتدائے زمانہ

غازی الدین حیدر شاہ اودھ پندرہوین شوال کو سید شاہ خواجہ حسین صاحب نے بہ عارضہ سل انتقال کیا اور اپنے صحن بارہ دری کے گوشہ مین جانب غرب زیر سایہ درخت تمر ہندی یعنے املی دفن ہوئے۔

بیان حال سید شاہ خواجہ حسن صاحب برادر کلان و عینی حضرت سید خواجہ حسین صاحب مرحوم

حضرت سید خواجہ حسن صاحب ابتدا سے عہد نواب اصف الدولہ بہادر لکھنو مین تشریف لائے یہہ نہایت درویش کامل بزرگ اولیا شان تھے گوشہ نشین عارف باللہ کسی بادشاہ یا وزیر کے دربار مین کبھی نہین گئے ہمیشہ متوکل بخدا رہے حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب کے مرید اور خلیفہ اور خالہ زاد بھائی بھی تھے صاحب کشف و کرامات بہت اوقات بہت اشخاص انکے مرید تھے ان کا انتقال پس از چند سال بعد رحلت سید خواجہ حسین صاحب کے ۱۲۴۶ ہجری ماہ ذی حجہ مین ہوا چنانچہ تاریخ وفات انکی یہہ ہے۔ **تاریخ وفات**

وفات یافت حسن آفتاب فضل و کمال — کہ در زمانہ ناشبلی دوم بود
بروز ماہ و سن رحلتش ندا آمد — دوشنبہ دہم ذی الحجہ ۱۲۴۶ھ بود

اور انسے ایک فرزند سید شاہ قطب اعظم صاحب و یک دختر صفحہ ہستی پر

یادگار رہے شاہ قطب اعظم صاحب کا بعہد نواب سعادت الدولہ
و روشن الدولہ بڑا اعزاز و دور دورہ سرکار سلاطین اودہ میں رہا
شاہ قطب اعظم صاحب نے سنہ ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا چنانچہ تاریخ انتقال

اون کی یہ ہے تاریخ وفات

چو حضرت شاہ قطب اعظم — سجادۂ عرش ساخت آباد
راسخ پئے سال انتقالش — برگفت کہ رحمت خدا باد
سنہ ۱۲۶۰ھ

اونکی اولاد سے پانچ پسر و چند دختر تھیں یعنی سید محسن و سید قطب حسن و سید محمد حسن و سید
اقطاب حسن منجملہ اونکے ایک فرزند خورد سید احمد حسن و یک دختر خورد یعنی زوجہ نواب صاحب کالپی مرحوم موجود
ہیں و دختر سید خواجہ حسن صاحب کی بہ سید ہاشم علی منعقد ہوئیں اور انسے
ایک ہی فرزند یعنے میر محتشم علی و یک دختر باقی رہی میر محتشم علی صاحب نے
قبل از ایام غدر لاولد انتقال کیا۔ و اولاد ہمشیرہ میر محتشم علی مرحوم
سے سید عابد حسین وغیرہ اخلاف میر اعظم علیہ الرحمۃ مرحوم یک و دو دختر
ہنوز بشہر لکھنؤ موجود ہیں۔

بیان اولاد سید شاہ خواجہ حسین صاحب مرحوم

اول فرزند کلان سید محسن صاحب دوم سید حسن صاحب سوم سید میر صاحب

چہارم سید جعفر صاحب۔ پنجم سید فقیر صاحب۔ ششم سید کبیر صاحب۔ ہفتم
سید امیر صاحب۔ ہشتم سید مظہر صاحب۔ سنجلا انکے سید حسن صاحب نے
لاولد انتقال کیا۔ و سید فقیر صاحب نے [illegible] لاولد انتقال کیا۔ و
کبیر صاحب نے لاولد انتقال کیا۔ و اولاد سید امیر صاحب سے جو اب کوئی
مرد و زن باقی نہیں ہیں لیکن بعض اشخاص کی اولاد سے کچھ مرد و زن ہنوز بشہر
لکھنؤ و قصبہ اودھ و جہانگیر آباد و ریاست ریوا وغیرہ موجود ہیں۔ و دختر سید
خواجہ حسین صاحب کہ جو خاندان سید سلطان شاہ صاحب سید میراں صاحب
سے منسلک ہوئی تھیں انکی اولاد سے بھی کچھ لوگ ہنوز باقی ہیں۔ و
سید محسن صاحب و دیگر بعض اعقاب سید خواجہ حسین صاحب مرحوم نے
اکثر سلاطین اودھ کے دربار داری کی اور عزت [illegible]
بشیر صاحب مرحوم ابن سید فقیر صاحب سنہ ۱۲۶۳ھ سرکار شاہان اودھ میں
بعہد سلطنت امجد علی شاہ و واجد علی شاہ عہدہ [illegible] جلیلہ پر ملازم
رہے[۲۰۰] و تا بزمانہ سلطنت حضرت واجد علیشاہ دو صد روپیہ ماہوار
کی پنشن اولاد سید خواجہ حسین صاحب کو ملتی رہی اور اب بھی بعض اشخاص
اولاد میاں صاحب موصوف کے نام پر سرکار انگریزی سے چیز ہی بچیز ہے

[illegible] و [illegible] اولاد سید خواجہ حسین صاحب کے ساتھ ہوا

تنخواہ بطور پرورش مقرر ہے۔ **بیان دیگر** ویک ہمشیرہ بھی
سید خواجہ حسین صاحب و سید خواجہ حسن صاحب مرحومین کی تھیں۔ اونکی
تین دختر و سہ فرزند میر قاسم علی عرف بڑے مرزا صاحب و میر ہاشم علی و
میر کاظم علی تھے۔ میر کاظم علی سے لاولد انتقال کیا و بڑے مرزا صاحب کے
فرزند سید ابن حسن صاحب و یک دختر بتھی۔ چنانچہ سید ابن حسن کے پسر
سید ابن الحسن صاحب اولاد ہنوز موجود ہیں و اونکی دختر کے فرزند میر سید محمد تھے
اونکی اولاد سے بھی کچھ اشخاص موجود ہیں و ہمشیرہ کلان بڑے مرزا صاحب کی سید شاہ
قطب اعظم صاحب سے منعقد ہوئیں اور سنکے بطن سے فقط ایک دختر شاہ صاحب
موصوف کے تولد ہوئیں اور وہ بھی بعد وفات موضع بگرام میں منعقد ہوئیں
چنانچہ دختر کلان شاہ صاحب موصوف کی بشہر لکھنو محلہ شاہ گنج سید مہدی
خلف میر معین صاحب کے میان سے منعقد ہوئیں ہنوز موجود۔ و صاحب اولاد
ہیں و ہمشیرہ دویم بڑے مرزا صاحب کی سید حسن صاحب سے منعقد ہوئیں
اونکے بطن سے سید امیر علی و سید کبیر علی متولد ہوئے سید کبیر علی
صاحب کے فرزند سید حسین صاحب ہنوز موجود ہیں۔ و ہمشیرہ سویم بڑے
مرزا صاحب کے سید اصغر علی صاحب سے منعقد ہوئیں اونکے ایک فرزند

سید نجم الدین صاحب مرحوم و یک دختر تولد ہوے و ہمشیرہ سید نجم الدین
نے لاولد انتقال کیا۔ و سید نجم الدین کی دختر بسادات سہسوان میر محمد جعفر صاحب
سے منعقد ہوئین ہنوز بشہر بڑودہ ہین بقید حیات و صاحب اولاد ہین۔
و سید محسن صاحب کے ایک پسر مسمی سید احمد حسین بطن زوجہ دیگر سے ہنوز
موجود ہین۔ و سید محمد جعفر صاحب سے پانچ فرزند و تین دختر یادگار رہے
یعنے سید محبوب صاحب و سید یعقوب صاحب و سید جلال الدین صاحب و سید
منصور صاحب و سید فرزند حسین صاحب منجملہ انکے سید یعقوب و سید جلال الدین
صاحب کی اولاد سے اب کوئی باقی نہین و سید فرزند حسین صاحب خود بقید
حیات و صاحب اولاد ہین۔ و سید محبوب صاحب و سید منصور صاحب کی اولاد
بھی ہنوز موجود ہے۔ و اولاد دختران سید جعفر صاحب سے بھی کچھ اشخاص
از مرد و زن رائے بریلی و آرا وغیرہ مین موجود ہین و سید فقیر صاحب
سے تین فرزند و دو دختر صفحہ ہستی پر یادگار رہے۔ یعنی خواجہ محمد بشیر صاحب
و جناب حضرت صاحب و سید علی اکبر صاحب نے بسال حال بمقام ہوپال
انتقال کیا یک پسر و یک دختر انکی اولاد سے ہنوز موجود ہین۔ و اولاد
دختران فقیر صاحب سے بھی کچھ اشخاص بہ شہر پٹنا و آرا وغیرہ موجود ہین

سلہ از اولاد میر محمد صدیق مرحوم احفاد سادات

وخواجہ محمد بشیر صاحب کا ایک پوتہ اور ایک پوتی اولاد سید نظام الدین
مرحوم وچند دختر صاحب اولاد موجود ہین۔ وجناب حضرت صاحب کے
بڑے فرزند از بطن زوجہ اول سید فخر الدین حسین صاحب تخلص سخن
صاحب دیوان وانکی تصانیف سے سروش سخن وبعض کتب اور بھی ہین
وبمقام ٹینا سرکار انگریزی مین بعہدۂ جلیلہ ملازم وصاحب اولاد ہین
اور بطن زوجہ دوم سے سید فرید الدین عرف فدن صاحب نہایت
لایق وچند دختر ہین۔ وموضع حاجی پورہ وغیرہ انکی ننہالی جائداد سے
ہے۔ واز بطن زوجہ سوم یعنے دختر میر اعظم علیصاحب مرحوم دو
فرزند سمیان سید رشید الدین وسید محمد حسن ویک دختر تولد ہوے
چنانچہ وہ دختر بسید علی حسن خان خلف نواب محمد صدیق خان مرحوم بشہر
بھوپال منقد موئین۔ وسید امیر صاحب کی بھی ایک دختر صاحب اولاد
موجود ہے۔ **بیان دیگر** بعد انتقال نواب محبت خان بھادر
وسید خواجہ حسن صاحب وسید خواجہ حسین صاحب مرحومین کے فیما بین اولاد
نواب صاحب موصوف الصدر وسید صاحبان موصوفین کے کمال اتحاد
وموافقت رہی کہ یہ بہر حال اونکے شریک اور وہ بہر حال انکے شریک

رہے - اور نسب نامہ سید صاحبان موصوفین کا حضرت امام انام سید
تقی رح بن حضرت امام انام سید موسی رضا رح تک یوں پہونچتا ہے - سید
خواجہ حسن بن سید محمد ابراہیم بن سید محمد غیاث الدین بن محمد شریف بن سید
محمد ابراہیم المشتہر بخواجہ کہار سرودی بن سید خواجہ محمد صالح بن سید
خواجہ سلطان محمد بن سید خواجہ احمد بن سید خواجہ محمد آفرین بن سید خواجہ
یحیی بن سید محمد قطب الدین بن سید خواجہ رکن الدین بن سید خواجہ
احمد بن سید قطب الدین سرودی چشتی بن سید خواجہ یوسف بن سید
محمد سمعان بن سید محمد ابراہیم بن سید عبد اللہ بن سید حسین بن سید
حسن بن حضرت امام انام سید تقی رح بن حضرت امام انام سید موسی رضا
علیہ التحیۃ والثنا

بیان سید میر نصاحب

میر نصاحب بزمانہ ریاست نواب حافظ الملک بہادر بصاحبت نواب عنایت خان
بہادر ملازم ہوئے بعد درہمی و برہمی ریاست مذکور پس از چند سال
انتقال کیا اونکے بعد فرزند اونکے یعنی میر حیدر علیصاحب ملازم و کامدار
نواب علی اکبر خان خلف کلان نواب مبشت خان بہادر شہامت جنگ کے

رہے اور اوسی ملازمت مین انتقال کیا۔ ومقبرہ نواب محبت خان مین
دفن ہوے بعدہٗ اونکے پسر بیرن صاحب چھوٹی شاہزادی صاحبہ کے
یہان بعہدہ داروغگی چند سال ملازم رہے عرصہ قریب پانچ سال کے
ہوا کہ بیرن صاحب نے لاولد انتقال کیا ومقبرہ نواب محبت خان مین قریب
اپنے والد کی قبر کے دفن ہوے۔

بیان مختصر احوال نواب حسین الدین خان مرحوم

نواب حسین الدین خان خورد بات نواب فخر الدین خان بہادر وزیر اعظم
سلطنت دہلی سے تھے بعہد حکومت نواب آصف الدولہ بہادر شہر لکھنو
مین آکر مقیم ہوے ومحلہ چہاولی قریب سعادت گنج بشہر لکھنو جو واقع ہے
اونہین کے قیام کیوجہ سے آباد ہوا اور شہر لکھنو مین نہایت معزز و
ممتاز رہے انکے ایک فرزند نواب امام الدین خان عرف مرحوم صاحب اور ایک صبیہ والا
سجیہ تھین۔ ودختر نواب حسین الدین خان کی نواب نصیر الدولہ عرف محمد
علیشاہ خلف نواب سعادت علیخان بہادر سے منعقد ہوئین اور خطاب
ملکہ آفاق کا پایا۔ چنانچہ اونکے بطن سے امجد علی شاہ و دو دختر تولد ہوئین
ونواب امام الدین خان با دختر نواب سعادت علیخان بہادر منعقد ہوے

دختر نواب امام الدین خان کی امجد علیشاہ منعقد ہوین اور ملکہ کشور کا
خطاب پایا اون کے بطن سے واجد علیشاہ و مرزا سکندر حشمت جرنیل
صاحب بہادر و یک دختر تولد ہوے و نواب امام الدین خان نے
ایک طوایف پہلکو نام کو بہی اپنے محل مین بٹہالیا تہا چنانچہ اوس
طوائف نے بعد زمانہ عذرا انتقال کیا و سرکار شاہی سے کچہہ مشاہرہ
اوسکے نام پر تا بحیات مقرر رہا و محلہ چہاولنی کی دیوانی و فوجداری
بہی نواب حسین الدین خان و نواب امام الدین خان سے تا بحیات متعلق
رہی سلاطین اودہ اوسمین کچہہ داخلت و دست اندازی نہ فرماتے
تہے چنانچہ محلہ چہاولنی و کشن گنج و شاہ کالی پہاڑ کا ٹیلہ وغیرہ با
والا مصحبہ چہوٹی شاہزادی صاحبہ کہ سلسلہ انکے ننہیال کا نواب امام الدین
خان سے ملتا ہے اور یہہ حضرت واجد علی شاہ کی حقیقی بہانجی
اور بہو یعنے مرزا ولی عہد بہادر سابق کے زوجہ ہین ابتک متعلق
ہے و معین الدولہ میر عنایت علیصاحب بہی انکے اقربا سے تہے
چنانچہ معین الدولہ بہادر بعہد محمد علیشاہ و امجد علی شاہ عہدہ ہاے
جلیلہ پر ممتاز رہے ابتک کچہہ تخاص اونکی اولاد سے بہ محلہ

سعادت گنج قیام پذیر ہین - وصاحب میر وغیرہ بھی اونکے اقربا سے
تھے اور ہمیشہ مرزا سکندر حشمت بہادر کے یہان بعہدۂ داروغگی
سرفراز رہے وایام غدر مین جبرئیل صاحب کے مکان پر ماری
گئے اونکی اولاد بھی ہنوز موجود ہے - نواب حسین الدین خان نے
بعہد نواب سعادت علیخان بہادر انتقال کیا - اور بزمین شیخ پور شاہ
کالے پہاڑ کے ٹیلی پر دفن ہوے چنانچہ مقبرہ اون کا اور ایک مسجد
تعمیر کرائی ہوئی نواب امام الدین خان کی مقام مذکور پر ہنوز موجود ہے
اور نواب امام الدین خان نے بزمانہ سلطنت نصیر الدین حیدر شاہ اودہ
انتقال کیا اور قریب کشور گنج کے دفن ہوے -

یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے - کہ حضرت خواجہ حسن صاحب
وسید خواجہ حسین صاحب و نواب حسین الدین خان و نواب محبت خان و
مرزا باقر بیگ خان رسالہ دار یک پٹہ مرید حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب
مرحوم کے تھے شاہ صاحب موصوف کا قیام مدام شہر فیض آباد مین
رہا اور وہین انتقال فرمایا اور وہین دفن ہوے گا ہے ماہے
لکھنؤ مین تشریف لاکر سید خواجہ حسین صاحب کے مکان پر قیام کرتے تھے

وشاہ صاحب موصوف وسید خواجہ حسن صاحب وسید خواجہ حسین صاحب
کے ہم جدی برادر یہی تھے ونواب حسین الدین خان ونواب امام الدین خان
قدیم اہل سنت والجماعت حنفی المذہب خاندان چشتیہ مین بیعت تھے
لیکن بعد انتقال نوابان مذکورین کے دیگر عزیز واقارب اون کے
بوجہ مخالطت وقرابت نوابان وشاہان اودہ کے شیعہ مذہب ہوگئے

بیان دیگر اور ایک مقام جو متصل محلہ چھاؤنی بنیاد منزل کے نام سے
مشہور ہے عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین وہی جگہہ قیام گاہ نواب
یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کے تھی اور مرزا غازی الدین حیدر بہادر
اوسی مقام پر تولد ہوے اسوجہ سے نام اوس کا بنیاد منزل رکھا گیا۔

بیان احوال مرزا قاسم بیگ صاحب مرحوم

مرزا قاسم بیگ خلف مرزا ابقا بیگ قوم شریف مغل قدیم باشندگان شہر
بنارس سے تھے والد اونکے یعنے مرزا ابقا بیگ جو تلاش روزگار مکان
سے نکلے تو پھر اون کا پتہ کچھہ نہ ملا کہ وہ کہان ہے اور کھان گئے بوجہ
گردش زمانہ خوشدامن مرزا ابقا بیگ یعنے نانی مرزا قاسم بیگ کی
بنارس سے پریشان ہوکر معہ اپنی دختر یعنے والدہ مرزا قاسم بیگ کے

شہر لکھنؤ میں ہیں - وبعد انتقال نواب محبت خان کے اون کی
صاحبزادیوں کے قرآن پڑھانے پر مشاہرہ دس روپیہ ماہوار و طعام
روزمرہ ملازم ہوئیں چنانچہ مرزا قاسم بیگ کہ یہ اونہون بہت کم سن
تھے ساتھ اپنی نانی اور والدہ کے تا ایام شباب خاندان نواب محبت خان
میں رہے اور پرورش پائی حتی کہ بعض مستورات خاندان نواب محبت خان
بہادر کہ جو کہن سال تھیں ان سے پردہ بھی نہیں کرتی تھیں - بزمانہ نصیر الدین
حیدر شاہ اودھ جب نواب ملکہ زمانیہ کا عروج ہوا تو مرزا قاسم بیگ
بعہدہ داروغگی بسرکار نواب ملکہ زمانیہ ملازم ہو گئے رفتہ رفتہ نہایت ترقی
اور مقدرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی اور مرزا قاسم بیگ کی نانی جب
نواب محبت خان کی صاحبزادیوں کو پڑھاتی تھیں تو اونکا پنجروپیہ ماہوار بطور
پنشن مقرر کر دیا گیا اور بعد انتقال اونکے بھی وہ مبلغ پانچ روپیہ ماہوار
بنام مرزا قاسم بیگ جاری رہا - و مرزا صاحب باوصف اس مقدور کے
جیساکہ اوپر بیان ہوا پانچ روپیہ مہینہ بھی تا ۱۸۵۷ء برابر لیتے
رہے اور جملہ خاندان نواب محبت خان سے برابر یگانہ وار ملتے تھے
کسیطرح کی غربت نہ پائی جاتی تھی جملہ رنج و راحت و شادی غمی میں شامل

غزنیدون کی شریک رہے۔ ۱۲۷۶ھ مین مرزا صاحب مذکور نے انتقال
کیا و متصل مقبرہ نواب محبت خان کے اپنی باغیچہ کی زمین مین جہان اونکی
والدہ دفن ہوئین تہین مدفون ہوے دو پسر سمیان مرزا محمد حسن بیگ
عرف مستیا بیگ و حسین بیگ و دختر مرزا قاسم بیگ سے یادگار رہے
چنانچہ مرزا حسن بیگ و حسین بیگ با دختران سید خواجہ محمد بشیر صاحب
منعقد ہوے پس از چند سال حسین بیگ نے لاولد انتقال کیا۔ و مرزا
قاسم بیگ کی دختر کا عقد عبد السبحق پسر شیخ عبد الغنی تاجر کے ساتھہ ہوا
[illegible] مرزا حسن بیگ پسر کلان مرزا قاسم بیگ مرحوم بہی لاولد تہے
اسواسطے انہون نے اپنی ہمشیرہ کی منجہلی دختر کو متبنیہ گردانا
[illegible] اس لڑکی کا عقد ہمشیرہ زادہ راقم الحروف یعنی محمد باقر علیخان
کے ساتھہ ہوا۔ چند سال ہوے کہ محمد باقر علیخان کی زوجہ کا انتقال بمقام
حیدرآباد دکن ہوگیا۔ لیکن وو فرزند و یک دختر اوسکے بطن سے
ہنوز موجود ہین۔ و محمد باقر علیخان نے اپنا عقد ثانی حیدرآباد دکن
مین کیا اور اونہین روزون مرزا حسن بیگ کا انتقال بمقام اودے پور
ہوگیا۔ اس لڑکے کی انتقال کی خبر اونکو پہونچی۔ و نہ مرزا صاحب کے مرگ کی

خبر اوس لڑکی کو پہونچی پائی یہ عجب اتفاق ہوا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ جب مرزا
قاسم بیگ کا انتقال ہوا تو قریب ایک لاکھ روپیہ کے جائداد از قسم نقد و جنس
و دیہاتہ و باغات و مکانات وغیرہ تھی لیکن مرزا حسن بیگ مرحوم نے
بہ اطراف زاید جملہ جائداد متذکرہ بالا کو آٹھ دس برس کے عرصہ میں مٹا دیا
آخر کار بملازمت ریاست ٹونک عہدہ وکالت سیوائے پر معمور ہوئے۔
اور وہین انتقال کیا۔ چنانچہ اونکے برادر عمو زاد سلطان مرزا صاحب
ایک عرصہ سے راج جیپور مین بعہدہ کوٹ گشتی سایرات ملازم ہین۔ و
بہ قصبہ چاکسو قیام رکھتے ہین۔ اور صاحب اولاد بھی ہین۔ اون سے اور
راقم سے اوسیطرح کا میل جول یگانہ وار ہی و یک ہمشیرہ بھی اون کی
بقصبہ مذکور صاحب اولاد موجود ہین و ہمشیرہ مرزا حسن بیگ مرحوم بھی
شہر لکھنؤ مین بہ قید حیات ہین فقط

بیان اختیار خان چیلہ

اختیار خان عہد ریاست نواب حافظ الملک بہادر مین افسر کردہ خاص
خیل کار رہا بعد فوت اوسکے پسر اوس کا مسمی برکت اللہ خان و یک دختر
خدمت نواب محبت خان بہادر مین رہی پانزدہ روپیہ ماہوار سرکار نواب

محبت خان سے پاتا رہا۔ بعد فوت برکت اللہ خان کے دو پسر مسمیان فیض اللہ خان
وحبیب اللہ خان باقی رہے اور دختر اختیار خان کا ایک پسر احمد علی خان
باقی رہا چنانچہ الماۃ مذکور ہر سہ اشخاص کے نام پر تا بہ ۱۸۵۷ء جاری رہا۔
پسران برکت اللہ خان و احمد علی خان لاولد فوت ہوے لیکن زوجہ احمد علیخان
مسماۃ دولہن جان ہنوز موجود ہے۔

کیفیت حکیم مرزا محمد علیصاحب افسر الاطبار

حکیم مرزا محمد علیصاحب کہ جو لکھنؤ کے اطبا مین نہایت مشاہیر سے گزرے ہین و
زمانہ شاہی مین بہت کچھ عروج و اعزاز پایا تا حیات خود خاندان نواب محبت خان
مرحوم مین بمشاہرہ پانزدہ روپیہ ماہوار از ابتداے حکمت تا بزمانہ رحلت
لازم رہے و علاج جملہ خاندان نواب محبت خان کا تا بحیات حکیم صاحب
موصوف ہی رہے متعلق رہا۔ و بروز جمعہ حکیم صاحب موصوف تا بحیات
خود بخیال ملازمت خاندان نواب محبت خان مین بلا طلب آیا کرتے تھے
اور نہایت ارتباط رکھتے تھے و باوصف اس عروج کے فرماتے تھے
کہ یہہ ہماری سرکار قدیم ہے۔

کیفیت مولوی عبد الجبش و مولوی علی بخش مرحومین

مولوی خدا بخش و مولوی علی بخش پسران چند سال بعد انتقال نواب محبت خان مرحوم صغیر سنی مین کہ عمر خدا بخش قریب اٹھ یا نو سال و عمر علی بخش قریب پنج سال تھی ہمراہ اور خود آئے خدا بخش اور مادر انکی خدمت نواب خدا یار خان ابن نواب محبت خان مین رہے۔ اور علی بخش نواب علی اکبر خان ابن نواب محبت خان کی خدمت مین رہے اور پڑہ لکھکر نہایت ہوشیار ہوئے اور عزت حاصل کی۔ حتی کہ بعد از غدر انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان مین دفن ہوئی چنانچہ اونکے پسر منشی عبدالرحیم خوشنویس خاندان نواب محبت خان مین تا حال موجود اور صاحب اولاد ہین۔ و نسل خدا بخش سے دو پسر سبحان بخش و حافظ حسین بخش و یک دختر ہی محمد بخش بعد چند سال از ایام غدر بمقام کلکتہ ٹیابرج مین لاولد فوت ہوئے۔ حافظ حسین بخش نے چند سال ہوئی کہ لکھنو مین قضا کی و مقبرہ نواب محبت خان بہادر مین دفن ہوئے انکی دو پسر و دو یک دختر ہنوز موجود ہین و دختر خدا بخش کی بہی ایک دختر صاحب اولاد ہنوز موجود ہے۔ خدا بخش بزمانہ غدر حین تلاوت قرآن شریف مین کفار کے ہاتہہ سے مارے گئے۔

بیان دیگر و مولوی محمد ہادی علیہ صاحب خوشنویس ہفت قلم کہ جنکی بیسون شاگرد و شاگردان شاگرد ابتک لکھنو و دیگر مقامات وغیرہ مین موجود ہین

ہمیشہ متعلق بخاندان نواب محبت خان رہے یہان تک کہ بزمانۂ غدر بشہر
بریلی بھی ان لوگون کے ساتھ حرم عیال و اطفال گئے اور ایک مقام پر بہ ہمراہیون
کے ہاتھ سے ہنگامۂ غدر مین نہایت زخمی ہوے لیکن چونکہ رشتۂ حیات قطع
نہین ہوا بعد فرو ہونے بلوہ کے شہر لکھنو مین واپس آئے اور قریب
بیس پچیس سال کے اور زندہ رہے اس درمیان مین اکثر اشتخاص
کو خوشنویسی کی سکھائی اور سکھائے قرآن شریف اپنے ہاتھ سے تحریر کیے۔ بعد
انتقال [illegible] کاکوری قدیمی شاگرد شاہ کاظم صاحب و شاہ تراب علیہ صاحب
[illegible] موجود ہین۔ و منشی شمس الدین
[illegible] بہت نام آور مشہور ہین۔ یہہ بھی شاگردان مولوی
امدی علیہ صاحب مرحوم سے ہین و ان کو بھی تعلق قدیمہ خاندان نواب محبت خان سے
رہا۔ و مولوی محمد مہندی صاحب مرحوم خوشنویس کا بھی اکثر تعلق خاندان نواب محبت خان
مین رہا۔ اونکے فرزندون [illegible] مولوی محمد ہادی و میان شیخ احمد ہنوز
بقید حیات ہین۔ بیان دیگر و حافظ خان محمد خان رامپوری از نسل ولایت
مدام خاندان نواب محبت خان مین بمشاہرہ بلغ دس روپیہ ماہوار ملازم رہے
و اکثر نبیرگان نواب محبت خان کو پڑھایا لکھایا عرصہ دراز ہوا کہ حافظ صاحب مذکور

سنے بعمر قریب نوے ۹۰ سال انتقال کیا۔ وسوضع چھندر ہیا بفاصلہ دو کروہ از لکھنؤ قریب باغ نواب حیدر علیخان مرحوم دفن ہوے اور اوسیمقام اپنے ایک چاہ تعمیر کردہ حافظ صاحب مرحوم کا بھی ہے۔

کیفیت لعل محمد خان

لعل محمد خان از عہد خورد سالی نواب محمد فتحیاب خان کے سرکار میں ملازم ہوے اور کامدار رہے انجام کار بعد انتقال فتحیاب خان مرحوم کے مبلغ بست روپیہ ماہوار لعل محمد خان کا بھی مشاہرہ نواب فتحیاب خان سے مقرر کیا گیا۔ بعد زمانہ مذکور لعل محمد خان فوت ہوے انکے دو پسر سبحان غلام غوث خان و غلام قادر خان و دو دختر ہین۔ ہر دو پسر لعل محمد خان کے لاولد فوت ہوے۔ واولاد ہر دو دختران سے دو پسر ہنوز موجود ہین۔

بیان حالات فتح محمد و ہٹو حجام

فتح محمد حجام از قدیم الایام بلازمت نواب محبت خان رہیلہ کھنڈ سے ساتھ آیا اور ایک برادر اوس کا ہٹو حجام بھی آیا تھا۔ بعد وفات فتح محمد ولی محمد پسر اوسکا اوسی خاندان مین تاحیات ملازم رہا۔ ولی محمد کی زوجہ اول سے ایک پسر علی محمد نام و زوجہ ثانیہ جو ولی محمد نے شہر لکھنؤ مین خلاف برادری اپنی کی

تھی وہ عورت اپنے کو سید انی بیان کرتی تھی واللہ اعلم بالصواب۔ اوسکے بطن سے
ولی محمد کے دو پسر سبحان حسن محمد و حسین محمد تولد ہوے لیکن اندونون لڑکون کو
ولی محمد نے اپنا پیشہ تعلیم نہین کیا بعد دونون روزگار پیشہ سے اور ان دونو نکے
عقد بھی ولی محمد نے اپنی برادری مین نہین کئے وہ اوسکی اس بہادری سے
اپنی لڑکیان حسن محمد و حسین محمد کو دین حسین محمد لاولد فوت ہوا۔ اور حسن محمد کا
ایک پسر مہدی حسین و شاید کوئی دختر وغیرہ بھی ہنوز موجود ہے۔ وبعد وفات
مادر علی محمد ولی محمد نے اپنا عقد سوم اپنی قوم مین کیا چنانچہ اوس کے بطن سے
ایک پسر مسمی غلام محمد و یک دختر ہنوز موجود ہے۔ الغرض بعد ولی محمد کے اوسکا
پسر کلان یعنے علی محمد تا حیات خود خاندان نواب محبت خان مین ملازم رہا۔ چند
سال ہوے کہ اوسنے بھی قضا کی۔ مگر علی محمد کے دو یک پسر خورد سال ہنوز موجود
ہین اور محلہ رستم نگر مین شو حجام کا بنوایا ہوا ایک حمام بھی تھا وہ حمام بعد
فوت شو حجام کے کہ وہ لاولد تھا ولی محمد حجام یعنے اوس کے بھتیجے نے بحیات
خود بزمانہ سلطنت حضرت واجد علی شاہ نواب کاظم علیخان ابن نواب محمد
منصور خان کے ہاتھہ فروخت کیا اونہون نے وہ حمام کہودوا کر اپنے مکان
اور باغ مین ملا لیا۔ بیان عسر گیر بعض علماے دین و مفتیان شرع متین بھی

خاندان نواب محبت خان سے موافق و بعض متعلق رہے جیسا کہ جناب مولوی
انوار صاحب مرحوم و مولوی عبدالوالی صاحب مغفور۔ و مولوی محمد مبین صاحب
و جناب مولوی عبدالرزاق صاحب مرحوم و جناب مولوی عبدالحی صاحب و جناب مولوی
محمد نعیم صاحب۔ و مولوی عبدالباسط صاحب۔ و مولوی عبدالوہاب صاحب۔
علماے فرنگی محل و بعض علمائے دیگر۔ جناب مولوی عبدالرشید صاحب۔ و جناب
مولوی حکیم محمد لطف اللہ صاحب۔ و مولوی نور محمد صاحب۔ و مولوی محمد علیصاحب
و جناب مولوی سلامت اللہ صاحب بدایونی۔ و مولوی صادق علیصاحب
و مولوی عبدالغفور صاحب۔ و مولوی سید محمد صاحب۔ و مولوی تراب علیصاحب
و جناب مولوی محمد سعد اللہ صاحب مراد آبادی۔ و جناب مولوی حسین احمد صاحب
ملیح آبادی۔ و مولوی محمد اکرم صاحب خوشنویس۔ و مولوی فرید الدین صاحب
و مولوی محمد مہدی صاحب خوشنویس۔ و مولوی محمد ہادی صاحب۔ ان
سب علما سے رسم اتحاد رہی۔ و بعض ان حضرات سے بھی متعلق نماند ان
نواب محبت خان سے رہے۔ چنانچہ جناب مولوی حکیم محمد لطف اللہ صاحب
مرحوم نے اکثر کتب حکمت حکیم نواب محمد حسین خانصاحب سے پڑھیں۔
کہ نواب محمد حسین خان شاگرد ان حکیم مرزا محمد علی صاحب تھے جنایت نام آور

ومتمازتھے ومولوی نور محمد صاحب۔ ومولوی محمد علی صاحب ومولوی فضل علیصاحب
وحافظ ضد انجش وحافظ علی حسن خان خیرآبادی بہ تربیت نبابی نواب محبت خان
مرحوم ملازم رہے ہیں ومیر قاسم علیصاحب داستان گو ومیر حسن مصنف
مثنوی سحر البیان۔ ویحیی خان پیکیت رستم خانی اور ولی محمد پیکیت ومیر
ولایت علیصاحب شہزور بھی متعلق اسی خاندان سے رہے وجناب میر
صاحب نے اکثر نبیرگان نواب محبت خان کو بندوق لگانا تعلیم کیا
چنانچہ راقم الحروف کے بھی یہی اوستاد ہیں۔

اسامی بعض احباب قدیم وبے تکلف راقم الحروف

مرزا وزیر الدین حیدر خان عرف نواب وزیر خلف نواب صفدر علیخان
ابن نواب شجاع الدولہ بہادر نواب ہمایون مرزا صاحب تخلص ہمایون از
اولاد نواب شجاع الدولہ بہادر نواب مرزا محمد عسکری خانصاحب عرف
نواب مرزا تخلص کوکب خلف نواب جعفر علیخان صاحب مرحوم از خاندان
نیشاپور۔ مولوی رفیع الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی تخلص رفیع۔
وسید یوسف صاحب منشی برکت علی خان۔ ومحمد سعید خان صاحب اخلاف
مفتی سراج الحسن صاحب ابن منشی عبد الکریم صاحب میر منشی گورنر جنرل سابق مصنف

تاریخ احمد شاہ درانی و محاربہ کابل و قندہار میر باقر علی و میر وزیر علی تخلص بہ فگار نبائی میر امیر علی

صاحب کمیدان باشندہ قدیم محلہ رستم نگر میر نعمت علیہ صاحب خلف میر حسن علیہ صاحب الہ آبادی

ٹھاکر غلام حسنخان تخلص بہ عبد و منشی محمد جان خوشنویس بن شیخ اعظم حسین مرحوم۔

اسمائے بعض حکام انگریزی کہ بعد زمانہ غدر راقم الحروف بن صاحبوں سے ملا

جناب ایف جی جان انگلیشن صاحب بہادر چیف کمشنر ملک اودہ جناب کوپر صاحب

بہادر کمشنر ملک مغربی و شمالی و چیف کمشنر ملک اودہ جناب ریٹا صاحب

بہادر کمشنر لکھنؤ و جناب ہمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نواب گنج و جناب نیم میجر

ہارسی نورٹن صاحب بہادر جوڈیشیل کمشنر۔ علاوہ ازین اور بھی اکثر صاحبان عالیشان

سے ملنے کا اتفاق ہوا کہ جنکے نام لکھنا باعث طول تحریر ہے۔ و قبل از ایام غدر بھی

خاکسار اکثر حکام سے ملتا رہا کہ اکثر چٹھیان عطیہ صاحبان والاشان خاکسار کے پاس

ہیں۔ افسوس کرتا ہوں کہ زمانہ قریب پچیس سال کے گذرا بسبب آتش زدگی

مکان اور سامان کے ساتھ وہ چٹھیان بھی جل گئیں۔ اور اپنے زمانہ وکالت ریاست

ٹونک میں بمقام چھاؤنی سیہور علاقہ ریاست بھوپال جن صاحبوں کی خدمت میں

کہ حاضر رہا اونکی نقل چٹھیات بطور یادگار برائے ملاحظہ صغار و کبار درج کتاب

کی گئین

ترجمہ چٹھی انگریزی عطیہ کپتان سی۔ ای کیمبال صاحب بھادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال

محمد سلیمان خان وکیل دربار ٹونک۔ نبیرہ مشہور نواب حافظ الملک والیٔ روہیلکھنڈ پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کی خدمت مین دو مہینہ تک ٹونک کیطرف سے وکیل رہے۔ اس عرصہ مین اکثر مجھسے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ یہ شخص شریف ہین۔ مین انکے علم و دانست سے خوش ہوا اور اپنی ریاست کی بہتری مین سے چاہتے ہین۔ المرقوم ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء دستخط سی۔ ای۔ کیمبال پولیٹکل ایجنٹ بھوپال۔

ترجمہ چٹھی انگریزی عطیہ میجر ایم جی میڈ صاحب بھادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال

محمد سلیمان خان وکیل ریاست ٹونک بھوپال ایجنسی مین ہین جب سے مین رخصت سے یہان پہ واپس آیا ہون۔ مینے ان کو لایق اور شریف آدمی پایا ہے اور یہ عالی خاندان ہین۔ اور مین انکی اون سرکاری عہدہ دارون کی عنایت کی جن سے کہ یہ ملین سفارش کرتا ہون۔ المرقوم ۲۹ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء۔ دستخط ایم جی میجر میڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بھوپال۔

ترجمہ چٹھی عطیہ ایل ایس نیوماچ صاحب بھادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال

حامل ہذا محمد سلیمان خان صاحب کلان بھادر ملک بھوپال وغیرہ کی ایجنٹی مین ریاست

ٹونک کی طرف سے جو کہ راجپوتانہ میں ایک معزز ریاست ہے تعین ہیں
میں ایک معزز افسر ہیں اور اس لایق ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کے تمامی
معزز افسران اُن کا خیال کریں۔ میں اونکی خواہش پر انکو یہ سرٹیفکیٹ دیتا
ہوں۔ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۸۹۲ء۔ دستخط ایس میوارچ پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال۔

ترجمہ چٹھی سی۔ ای کپتان کیمبال صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ
سابق بھوپال از مقام جھالراپاٹن۔ ۲۲ مئی ۱۸۹۷ء

شفق من میں نے آپ کی چٹھی مورخہ ۱۴ ماہ حال کی بابت آپ کا شکریہ ادا
کرتا ہوں۔ اور میں آپ کا میری خیریت دریافت کرنیکے بابت بہت ممنون
ہوا۔ میں خیریت سے ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ بھی خیریت سے ہونگے
میں نیمچ سے آگیا ہوں۔ اور اب یہ سے پاس جھالاواڑ ایجنسی کا چارج ہے
آپ کا مخلص۔ دستخط سی۔ ای کیمبال

وہنگام رخصت از سیہور سیڈ صاحب بہادر نے خاکسار کو لایسنس اسلحہ وغیرہ کا
بھی عنایت فرمایا۔ وہنگام روانگی از ٹونک صاحب ایجنٹ پولیٹیکل صاحب بہادر
جہاؤلی دیولی نے بھی لایسنس اسلحہ کا عنایت فرمایا تھا۔ وہدایت ٹونک
وکیل صاحب بہادر۔ و پریذیڈنٹ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ ہاڑوتی ٹونک سے

بھی ملازمت حاصل کی۔ فی الحقیقت صاحب ایجنٹ بہادر کو مینی نہایت خلیق
و شریف نواز و غریب پرور عادل و منتظم پایا۔ و جناب نیو مارچ صاحب بہادر
صاحب ایجنٹ بھوپال نے از راہ قدردانی و مردم شناسی بر خلاف وکلائے دیگر
راقم الحروف کو بمقام سیہور پیچ چیرٹ اپنے چیرٹ وان سے عنایت کیا اور اپنے
سامنے دوسرے پینے کی اجازت باصرار تمام فرمائی۔

بیان حال و اسمائے بعض دیگر ملازمان قدیم خاندان نواب محبت خان بہادر

عباس خان۔ و عبدالرحیم خان عرف بھالیخان۔ و فتح و ڑیم خان۔ و لشکری خان
و مرزا ابراہیم بیگ۔ و خواجہ افضل صاحب۔ و سید ابر صاحب۔ و شیر دل خان جمعدار
خاص برداران۔ و مرزا خیر اللہ بیگ داروغہ۔ و میر حمزہ علی۔ و فضل علی
و احمد خان خانساماں۔ و دولھا مرزا۔ ابن کاکا جی پروانہ پسر سغلانی قدیم
و شیخ فتح علی مہرکن و شیخ غلام علی سادہ کار۔ و رجب خان عطر ساز۔ و شیخ بندو علی
و شیخ رمضان۔ و میر ہربر علی۔ و میر رحمن علی۔ و شیخ حسین علی بیڑہ باز۔ و
حسن خان چھاتا بردار۔ و حسین خان۔ و قاسم علی۔ و حسین علی مرغ باز۔ و
بخشو جمعدار علم برداران۔ و نذر علی۔ و شیخ سنگی۔ و من چوبدار۔ و لعل حسین بخش

چنور بردار۔ وعلیم اللہ خان۔ وعبدالرحیم ہرکارہ۔ وموسی علی۔ وخیراتی خیاط
وشاہ جی خدا بخش۔ ولبنا کلود واساز۔ وطالب علی باورچی۔ وقادر داد خان
جمعدار۔ برچھی برداران۔ وامیر اللہ خان افغان۔ وچھوٹی خان۔ وخیر اللہ
فراش۔ وطرہ حقہ بردار۔ وغلام نبی بگبو عصا بردار۔ وحسین خان خورد
جمعدار خدمتگاران۔ وکھو خان۔ وکلو خان۔ وہیرا خان۔ وممریز خان
سیوائی۔ وجہان خان کتہ بردار سیوائی۔ ورمان خان نیل بان۔ وشیخ اصغر علی
وعبداللہ۔ ودل میر۔ ورحیم خان چرکٹا۔ ودایم خان نیکھا بردار۔
ومیان زاہد۔ وشیر خان۔ ورحم علی خان۔ ومحمد بیگ دربان۔ وبستی خان
وجہاد خان سیوائی۔ وڈڈی خان سیوائی۔ ومیر منڈک۔ وٹیکا چپراسی۔
وسید ونقیب۔ وکالکا پرشاد متصدی۔ وخبرو وولی محمد خاص ترکش۔
وشیخ نجف علی۔ میر معصوم علی۔ وحاجی محسن خان۔ ومیر مردان علی محرر۔
وپیر خان۔ ومحمد خان۔ بند وقچی شکاری۔ ومنگو۔ ویوسف سقہ۔
ومدے خان دربان۔ وہوانا۔ وسلاری خاکروب وغیرہ

بیان دیگر منجملہ اسمائے متذکرہ بالا کے مسمیان مرزا خیر اللہ بیگ داروغہ
ومیر حمزہ علی۔ وفضل علی خانساماں۔ ومیرزا ابراہیم بیگ۔ وشیخ

اصغر علی - و دولھا میرزا پسر مغلانی - و خواجہ افضل و شیخ نظر علی باز دار
و شیخ نجف علی - و شیخ رمضانی - و شیخ سنگی چوبدار - و پیر خان - و جیاؤ خان
و کھو خان سیواتی - و بستی خان - و یوسف سقہ - و محمد خان - و عبداللہ خدمتگار
و مانخان فیل بان - و شیخ بندہ علی - و لبنا کلود و اسارہ و رحیم علیخان وغیرہ
کی اولاد سے کچھ مرد و زن بشہر لکھنو و بعض دیگر مقامات پر جا بجا ہوئے
موجود ہین -

بیان اسمائے بعض غلامان و خانہ زادان قدیم نواب
محبت خان بہادر

سنور خواجہ سرا - و خلیفہ علی قلی - و غلام علی - و حیدر قلی - و جیون خان -
و چھوٹے خان - و رمضانی - و منگل خان و حسین بخش - و حبیب بخش - و بھادر
و بانکا - و غلام محمد - و مراد علی - و محمد بخش - و محمد یار - و احمد خان - و پیر خان
و غلام احمد - و حیدر بخش - و غلام قادر - و خدا بخش - و زین الدین - و مولا بخش
و غلام حسین - و وزیر قلی - و محمد قلی - و اعظم علی - و اشرف - و سرفراز -
و نجف علی - پسر غلامی - و احمد - و حسن علی - و غلام نبی - و نوروز علی - مان دیگر
منجملہ اسمائے متذکرہ بالا کے سیمان محمد بخش - و نوروز علی لاولد بقید حیات ہین

وحیدر قلی - وحسین بخش - وحبیب بخش - واعظم علی - واشرف - ومراد علی -
وغیرہ کی اولاد سے کچھ مرد وزن بشہر لکھنو و بریلی - وبعض دیگر مقامات پر
ہونا موجود ہیں - وبالفعل سمیان وزیر خان - وعبدالکریم - وکفایت اللہ - و
نصیر محمد - وحافظ شیخ رحیم الدین باشندگان شہر ٹونک - ومنو خان
باشندہ سیہور راقم الحروف کے پاس ملازم ہیں - بیان دیگر
منجملہ اشخاصان مذکورین کے عباس خان - وحسن خان - واعظم علی - واشرف
وپیر خان برزمانہ غدر ہمراہی نواب شمس الدین خان ونواب ضیاء الدین خان -
عرف حکیم محمد حسین خان - ونواب قمر الدین خان دست مخالفان سے ناکردہ گناہ
لڑ کر ماری گئے - اور مولوی ہادی علیصاحب وحسین بخش زخمی ہوکر بچگئے
ودو ہمزاد سعد پسر و منگل خان سعد پسر و رحم علی خان - ومحمد خان ہمراہی نواب
محمد تیم خان بمقام غازی پور گرفتار ہوکر کنارہ دریائے دوبہا متصل بیلی بھیت
ہلاک کئے گئے - ومحمد نسیم خان نے ہنگام تعدیہ جیل خانہ بریلی میں انتقال کیا
ومحمد سعد اللہ خان کو درحالت جنون بریلی میں پھانسی دی گئی - ونیز مرتضی خان
بھی کسی مقام پر ماری گئے - وسرفراز خان ہمراہی نواب لطف اللہ خان قریب
بیلی بھیت دست بدمعاشان سے مارا گیا - وغلام حسین کہنہ بزمانہ غدر

ضرب گولی بندوق سے ہلاک ہوا۔ اور حیدر بخش بزمانہ شاہی شہر لکھنؤ میں
ہنگام نواب وسمت عبدالعلی سے ہلاک ہوا و احمد شہر لکھنؤ محلہ بی بی گنج
ایک عورت فاحشہ کی وجہ سے مارا گیا۔ اور قادر بخش بماہ محرم سنہ ۱۳ ہجری
میں فوت ہو کر بمقبرہ نواب محبت خان دفن ہوا فقط و تاریخ شہادت
حکیم نواب محمد حسین خان کی بطور یادگار یہ ہے۔ تاریخ

چون محمد حسین خان نواب	رفت بر کافران چو تیر شہاب
روز آدینہ بستم رمضان	در مقامی بضرب تیغ و سنان
کشت اعدا مثال شیر ژیان	بعد جنگ و قتال بے پایان
گر و چون جرعۂ شہادت نوشش	ای اسد گفت ہاتفم در گوشش
مصرعۂ سال فوت بے مانند	وائے امروز مرد رستم ہند
	سنہ ۱۲۷۴ ہجری

اسمائے بعض زنان ملازمہ قدیم و بعض کنیزان وغیرہ

جگنا خانم عاشورن۔ سیرن زوجہ شاہ جی۔ خدا بخش امیر بائی۔ وزیرن سعلانی
محمدی پٹھانی۔ صاحب جان۔ پیاری خانم۔ ممو کی والدہ محل دار۔ خانم جان
دولہن بیگم۔ امامی خانم۔ چندو پٹھانی۔ راجن ہیقنی۔ منگلو ہیقنی۔ حیاتن

پیش خدمت - گلشن پیش خدمت - آلہی جان پیش خدمت - چاندنی پیش خدمت
رحمت پیش خدمت - کرامت پیش خدمت - کمن پیش خدمت

اسمائے بعض کنیزان قدیم

دولتا مدام - عنبر بیبیہ - سرفراز و - بخشی بخیبن - روپا - لچھمی - بڑی محبوبن
چھوٹی محبوبن - گنا - دل افروز - خدا بندی - اللہ بندی - منّی - اوجاگر -
رای بیل - پیاری - عمدہ - امامن - حسنا - ماہ رتن - سکھیہ بین - وفادار
بنو - کرنیا - رحیمن - پھول کلی - شب رنگ - عاشورن - حسینی - وزیرن
سکھیہ بین - نیک قدم - رحیمن بخیبن - امیرن - کمن - زیبا - دولت قدم -
بسنتی - شرفو - چھوٹی امامن - مہر پرور - رحیما - جھکو - پری چہرہ - نیزہ
سنا - عزیزن - خیراتن - سندر - حسینی - امجدی - چھوٹی پیاری - ہرمزی -
صنوبر - چمپا - دولت قدم - فرزانہ - نجیا - سازگار - گل بہار
لاڈو - دل افروز - بختاور -

بیان زمانہ غدر شہر لکھنو و حال معزولی واجد علی شاہ بماہ صفر سنہ ۱۲۶۳ ہج

حضرت واجد علیشاہ تخت نشین ہوئے - تاریخ تخت نشینی یہ ہے ؎

جو زیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر ہوا ہی سال جلوس اسلامی چراغ ہند ۱۲۶۳ھ

و شروع ۱۲۷۲ھ ہجر مین بعد شہادت مولوی سید امیر علیصاحب مرحوم کہ انہون نے اپنی تاریخ حیات مین خود فرمائی تہی - تاریخ

بذکر حق سراپا گوش دارم ہمے محو علی در جوش دارم

شنو تاریخ من قبل از شہادت سر میدان کفن بر دوش دارم ۱۲۷۲ھ

چنانچہ ماہ صفر مین مولوی صاحب موصوف بمقام شجاع گنج شہید ہوے - اور

اوسی سال مین بعد دو سہ ماہ واجد علیشاہ بحکم سرکار انگریزی معزول کئے گئے

تاریخ معزولی یہہ ہے - مصرعہ لکھنؤ شد خراب واویلا ۱۲۷۲ھ جب سے

ملک اودہ بہی شمول بملک سرکار انگریزی ہوگیا - اور واجد علیشاہ بطور

استغاثہ جانب کلکتہ تشریف لیگئے - بعد ہفتم ماہ شوال ۱۲۷۳ھ ہجر م ۱۸۵۷ع

بوجہ باغی ہوجانے فوج سرکار کی اکثر مقامات پر ہندوستان مین فتنہ و فساد

واقع ہوا - از جملہ شہر لکھنؤ و شہر بانس بریلی مین بہی بتاریخ متذکرہ بالا

شورش پیدا ہوئی - لیکن بمقام لکھنؤ ٹیلون جہاؤلی منڈیاون شہر مین دست اندازی

کرسکے مالا مال جانب دہلی روانہ ہوگئے مگر شہر مین عملداری سرکار انگریزی باقی

رہی اوسی زمانہ مین اندرون شہر روبرو سے پہلی بہون سرکار انگریزی نے

نے بخیال اشتعالک بغاوت منشی رسول بخش کا کوروی کو معہ اونکی لسپر د میر
عباس تھانہ دار کو پھانسیان دین۔ و مرزا حید رشکوہ شاہزادہ دہلی۔ رکن
الدولہ خلف نواب سعادت علیخان و نواب مرزا مصطفے علیخان بہادر کو بطور حراست
بیلی گارڈ مین مقید کر لیا چنانچہ نواب محمد حسن خان رکن الدولہ نے تو اوسی ایام قید
مین علیل ہو کر انتقال کیا اور بیلی گارڈ مین دفن ہوے۔ و مرزا حید رشکوہ
و نواب مصطفے علیخان نے بعد زد و ہو جانے بلوہ کے رہائی پائی اور واجد علی شاہ
کو بھی بمقام کلکتہ مٹیا برج سے لیجا کر بہ قلعہ ولیم فورٹ بطور حراست رکھا چنانچہ
بعد مدت شاہ موصوف نے بھی قید سے رہائی پائی۔ اوسی زمانہ مین خاکسار بعجز
راقم الحروف نے بھی ایک خط بحضور فیضگنجور چیف کمشنر ہنری لارنس صاحب بہادر
بمعرفت فرحت اللہ خان وکیل باشندہ بانس بریلی کے باین مضمون پیش کیا۔ کہ
ہم لوگ قدیم سے متوسل سرکار انگریزی ہین۔ و سرکار نے بہر نوع ہم لوگون کا
اعزاز و پرورش فرمائی۔ لہذا ایسے ہنگام مین جو کچھہ کہ حکم میری نسبت فرمایا جاے
بجان و مال حاضر ہون۔ صاحب موصوف نے بجواب اسکے ارشاد کیا کہ یہ شورش
اور بلوہ رزیل آدمیون کا ہے ہمکو یہہ حکم سرکار نہین کہ ہم شرفا و ذیقدر لوگون
سے لڑوائین۔ افسوس کرتا ہون کہ میں نے اوسوقت مین کوئی چھٹی صاحب

موصوف سے نہین لی - بعدازین شہم ماہ ذیقعدہ سنہ الیہ لکھنو مین بہی بالکل غدر
ہوگیا - اور صاحبان انگریز بمقام چنہٹ باغیون سے شکست پاکر بیلی گارڈ و محبلی بہون
وغیرہ مین محصور ہوگئے و فوج باغی نے چہار طرف سے محاصرہ کرلیا اہل شہر کو لوٹ
مار سے طرح طرح کی تکلیفین دینے لگی - خصوصًا اہل وتائیق اور متوسلان سرکار انگریزی
کے زیادہ تر دشمن تہے و مرزا رمضان علیخان جو بیس قدر بہادر خلف واجد علیشاہ کو
بعمر یازدہ سالگی مسند نشین ریاست لکھنو کیا - و نواب محمد ابراہیم خان شرف الدولہ کو نائب
اون کا گردانا لیکن جسطرح پر کہ ممکن ہوسکا جملہ اہل خاندان نواب محبت خان بہادر نے
اون باغیون کے ہاتہہ سے اپنی جان و مال و عزت کی حفاظت رکہی اس درمیان مین
یہہ سنا کہ بشہر بانس بریلی غدر ہوکر وہان پر خان بہادر خان ابن نواب ذوالفقار خان
خلف حافظ الملک بہادر کہ وہ اون روزون تمام اہل خاندان بریلی مین بڑے اور
معزز تہے - بابای صاحب کمشنر بریلی یعنے الک زنڈر صاحب بہادر مسند نشین ریاست
ہوئے - اس خبر کے دریافت ہونیسے ہم سب اہل خاندان نواب محبت خان و اولاد
نواب محمد وبدار خان ساکنان لکھنو کے دل مین یہہ خیال گذرا کہ اپنا جان و مال بچاکر
ہم لوگ کسیطرح اگر بریلی مین پہونچ جائین تو نہایت بہتر ہے - باغیون کے ہاتہہ سے امان
پائین لکھنو مین امید بچنے جان و مال کی نہین - آخر بہزار تدبیر و تردد بیگم صاحبہ

یعنے حضرت محل صاحبہ والدہ مرزا برجیس قدر سے بسفارش نواب شرف الدولہ
نائب رامپور رخصت حاصل کرکے بست و دوم ماہ صفر خانہ کوچ سہ عیال و اطفال
و سامان وغیرہ ہزار بارہ سو آدمی کی جمعیت سے جانب بریلی روانہ ہوے و تمامی
اثاث البیت باقیماندہ و جملہ مکانات و باغات وغیرہ مرزا قاسم بیگ صاحب مرحوم
کے بخیال اتحاد سابقہ سپرد کیے لیکن ہمارے عزیزون سے دو شخص مسمیان
علی حسن خان مجنون و محمد سعید خان و چند ستورات وغیرہ لکھنو مین رہے راستہ مین
ہر منزل پر راشن و لیرون سے جان و مال ہمارا دشوار تھا مگر بعنایت خدا بعد
طے منازل گیارہون روز قریب بریلی کے پہونچے وہان سے خان بہادر خان
نے آدھم لوگون کی سنکر تو قریب دو کوس بیرون شہر استقبال کرکے
اپنی ہمراہ شہر بریلی مین لیگئے اور جابجا مکانات نزول شدہ مین ہمکو جگہ رہنے
کی دی - و بعض لوگ ہم مین سے اپنے عزیزون وغیرہ کے مکانات مین فروکش
ہوے وہان پہونچکر چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ خیال اول ہمارا غلط تھا یعنے
یہ کہ خان بہادر خان بصلاح کمشنر صاحب بہادر مسند نشین ریاست ہوئے ہین
ظاہر بغاوت و بباطن صلح مدنظر ہے اونہون نے حقیقت مین بغاوت ہی پر کمر
باندھی تھی صلح مدنظر نہ تھی - مشہور عام ہے کہ دو ایک روز قبل از غدر

شہر بریلی صاحب کمشنر بہادر نے خان بہادر خان سے فرمایا تھا کہ نواب صاحب
امروز فردا یہان بلوہ ہونے والا ہے چونکہ یہہ ملک آپ لوگون کا موروثی
ہے آپ کچھہ اسکا بندوبست کیجئی۔ خان بہادر خان نے انکار کیا اور کہا کہ
یہہ ملک ہم لوگون کے قبضہ سے عرصہ دراز ہوا۔ کہ نکل گیا آپ کے قبضہ مین
ہے جب آپ کچھہ بندوبست نہین کر سکتے تو مجھسے کیا ہوگا۔ بعد ایک دو روز
اسی گفتگو کے بلوہ ہوگیا صاحب کمشنر جان بچاکر نینی تال کو روانہ ہوگئے اوسی
روز تمام رعایائے شہر و مدار علیخان و بخت خان وغیرہ نے ملکر خان بہادر خان
کو مسند نشین ریاست کیا و سلامی لی۔ و منادی کی و نذرین گذرانین۔ القصہ
بریلی مین پہونچکر کیا ہو سکتا تھا کہ چہار طرف آگ لگی ہوئی تھی کدہر جاتے اور کیا کرتے
ناچار سات مہینے تک بریلی مین رہے خان بہادر خان کو ہمارے پہونچنے سے
قبل خطاب و خلعت صنجانب شاہ دہلی مرزا ابو ظفر بہادر انتظام الدولہ محافظ الملک
خان بہادر ہزبرجنگ رئیس اعظم ملک روہیلکھنڈ کا آچکا تھا اور خان
بہادر خان نے ایک مہر بہ پرتو حکومت اپنے یہہ کندہ کرایا تھا۔ الحکم للہ
والملک للہ۔ اور مہر قدیم پر اونکے یہہ سجع کندہ تھا۔

سجع

شدیم خان بہادر بذوالفقار علی

جب بعد فتح لکھنو وغیرہ کے فوج سرکار انگریزی جانب ملک روہیلکھنڈ روانہ
ہوے اور ناظم شاہجہان پور نظام علیخان جو خان بہادر خان کیطرف سے امور تھے
شکست کھاکر گریزان ہوے یہہ خبر بریلی مین پہونچی تو ناہنار او اور
تاتیار او بہتورو والے ورئیس فرخ آباد نواب تجمل حسین خان وغیرہ نے
اس حیلہ سے راہ فرار اختیار کی اور خان بہادر خان سے کہا کہ ہمراہ اپنی
فوجین ہمراہ لیکر برائے مقابلہ شاہجہان پور کو جاتے ہین کچھ فوج اپنی بھی
آپ ہماری ہمراہ کر دین - خان بہادر خان نے بھی کسیقدر فوج اپنی کہ اوسکی
مین ساٹھہ ہزار مردان سپاہ از پیادہ و سوار اونکے ملازم تھے - ان اشخاص
کے ساتھہ دو چار ہزار آدمی کر دئے ان تینون سردارون نے بریلی سے
ایک دو منزل نکلکر پہاڑ کا راستہ لیا شاہجہان پور کیطرف رُخ بھی نکیا -
بالآخر فوج سرکار انگریزی شاہجہان پور سے بڑہتے بڑہتے چہارشنبہ تاریخ
۱۹ رمضان ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ ماہ مئی ۱۸۵۸ع قریب شہر مابین بریلی
کے داخل ہوی اور لڑائی طرفین سے شروع ہوئی اسمین فوج خان بہادر خان
و مانڈے خان و اسمعیل خان و ولیداد خان وغیرہ کی شامل تھی - دو پہر
کامل لڑائی رہی فی الحقیقت اس لڑائی مین فیروز شاہ نے بڑی بہادری

اور دلیری کی بعد وہ پھر کے یہہ تمام فوجین شکست کھا کر واپس ہوئین
اور خان بہادر خان نے ہوچہ فوج کو روکا اور بھاگنے پر سخت دست کیا
انجام کار بانسوں سے پٹوایا مگر تمام سوار و پیادہ پل کی راہ کو چھوڑ کر دریا سے
نکلیا مین تیر تیر کر نکل گئے۔ جب خان بہادر خان نے بھی مشورہ فیروز شاہ
اوسی دن تین بجے یہاں سے کوچ کیا اور تمام شہر کے لوگ بھاگنے لگے۔
مگر فیروز شاہ نے قریب دو پہر رات تک بیٹھ کر سورچال وغیرہ فوج انگریزی
کو اوسی دن شہر بریلی مین نہ آنے دیا دو پہر رات گئے کہ بعد فیروز شاہ
بھی میدان خالی کر کے روانہ ہو گئے۔ ۳۰ رمضان المبارک کو سلطانی ۶ ماہ
مئی سنہ مذکور الصدر کی فوج انگریزی مشرق و مغرب کی جانب سے داخل
شہر بریلی ہوئے اور حکم قتل عام اور لوٹ مار کا جاری ہوا ہم لوگ بھی
تہم ماہ رمضان المبارک کو شہر بریلی سے بسر و سامان حیران و پریشان
مع عیال و اطفال بوقت شب تمامی اثاث البیت وہین چھوڑ کر نکلے بعد ازان
راہ مین دست باغیان و رہزنان سے طرح طرح کی خرابیان اور تکلیفین
اوٹھائین و ہشت کس از اہل خاندان و بعض اکثر ملازمان اثنا راہ وغیرہ مین
جان سے ماری گئے و دو اشخاص کہ شہر لکھنو مین رہ گئے تھے وہ لکھنو مین ماری گئے

دیگ مقام پر اسپ سواری راقم الحروف کہ جو قبل از غدر آغا احمد شیرازی
مرحوم سے بقیمت بسلغ نہ صد و پنجاہ روپیہ خرید کیا تہا ضرب گولی ہائے بنادقی مخالفین
در ہزہان سے مارا گیا اور بندوق بہی ٹوٹی اور خفیف سا زخم پوست مال میرے بائین گھٹنے پر
بہی آیا غرضکہ کمال بے سر و سامانی سترہ روز کے عرصہ مین بمقام قصبہ محمدی کہ
وہ عملداری ملک اودہ مین واقع ہے پہونچی وہان احمد اللہ شاہ و خان بہادر
خان و اسمعیل خان وغیرہ معہ اپنے اپنے لشکرون کے موجود تہے اور شاہ جہانپور پر جنگ ہو رہی تہی چند روز قیام کر کے جب احمد اللہ شاہ موضع پوایان
کی گڈہی پر ضرب گولی بندوق سے مارے گئے بعد اوسکے ہم لوگ شاہ خیرآباد
ہوئے اور وہان سے بہ قصبہ مچہریٹہ پہونچکر سکونت اختیار کی اور دنون وہان
عملداری بیگم صاحبہ کی تہی اور باغیون کا جا بجا مجمع تہا سرکار انگریزی کی عملداری
فقط دو دو ہمار چار کوس تک شہر لکہنؤ کے باہر تہے حقیقت مین بزمانہ غدر
لکہنؤ کے لوگ جس دلاوری کے ساتہہ لڑی تمام ہندوستان مین کہین
کے لوگ اس جرأت کے ساتہہ نہین لڑے بیشک لکہنؤ والون نے
انتہا کی بہادری کی - یہہ بہی معلوم کرنا چاہئی - کہ بہ زمانہ غدر یعنی سنہ ۱۲۷۲ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۵۷ عیسوی راقم کو خوب یاد ہے کہ کوئی شخص از اولاد ملازمان

وغلامان دکنیران وغیرہ مین ایسا زندہ نہ تہا کہ جسنے حافظ الملک بہادر کو اپنے
آنکہہ سے دیکہا ہو۔ القصہ قریب تین ماہ ہم لوگون کا قیام وہین یعنے مچہلی
مین رہا تمام موسم بارش وہین گذرا اس درمیان مین سرکار انگریزی سے استہانات
عفو جرایم صادر ہوئے اور عملداری کمپنی کی اور شکر انتظام مملکت جناب
ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کی جانب سے شروع ہوا اور رعایا کو امن دیگئی
فقط وہ اشخاص کہ جو خاص ملازم سرکار تہے اور باغی ہوگئے یا وہ لوگ کہ
جنہون نے صاحبان انگریز بہادر کو بحالت مجبوری ہلاک کیا یا جن لوگون نے زن
اور بچون کو قتل کیا یہہ تین قسم کے لوگ عفو جرم سے مستثنے رکہے گئے
یعنے ادکی مجرمی دائم قایم رہی پس ہم لوگون نے بہی بہیس بدلکر ایک عرضی پیش
طور پر ہدایت ٹیکا چپراسی ملازم معتبر اپنے کے برائے حصول اجازت
حاضری خود بہ شہر لکنہؤ خدمت مین کوانا صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لکنہؤ
ارسال کی چنانچہ صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ عرضی ہم لوگون کو
شہر مین آنیکی اجازت دیدی و بپروانہ راہداری کا ازراہ عزت افزائی
مرحمت فرمایا ہم لوگ اوس حکم نامہ کو دیکہکر خوش ہوئے جو کہ بظاہر
قصد لکنہؤ مین داخل ہونے کا بجوف باغیون کے نکر ستے تہے کہ دس

اشخاص ہمارے خاندان کے دست باغیان وراہ زنان سے تمامات
متفرق پر سعہ باز دیگر ملازمان ہمراہی ہلاک ہوچکے تھے لہذا بجبلہ روانگی
دیگر ہمراہیوں کے چکر چھیتے دن لکھنؤ مین داخل ہوے اور جا بجا
اپنے احباب اور دوستون کے مکانون مین فروکش ہوے بسواسطے کہ
مکانات ہم لوگون کے سرکار مین نزول ہوگئے تھے روز دیم کو توالی مین
جاکر روبرو وڈ صاحب کوتوال شہر کے جملہ اظہارات دیگر جرم بغاوت سے
بری کئے گئے بعد ازین صاحب ڈپٹی کمشنر آکمپیٹ صاحب بہادر کی
خدمت مین حاضر ہوکر اور تمامی اظہارات دربے جرمی اپنی ثابت کرکے
صفائی حاصل کی اور مکانات و باغات ہم لوگون کی جو سرکار مین نزول ہوگئی
تھی بتاریخ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۵۹ عیسوی رجسٹر نزول سے واگذاشت ہوکر
مرحمت ہوئی اوسکے بعد کچہری وشیقہ و پنشن مین گئے اوس زمانہ مین
یعنے بعد عذر ولیس صاحب بہادر مہتمم خزانہ و دفتر پنشن و دشیقہ وغیرہ صنجانب
سرکار مقرر تھے صاحب موصوف نے بعد اظہار لینے ہم لوگون کے
کسقدر نفسانیت دنیوی کو کام فرمایا اور رحم دلی و عدالت نہ کی چونکہ
ہم لوگ اون روزون محض بے سروسامان بحال ہلاکت و پریشانی

مبتلا تھے - صاحب مذکور کے خدمت گذاری بخوبی نکر سکے اسوجہ سے دلیس
صاحب نے علی بخش خان رسالہ دار ساکن قدیم شہر بانس بریلی و میرزا جعلی داروغہ
کو کہ وہ حسب منشا صاحب مذکور کام کیا کرتے تھے گواہ قرار دیکر ہم لوگون کو باغی
و پنشن دوامی قدیم [illegible] کو جو عرصہ قریب سو برس سے نسلاً بعد نسل و بطناً
بعد بطن سرکار سے بعوض جایداد املاک ہیلکھنڈ ملتی چلی آتی تھی ضبط کرا اس پنشن کا
جلد دوم کتاب عہد نامہ جات مرتبہ بسٹر انجیس صاحب بہادر میں موجود
ہے حیاتی قرار دیکر رپورٹ ضبطی کی سرکار میں گذارنی لیکن صاحب کمشنر اپیٹ
صاحب بہادر نے ہنگام ملاحظہ کمال قدر رحم دلی کو کام فرما کر یہہ رائے اپنی
اوس رپورٹ میں شامل کی کہ جو لوگ اسمین سے کبیر السن صاحب قبض
از مرد و زن باقی ہین اون کے نام پر کچھہ بقدر پرورش سرکار سے تا بحیات
مقرر ہونا چاہئی باقی پنشن ضبط کیجائے چنانچہ حسب سفارش صاحب ممدوح
کے جسقدر مرد و زن ضعیف اوس زمانہ مین زندہ تھے اون کے نام پر بصد
رشتی پنشن قریب پانصد روپیہ ماہوار کی جاری ہوئی جو کہ اوس زمانہ مین
عمو صاحب قبلہ نواب حیدر علی خان بزرگ خاندان و جناب والد ماجد
خاکسار یعنے نواب محمد سعید خان اخلاف نواب محبت خان مرحوم

بقید حیات تھے اون لوگون نے سالہا سال تک پنشن مین استغاثہ دیدیا کوشش
کی دہزار ہا روپیہ کا مصارف ہوا کہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ روپیہ ماہوار وکلا کو
دینا پڑا مولوی نورالدین صاحب مولوی شرف الدین اخلاف مولوی برانی صاحب
مرحوم سالہا سال پیروکار و مختار رہے مگر حاکمان ملک اودھ نے کچھہ سماعت
نہ فرمائی ورائے صاحب مہتمم خزانہ بحال رکھی - بیان دیگر - ۱۸۵۹ء مین یہہ
سنا کہ خان بہادر خان زیر دامن کوہ نیپال ہنگام ہنگ پشت اسپ سے گر کر
گرفتاری ہوگئی - وبجراست لکھنؤ مین آئے وہنگام رو بکاری بحضور صاحب کمشنر
وچیف کمشنر بہادر فرش پر بیٹھہ گئے اور یہہ کہا کہ مدتون کرسی پر برابر بیٹھے اب
قیدیون کی جگہہ پر بیٹھنا چاہیے لیکن صاحب چیف کمشنر بہادر نے نہ مانا اور فرمایا کہ
نواب صاحب آپ کرسی پر بیٹھین خان بہادر خان نے انکار کیا - لیکن باصرار تمام صاحب
موصوف نے اونکی نعلین مبارکہ ہاتھہ دیکر کرسی پر بٹھایا وقت باز پرس خان بہادر
خان نے تقریر مردانہ وار دلیرانہ کی زیادہ لجاجت سے کام نہین رکھا بموجب انکہ
ہر کہ دست از جان بشوید ۔ ہر چہ در دل آید بگوید ۔ یہہ کہا کہ مین نے از
خود بغاوت پر کمر نہین باندہی فوج سرکاری انگریزی باغی ہوگئی جس مین ملک
کا جو دعوے دار تہا اوسکو اوس مقام پر رہنے گردانا جو کہ بریلی شاہجہان پور

وپیلی بھیت یعنے جملہ روہیلکھنڈ وغیرہ ہمارا ملک موروثی تہا اسوجہ سے بخت
خان وجملہ رعایا نے مجتمع ہوکر مجھکو مسند نشین ریاست کیا مین نے نہ بلوہ کرایا اور
نہ کسی انگریز یا زن وبچہ وغیرہ کو قتل کیا جسوقت آپ صاحبون نے ظلم فوج سے مجبور ہوکر
ملک چھوڑ دیا جب مین نے اپنا قبضہ کیا باقی بلوائیونکو روک تہام اوس دم میری اختیار
مین نہ تہی اونہون نے جو چاہا سو کیا بعد ازان لڑائیان جابجا سر میدان میری فوج اور آپ
کی فوج سے البتہ ہوئین اونمین طرفین کا کشت وخون ہوا اسمین میری کیا خطا ہے
عروس ملک کسی در کنار گیرد تنگ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند۔

این دولت وملک میرو ودست بدست + اب مین آپ کے بس مین ہون
جو چاہے وہ میری نسبت حکم دیجئے۔ بعد سنے اس گفتگو کے صاحب چیف
کمشنر بہادر نے بخیال اینکہ قصہ زمین بر سر زمین چالان خان بہادر خان کا لکھنو سے
بمقام بریلی کردیا۔ اونہون نے ہنگام پیشی وہی تقریر جو کہ لکھنو مین کی تہی
اوسیطرح صاحب کمشنر بہادر بریلی سے بہی کی جو کہ سرکار انگریزی کو سزائے
موت خان بہادر خان کو دینا مرکوز تہا لہذا کچہہ اور الزامات اون پر قایم
کرکے نئی کوتوالی کے سامنے لاکر پھانسے دیتے وقت یہہ کہا کہ آپ کو
جو کچہہ نصیحت ووصیت کسیکو کرنا ہو کر لیجئے خان بہادر خان نے کہا کہ مجکو

کچھہ کسی سے کہنا نہین اور شیشہ پر آب ہوکر یہہ شعر زبان پر لائے ؎

بجرم کلمۂ حق میکشند غوغائیست ۔۔۔ زمرگ زندگیم میشود تماشائیست

اور کلمہ پڑہکر پھانسی اپنے ہاتھہ سے گلے مین ڈال لی مگر اوسروز احتیاطاً تمامی

فوج انگریزی و توپخانہ وغیرہ بہی بخیال بلوہ اہل شہر طیار کیا گیا اور جابجا

ناکہ بندی کردی گئی تہی کہ مبادا شورش یکسیطرح کا فساد برپا ہو الغرض بعد

پھانسی دینے کے مسلمانان فوج انگریزی نے اونکی لاش لیکر بعد غسل و کفن

بحکم سرکار انگریزی جیل خانہ مین دفن کی **فاعتبروا یا اولی الابصار**

اور خطاب نوابی کا اونکے نام سے کم کردیا گیا کہ آئندہ اونکے نام کے ساتہہ لفظ

نواب کا نہ لکہا جاے ۔ ؎ دنیا کا عجیب کارخانہ دیکہا نہ یکسان کبہی

رنگ زمانہ دیکہا ۔ گردش مین تہا جنکی سر پہ چتر زرین پتربت پہ نہ اونکی شامیانہ دیکہا

قطعہ

زبہشت خلد اگر نیستی دلا مایوس ۔۔۔ درین سرائے سہ پنجی چہ گشتی نانوس

بہ بیثباتی دنیا اگر شکی باشد ۔۔۔ بخوان حکایت اصحاب کہف و وقیانوس

کجا شدند حکیمان فیلسوف جہان ۔۔۔ چہ بر مس و چہ لقوا ہش و چہ بطلیموس

چہ رفت بر سر گردان گردش دوران ۔۔۔ کہ بودہ اند ہمہ صاحبقران و دوبوس

کجاست نغمه داود و بوق خوش الحانی	۷	سنجر بگوش من آید بدین صدای خروس
نه تخته ایست ز تخت مرصع بلقیس	۸	نه کرو فر سلیمان نه بارگاه جاسوس
وزیر آصف دوران امیر فوج افغان	۹	شکست خورده بسر پنجه اجل محبوس
ز دست تهمتن اسفندیار رویین تن	۱۰	بیک خدنگ قضا سر نهاد بر زانوس
کجاست افسر زرین و چتر شاهانه	۱۱	صدای آبوق کجاو کجاست ناله کوس
شکست جام جم آیینه سکندر هم	۱۲	نه آن درفش کیانی نه هست تخت طوس
کدام مملکت تاراج کرد فوج اجانک	۱۳	چه هند و چین و چه ایران و شام چه روس
ز برد و جاسلیمت کنون ز دار فنا	۱۴	چه هود و هند و مسلم نصارا و چه مجوس
چه انبیاء و ولی و چه عالم و چه باک	۱۵	سپرده اند به یک قبضه عناصر فوس
نه ماند حضرت یوسف نه حاتم و قارون	۱۶	حسین گذاشت نه اهل سخا و نی منحوس
نه ماند ساحر غدار خوش نشان کدام	۱۷	کجاست بیسی عمران و سامری و لوس
نه ماند عیسی گردون نشین ز دور زمان	۱۸	برفت و نیز همین جاده بیند نحوه جاموس

کجاست فغفور و داراو دیو خوش الحانی ۷ سحر بگوش من آید بیا صدا آخر کو

نه تخت لیست ز تخت مرصع بالغیس ۸ نه کرو فر سلیمان نه بارگاه جاسوس

وزیر آصف دوران امیر فوج افغان ۹ شکست خورده و بسته بحبه احمال خجوس

زدست تا بحبه تش اسفندیار روئین تن ۱۰ بیک خدنگ قضا سر نهاد بر بر بوس

کجاست افسر زرین و بهمن شاه ۱۱ صدا بگوش کجا و کجاست ناله کوس

شکست جام جم آئینه سکندر هم ۱۲ نه آن درفش کیانی نه بهمت هوشنگ

کدام حکمت تاراج کرد فوج اجانک ۱۳ چه هندو چین و چه ایران و شام و چه روس

زبرد دست اجل بیدمت کز دار فنا ۱۴ چه مهدو و هندو مسلم نصارا و چه مجوس

چه انبیاء و ولی و چه عام و چه پاک ۱۵ سپرده اند به بیگانه خانه افسوس

نه ماند حضرت یوسف نه خاتم و قارون ۱۶ حسین کز نهمت نه ماند نه ماند فلان فلان

نه ماند ساحر خدا رخش تنانس کدام ۱۷ کجاست مسیح مسیحا مران و سارا کو

نه ماند حیدر کرار و نه نبی و نه عام ۱۸ برفت و نیز همین خواهد بود بس

گذشت احمد مرسل ازین جهان بسیار ۱۹ جز او نه ماند نه ماند نه زابل نفوس

نه ماند تیغ دو دم نه سپهر عذرا ۲۰ نه بند عاشق و معشوق با قضا مانوس

نه ماند از شعرا هیچکس بهیکت سخن ۲۱ که سکه ها نزدند بداشتن فلوس

قیام کرد نه اینجان عزیز بی عزت ۲۲ نه ماند صاحب عزت کدام کاووس

بفضل و هنر و جوان یا نژاد و نسب ۲۳ مدام شهر نوخواست این عجوزه عروس

چه بسیر گلشن دنیا و نغمه های هزار ۲۴ چه رنگ و بوی گل تر چه جلوه طاووس

بخوشدله آمده هر کسی درین خرابات ۲۵ مآل کار زیکجا اجل نشد بابوس

ز گرم و سرد جهان بر سرم گذشت بسی ۲۶ نه تر ماند درینجان کدام شه نه عبوس

بخویش نعمت عیش و طرب چه اندازد ۲۷ فلک که هست بافغان کاسه معکوس

به بینش اهل دلان از یکیست تا بیم و نشان ۲۸ چه هست بانگ ازان دجه نانه ناقوس

بگو تو اشهد ان لا اله الا الله ۲۹ که کمتر نی ناقی دغانی ترانسود محسوس

برآ چند نفس زن آنچه هست انشد
چه هست نعمت دنیای دون چه نان سبوس

آمدم برسر مطلب ساقیا ۳۰ آورمی زمانه عیش

ونظام علی خان ناظمان شاہجہانپور و بدایون وبعض دیگر مقامات و پرگنات وغیرہ
الغرض ساٹھ ہزار کس از پیادہ و سوار ملازم خان بہادر خان کے تھے و قریب چہل ضرب توپ
زنبورک وغیرہ۔ و ہزمانہ ریاست خان مسبوق الذکر محمد ابراہیم خان عرف نواب بہورا
خان خلف نواب العدیار خان ابن نواب حافظ الملک اور ایک پسر بہورا خان مسمی عبدالرحیم خان
عرف امی میاں بمقام واناگنج کسی مخالفت پر بمقابلہ نیاز محمد خان جرنیل ماری گئے۔
و بالفعل فرزند نیاز محمد خان مرحوم یعنے فضل محمد خان بریاست ٹونک بہ عہدہ تھانہ داری
بمقام نیاہیڑہ معمور ہین و محمد رضا خان نبیرہ کبیر شاہ خان مرحوم بھی اس ریاست مین
بعہدہ انسپکٹری ہنوز ملازم ہین۔ آمدم برسر مطلب۔ حتی کہ بماہ رجب ۱۲۸۸ھ
عمو صاحب قبلہ نواب حمید علیخان کا انتقال ہوگیا کہ تاریخ اونکے وفات کی کمی
ہوئی برادر احمد حسن خان جوشش مرحوم کی یہ ہے تاریخ بشہر رجب جوشش
عموی من + بدست اجل نقد جان چون سپرد + بگفتم زروی الم سال فوت کہ نواب
حمید علیخان بمرد + و بعد ازین جناب والد ماجد کا بھی انتقال ۱۲۸۸ھ بتاریخ
۱۹ شہر ذیقعدہ ہوگیا تاریخ انتقال جناب والد مرحوم در صنعت توشیح از خاکسار
تاریخ فرسود قضا چون والد من نواب محمد موسی خان + غم بر دو اس حسن جنان کامد
بلبم آہ و فغان + یاد آمدہ از سر ہر مصرعہ تاریخ وفات زروی آسد + رو تافتہ

از دنیا پدرم رخ کرد سوی باغ رضوان ؛ غرض کہ ان حضرات مین سے جو شخص وفات پاتا
گیا اوسکی پنشن اوسکی اولاد کے نام پر ہرگز نہین جاری ہوئی - بعد اسکے ہنگام دربار
قیصری خاکسار نے چند اشعار بمدح جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا و قطعہ عرضی اپنی
بذریعہ صاحب چیف کمشنر اودہ ایڈیل ہنری جان انگلیشن صاحب بہادر حضور وایسرائے
کشور ہند گذرانی ہنوز اوس عرضی کا جواب نہ آنے پایا تہا کہ جان انگلیشن صاحب
بہادر چیف کمشنر اودہ پنشن یاب ہوکر ولایت کو روانہ ہوے چونکہ وہ حاکم رحیم
دل شریف پرور تہے یقین تہا کہ اگر اونکی موجودگی مین میری عرضی کا جواب
حضور وایسرائے کشور ہند سے آجاتا تو خاکسار اپنے حق سے محروم نہ رہتا - پس بجاے
چیف کمشنر سابق کے کوبر صاحب بہادر کمشنر ملک اودہ و لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی
و شمالی مقرر ہوے و ملک اودہ بہی شامل لفٹنٹی الہ آباد ہوگیا اوس وقت
وہ عرضی پاین ہدایت خاکسار کو واپس آئی کہ سایل بذریعہ لوکل گورنمنٹ پیش کرے
بغیر ذریعہ لوکل گورنمنٹ کے وایسرائے ہند کوئی کاغذ ملاحظہ نہین کرتے ناچار راقم
نے وہ عرضی بموجب حکم جناب وایسرائے کشور ہند بخدمت کوبر صاحب بہادر پیش کی
صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ حکم تحقیقات کا صادر فرمایا چنانچہ دفتر وثیقہ و پنشن مین
کئی مہینے تک تحقیقات اسس مقدمہ کی رہی - راقم نے بہر طور صفائی بغاوت خود و بثبوت

وہ امی پنشن گواہی رؤسائے شہر لکھنؤ بحوالہ جلد دوم کتاب عہد نامجات مرتبہ مسٹر انجس
صاحب بہادر کے جسمین اس پنشن کا بھی ذکر موجود ہے پیش کیا اور یہ بھی تحریر کیا
کہ اگر کسی قسم کی بغاوت میری یا میری والد کی ذمہ پائی جاوے تو امیدوار ہون کہ او
عیوض مجکو اب سزا ملجائے ورنہ از راہ انصاف سرکار سے پنشن کا عطا ہونا کہ بعوض جاد
ملک روہیلکھنڈ کے ہم لوگونکی مقرر تھی ضرور ہے مگر صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کو بر
صاحب نے مطلق رحم دل کو کام نفرمایا۔ اور رائے صاحب مہتمم خزانہ کہ سراسر
ناانصافی پر تھے بحال رکھی لیکن راقم اس پر بھی خاموش نرہا اور بارہا عرضیان
بحضور حاکمان عہد گذرانی لیکن بجز اوس جواب اول کے کہ جو رائی صاحب مہتمم خزانہ
ولیمس صاحب درباب ہم لوگون کے سابق مین ہوئے تھے ابتک کوئی جواب معقول نہین
پایا اس کا کیا علاج کہ زبردست مارے اور رونے نہ دے۔ حاکم و محکوم کا فرق ہے
ورنہ خاکسار بھر نوع مستحق پنشن پانے کا ہے۔ عرصہ قریب پچیس سال کا گذرا کہ بعہد
لفٹنٹ ولیل صاحب بہادر راقم نے درخواست پنشن عوض گذرانی تھی بعد معائنہ کاغذات
یہی حکم ہوا کہ رائے صاحب مہتمم خزانہ بحال و درخواست تمہاری بامنظور۔ افسوس کی
بات ہے کہ باوجود ثبوت استحقاق حاکمان وقت محض بخیال نقصان سرکاری اصلا
رحم ولی اور انصاف کو کام نہین فرماتے ہر چند جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا

کو بہر کیف پروش عمایا و سرایا و شریف نوازی ملحوظ خاطر اور استحقاق کسی حقدار کا تلف کرنا
نہیں ماہتین پس عطا کرنا اس پیش قلیل کا کہ مبلغ دو ہزار آٹھ سو بیاسی روپیہ چودہ آنہ
چار پائی ماہوار اونکی سرکار عالیجاہ کی تردیک کیا دشوار اگر جناب ملکہ معظمہ کے کان تک یہہ
خبر پہونچی تو یقین ہے کہ بعنایت خدا خاکسار اپنے حق سی محروم نرہے مگر کیا کیجے ۔ ؎

نہ تا ہند صبائے نہ مرغ نامہ بری کسے زبیکسی ما نمی برد خبری

تتمہ

تاریخ تصنیف کتاب ہذا از حضرت مصنف

لکھے ہین خاندانی اپنے حالات	رہین تا صفحہ ہستی پہ باقی
نہین ناریکہ جہونٹ اسین سرمو	اسد کہدو یہہ ہے تاریخ بیہی

۱۲۱۴

تاریخ تصنیف کتاب ہذا طبعزاد سلطان احمد خان عرف نواب بہادر جری خلف اکبر حضرت مصنف

بشان و شوکت صد افسری نقش سلیمان است	کتاب ہیچو مہر خاوری نقش سلیمان است
عیان سازد چو جام جم ہمہ نیک و بد عالم	عجب آئینہ اسکندری نقش سلیمان است
کند پرواز عقل و ہوش از حسن تماشایش	بچشم اہل بینش چون پری نقش سلیمان است
زحال حافظ الملک بہادر میکند واقف	کتاب یادگار آن جری نقش سلیمان است
بگلبن دل زنامش غلغلہ طاعت بجان دارد	کہ کندہ ہم برین انگشتری نقش سلیمان است

بجان دل ہمہ خلق خدا گشتہ بروایں
بنا شد چون جہانے مشتری نقش سلیمان است

بسان مہر بر اوراق دلہا ثبت میگردد
گر شکل ہم اعظم نگیری نقش سلیمان است

پی تاریخ تصنیفش خرد گوش بزن ہاتف
ز آسیب جہان گفتا بری نقش سلیمان است

۱۱۴۱

تاریخ از نتیجہ فکر سرور احمد خان عرف سرور ارہاوری خلف اصغر حضرت مصنف تخلص افسر

کہے احوال قبلہ گاہی نے عجیب
عالی انساب کی نشانی یہ ہین

ہین بزم جہان مین بہر گوش شنوا
اوجڑی محفل کی ایک کہانی یہ ہین

تصنیف کا سال تم بھی افسر کہدو
جملہ حالات خاندانی یہ ہین

۱۱۴۱

تاریخ تصنیف کتاب ہذا از طبع سخن زا منشی لچھمی سہائے سوز خلف منشی

راجگنوار صاحب رئیس قصبہ بیگہ ضلع علیگڈھ کا شاگرد حضرت مصنف

بیان اس سے ہین قصہائے عجیب
نکیونکر جہان مین ہوا اس کا رواج

لکھو سال تصنیف تم بھی یہ سوز
کہ زیبا ہے تاریخ نایاب آج

۱۱۴۱

دیگر

کی کتاب اوستادونے تصنیف وہ
دوسری جسکی مقابل می نہ ہو

سوز مجکو فکر تھی تاریخ کی
بول الوشہادت کو مجھسے سنو

سال تصنیف اسکا پھر یاد کرو
زیب مسند گاہ افغانی کہو

۱۱۴۱

تاریخ تصنیف شاعر خوش نہاد منشی جگناتھ پرشاد متخلص بہ شاد خلف منشی
رشک جعلی لعل۔ شاگرد رمز۔ تلمیذ حضرت مصنف

چون نوشت احوالِ خود استاد من	شہرہ تصدیق او شد چار سو
شاد لذروی بیان تاریخ سال	بے بھا نقش سلیمان خان بگو
	۱۳۱۴ھ

تاریخ ہائے طبع کتاب ہذا

تاریخ طبع زاد شاعر نامی گرامی جناب سید عبد الرزاق صاحب کلامی مصنف نظم
فتوح الشام و صمصام الاسلام صاحبان دیوان شاگرد جناب مولوی آلہی بخش صاحب نامش مرحوم خیر آباد

اے اسد اوستادِ فنِ شاعری	آپ نے تاریخ لکھی بے مثال
نسر طائر نثر پر اس کے فدا	نظم کے قایل ہین سب اہل کمال
واہ کیا انشا ہے کیا انشا ہے	وہ دکھایا آنکھ سے لکھا جو حال
یہہ کوئی تاریخ ہے یا جامِ جم	کیون نہ اس پر جان خرد ہو ڈھال
اس سے جو مردہ تھے وہ زندہ ہوے	آبِ حیوان اسکے آگے کیا ہے حال
شاد یہان اس سے کلامی بھی ہوا	اور یہہ چاہا کہ لکھون اس کا سال

از سرِ وجد اسطرح دل نے کہا
واہ یہہ تاریخ ہے بس بے مثال
۱۹۰۴ء

قطعہ تاریخ شاعر نازک خیال محمد ابراہیم خان مرزا شاگرد سید نیاز احمد عزز تلمیذ حضرت مصنف

اوستاد نے چھپوائی جو مطلع میں کتاب	تاریخ نہیں بلکہ ہے جان تاریخ
ای رمز برائے سال کہہ دو تم بھی	تاریخ ہے بر مثل بیان تاریخ
	۱۳۲۲ھ

دیگر

حضرت اوستاد نے چھپوائی وہ نادر کتاب	جسکا ثانی کوئی نسخہ آجتک دیکھا نہیں
مصرع تاریخ بھی ہے رمز کیا میسا ختہ	نقش نواب سلیمان خان بہادر آفرین
	۱۹۰۴ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر میر محمد خان فرزند خلف بحمی حضرت روشن الدولہ عمدۃ الملک کرنیل غوث محمد خان صاحب بہادر صمصام جنگ مرحوم و مغفور شاگرد دیرینہ تلمیذ حضرت مصنف

لکھی ہے اوستاد نے جو یہہ کتاب	سطرین ہین یا سلک در انتخاب
رزم کا ہر لفظ ہے اک ذوالفقار	بزم کی ہر سطر ہے موج خوش آب
نقطے ہین عیرت دہ نجم فلک	دائیرے ہین رشک دہ آفتاب
چھپنے سے جب اس کو فراغت ملی	دلکو مسرت سے ہوا اضطراب
تب قلم فرد نے از روئے جوش	لکھدیا تاریخ اسد لاجواب
	۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ رقم زدہ شمس مسمی حافظ حامد خان خلف احمد خان کاردار صاحبزادہ محمد حامد صاحب بہادر شمشیر جنگ مرحوم شاگرد عالمگیر خان کیفت تلمیذ حضرت مصنف

چھپ گئی اوستاد کی تصنیف واہ — فخرِ تصانیف ہے جو آج کل
کاٹ کے ای شمس سرِ دیدۂ نظر — لکھدو کہ تاریخ اسد بے بدل

۱۲۲۲ھ

قطعہ تاریخ طبعِ اد عالم شیر خان تخلص آتم شاگرد حضرت مصنف

خطابِ اسد ہین وہ رشکِ نظامی — کہ اسوقت ہین ہند مین فخرِ جامی
ہنین اب جہان مین کوئی اون کا ہمسر — ثناخوان ہین اونکے سخندان تمامی
اونہون نے وہ چھپوایا نایاب نسخہ — نمایان ہوئی جس سے معجز کلامی
یہ نقشِ سلیمان ہے یا اسمِ اعظم — کہ تسخیر ہین جسکی پریان دوامی

اسد کے قلم سے لکھے آتم یہ کہدو
ہے تاریخ اسکی تواریخ نامی

۱۲۲۲ھ

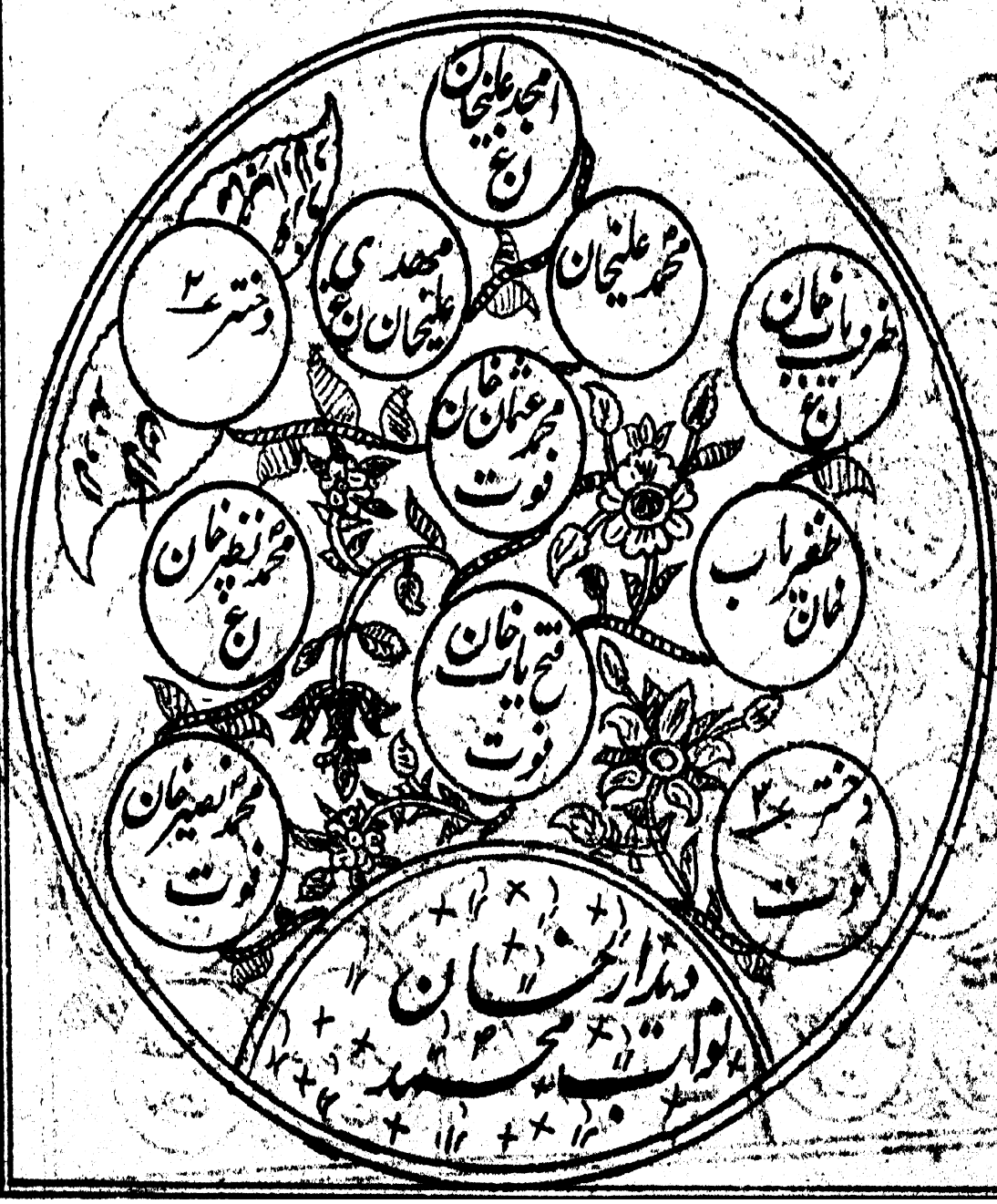
جو کہ اسامی جملہ اسلاف نواب محبت خان کے اول تحریر ہو چکے ہیں لہذا بخیال اختصار
اس مقام پر شجرہ اولاد ذکور صاحب موصوف الصدر کا لکھا جاتا ہے کہ حق اولاد سے
کچھ مرد و زن ہنوز موجود ہیں کس شجرہ میں جس نام پر کہ "ن غ" لکھا ہوا دیکھیں تجویز اشارہ ہے
کہ شہبال اس شخص کا غیر ہے فقط ان حافظ رحمت خان ہیں

(هٰذِهٖ شَجَرَةٌ)


محبت خان بہادر
حافظ الملک نواب
محمد حافظ خان فوت
محمد سعید الدین خان فوت
محمد شمس الدین خان فوت
محمد تقی خان فوت
محمد موسیٰ خان فوت
محمد مشرف خان فوت
محمد منصور خان فوت
لطف علیخان فوت
حیدر علیخان فوت
محمد حسین خان فوت
محمد یحییٰ خان فوت
محمد یوسف خان فوت
محمد یونس خان فوت
محمد یعقوب

شجرہ اولاد نواب محمد دیدار خان کا جنکی اولاد سے ہنوز

کچھہ مرد و زن خواجہ سرا باقی ہیں



نمبر	سطر	غلط	صحیح
۷۸	۹	مہمانداری	مہمانوازی
۷۹	۵	اوسیطرف	اوسطرف
۸۱	۳	لے	۰
۰	״	۰	کیا
۸۲	۷	جمیعت	حمیعت
۰	״	۰	دیا جنگ سے
۸۳	۱۵	و	۰
۸۴	۳	۰	کے
״	۱۰	۰	کیا
۸۵	۶	مندل	صندل
۸۶	۱۵	چاپکین	چاکین
۸۷	۵	تقاضہ ہے	تقاضہ
۸۹	۲	ہوگی	ہوگئی
״	״	ہین	ہین لے
״	۶	چاہی	چاہیئے
״	۱۰	ہے	ہین
״	۱۱	بطور	بہرطور
۹۰	۷	ہرین گے	رہین
۹۱	۱۱	کا	کے
״	״	ہے	۰

نمبر	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۲	ہے	۰
״	۴	افاقت	رفاقت
۹۵	۲	بکن	بکین
״	۰	۰	و
۹۶	۱۱	اوسوقت	اسوقت
۹۷	۲	۰	سے
״	۴	ورنہ	وہ
״	۸	و	۰
۱۰۰	۵	چہ بسکہ ورنہ واقع	۰
۱۰۰	۹	بہرکہ	ہوکر
״	۱۴	کیگئے	کہے گئے
۱۰۱	۵	بدو	ہردو
״	۹	عرق	غرق
״	۱۱	کے	کہ
״	۱۴	۰	ایک
۱۰۲	۱	چند چند	چند
״	۳	۰	و
״	۶	اوس نے	اوس
״	۱۰	بنا	یا
״	״	جانشان	جان نثاران

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۱۰	کپتال	کپتان
۱۰۳	۵	کے	نے
۱۰۴	۱	۰	۱۷۶۳ء کے
〃	۱۳	۰	خان
۱۰۵	۲	حافظ الملک	حافظ ملک
〃	۹	سپیر	سپہر
۱۰۷	۸	باعث	باعث
۱۰۸	۱	نکیا	تحریر کیا
۱۱۱	۳	جروت	جبروت
۱۱۲	۴	لسپاہ	وہ سپاہ
۱۱۳	۱	مشخصہ	مشخصہ
〃	۹	ہوئے	ہوئے
۱۱۵	۱۵	ہنور	ہو
۱۱۸	۶	قبض	قبضے
۱۲۴	۵	حافظ حمت جہاور	حافظ حمت خان بہادر
۱۲۷	۱۰	د	۰
۱۲۹	۵	کہراہ	کہڑا
〃	۷	〃	〃
۱۳۰	۳	〃	〃
〃	۷	مذکورہ	مذکور
۱۳۲	۹	شانہ	شانہ
۱۳۳	۸	لطیف	لطف
〃	۱۲	لونے	لو
۱۳۹	۱۵	سنہ ۱۲۹۱ھ	سنہ ۱۲۹۱ھ
۱۴۱	۵	بعہدہ	۰
۱۴۲	۸	یین	۰
۱۴۳	۹	نشینی	نشینین
۱۵۱	۱۴	۰	سے
۱۵۲	۱۵	سے	۰
۱۵۳	۱۳	لے	کے
۱۵۵	۷	لیا	لینا
۱۵۶	۳	برہے	بہتر
۱۶۲	۱۵	ہ	ہ
۱۶۴	۱۸	سنہ ۱۳۴۳ھ	سنہ ۱۲۴۳ھ
〃	۱۹	۰	سنہ ۱۲۴۳ھ
۱۷۲	۱۰	اصغر	اصغر
۱۷۳	۲	خاں	خان
۱۷۶	۶	۰	نواب
۱۷۸	۱۰	۰	سعادتمند خان
۱۹۰	۶	بعد	بعدہٗ

صحت نامہ کتاب نقش سلیمان فی البیان حالات نواب حافظ الملک بہادر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	قیوم	و	۲۳	۸	سرا	میرا
۷	۹	پستو	پشتو	۲۴	۱۰	مراج	مزاج
۹	۷	شردعا	مشردعا	″	۱۵	ایسی	اسی
۱۰	۶	حیالہ	جمالہ	۲۵	۳	سرے	میرے
۱۱	۱	نانس	بانس	″	″	کہے	کہنے
۱۱	۱۵	پر	برہا	″	۸	سری	میری
۱۲	۴	ادو	اور	″	۹	″	″
۱۳	۱	چانون	جانون	″	۱۳	سرے	میرے
۱۴	۵	سرے	میرے	۲۷	۸	سرا	میرا
″	۱۱	زیادہ	زیادہ	″	۱۰	کیٹر	کھیڑ
۱۵	۱۴	لہذ	لہذا	″	″	″	″
۱۸	۳	بیاید	بیاید	″	″	″	″
″	۱۰	دار	وارد	۲۸	۱	پیشگا	پیشگاہ
۱۹	۸	پرگناب	پرگنات	۲۹	۱۴	محمدشاہ	حضرت محمد شاہ
″	۹	محمد علی	علی محمد	″	۱۵	اسی	اس
″	۱۲	درجا	دوجا	۳۱	۸	خط	خطر
″	″	ملارہون	ملارہون	″	۱۳	پہ	پیر
۲۳	۲	دیکھے	دیکھنے	۳۲	۱۵		سے
″	۷	تخلیہ	تخلیہ	۳۳	۱۴	روہیلکہنڈ	روہیلکہنڈ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴	۶	۰	کہ
۳۶	۹	برہا	پڑھا
۳۷	۱۵	سرے	پیرے
۳۸	۴	سرے	پیرے
۳۹	۱۵	نہ	۰
۴۰	۱۴	لحظ	لحت
۴۲	۱۵	امراو دیشان	امرا رذیشان
۴۴	۴	کہری	کہیری
۴۵	۵	۰	اسکے
״	״	۰	پر
״	۶	جب	حسب
״	۷	ملازمان	ملازمان
״	۹	باقی	باہتی
״	۱۱	بسبب	مبب
״	۱۵	از جہباتی	از جہباتی
۴۸	۵	۰	کیکے
״	۸	یین	۰
״	۹	تہا	۰
״	۱۵	ملازست	ملازمت
۵۲	۱۱	آپکی	انکی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۴	اند	انداز
״	۱۵	اس	۰
۵۴	۱	خود	۰
۵۵	۹	دفعتہ	دفعتہ
۵۷	۱۴	۰	۰
۵۹	۱۵	اقرائی	افزائی
۶۰	۳	مارا	ہارا
״	۶	اشرف النوار	اشرف الوزرا
۶۱	۳	بلہارراؤ	ملہارراؤ
۶۴	۱	از	۰
״	״	فتہ	فتنہ
״	۱۰	۰	سے
۶۵	۲	دبرائے	برائے
۶۷	۸	سعد اللہ	سعد اللہ خان
۶۹	۱	وخاندان نواب امیر الدولہ بہادر	وخاندان خانجہاں
۷۱	۸	لائے	لائے
״	۱۳	رنج تعلق	رنج وتعلق
۷۲	۳	دین	مین
۷۴	۱۱	پیادہ سوار	پیادہ وسوار
۷۸	۴	کثرت چڑھوائی	کثرت سے چڑھوائی